صوبائی اسمبلی پنجاب

سرکاری رپورٹ

جمعرات ۲۳ فروری ۱۹۸۹ء

(پنجشنبہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

جلد IV شمارہ ۱

سرکاری رپورٹ

PROVINCIAL ASSEMBLY PUNJAB

مندرجات

جمعرات ۲۳ فروری ۱۹۸۹ء

(بشمول جلد IV شمارہ جات ۱ تا ۴)

	صفحہ نمبر
اجلاس کی طلبی کا فرمان	۱
تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ	۳
صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل	۴
نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف	۴
لالہ محمد فاضل رکن صوبائی اسمبلی کی وفات پر تعزیتی قرار داد اور فاتحہ خوانی	۵
شہدائے اسلام آباد اور فیصل آباد کے مزدوروں کیلئے فاتحہ خوانی	۶
مسئلہ استحقاق :-	
۱) اراکین اسمبلی کی گاڑیوں کو مین گیٹ تک آنے کی اجازت نہ دینا۔	۱۰
۲) سیکرٹری صیلتہ کی جانب سے ایم پی اے سے ناروا سلوک	۱۸
۳) وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے اسلامی جمہوری اتحاد کے ہارے ہوئے قومی و صوبائی اُمیدوران کو ترقیاتی منصوبہ جات کیلئے فنڈز کی تخصیص	۲۲
قرار داد :-	
افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء پر افغان مجاہدین کو ہدیہ تبریک	۵۳
ہنگامی قوانین :-	
ہنگامی قانون ادارہ شاہرات پنجاب مجریہ ۱۹۸۸ء	۶۴
ہنگامی قانون (تنسیخ) مارشل آرڈر نمبر ۱۳۷۱ مصدرہ ۱۹۸۹ء	۶۵
ہنگامی قوانین پر غور کے لئے مجلس خصوصی کی تشکیل	۶۵

اِجلاس کی طلبی کا فرمان

ORDER

IN EXERCISE OF THE POWERS CONFERRED BY ARTICLE 54(3) READ WITH ARTICLE 127 OF THE CONSTITUTION OF THE ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN, I, MIAN MANZOOR AHMED WATTOO, SPEAKER, PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB, HEREBY SUMMON THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB TO MEET ON THURSDAY, THE 23RD FEBRUARY, 1989 AT 10.00 A.M. IN THE ASSEMBLY CHAMBERS, LAHORE.

MIAN MANZOOR AHMED WATTOO
SPEAKER
PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB

LAHORE:
THE 15TH FEBRUARY, 1989.

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

جمعرات، ۲۳ فروری ۱۹۸۹ء

(پنج شنبہ، ۱۶ رجب المرجب، ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح ۱۰-۱۱ بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۙ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ
رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۙ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ
بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ
وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (آیت نمبر ۱ تا ۱۳ سورۃ الرحمٰن پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ خدا جو نہایت مہربان۔ اُسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اسی نے اس کو بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں۔ اور اُس نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی کہ ترازو سے تولنے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو۔ اور اُسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی اُس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں۔ جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں اور اناج بھُس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول۔ تو اے گروہ جن و انس تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

میاں محمود الرشید۔ جناب سپیکر ! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پہلے سانحہ اسلام آباد میں شہید ہونے والے افراد کی ارواح کو ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی ہو جائے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب ، آپ تشریف رکھیں۔ پہلے سیکرٹری صاحب پینل آف چیئرمین کا اعلان پڑھنا چاہتے ہیں۔

سیکرٹری صوبائی اسمبلی پنجاب۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ بیگم نجمہ حمید

۲۔ راجہ محمد خالد خاں

۳۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی

۴۔ جناب فضل حسین راہی صاحب

شکریہ

نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر۔ ہمارے کچھ نئے ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں۔ سب سے پہلے ان کا حلف ہو جائے۔ کیا ہمارے نئے منتخب ہونے والے ممبر صاحبان تشریف لائے ہیں ؟

(چاروں ممبر صاحبان تشریف فرما تھے) کیا حلف کی کاپیاں آپ کو مل چکی ہیں ؟

(چاروں ممبر صاحبان کے پاس کاپیاں موجود تھیں۔)

(اس مرحلہ پر درج ذیل اراکین نے حلف اٹھایا)

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
۱۔	چوہدری وقار علی خان	پی پی-۶ راولپنڈی VI
۲۔	ملک غلام محمد خاں	پی پی- ۳۴ خوشاب II
۳۔	جناب محمد احمد	پی پی-۱۰۹ سیالکوٹ VIII
۴۔	جناب ضیاء بخت بٹ	پی پی- ۱۲۴ لاہور IX

لالہ محمد فاضل رکن صوبائی اسمبلی کی وفات پر تعزیتی قرارداد اور فاتحہ خوانی

ایک معزز ممبر۔ جناب سپیکر ، ہمارے فاضل ممبر لالہ محمد فاضل وفات پا چکے ہیں۔ ان کے اظہار تعزیت کے لیے قرارداد پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ میرے پاس سب سے پہلے یہ تعزیتی قرارداد آئی ہے ہمارے فاضل ممبر کی وفات کے بارے میں یہ قرار داد جناب وزیر قانون سردار نصراللہ خاں دریشک صاحب پیش کریں گے۔

سردار نصراللہ خاں دریشک - جناب سپیکر ، یہ ایوان جناب لالہ محمد فاضل صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین !

رانا شوکت محمود۔ (قائد حزب اختلاف) جناب سپیکر ، اس بارے میں میں بھی کچھ عرض کرنی چاہوں گا۔

جناب سپیکر - جی رانا صاحب۔

رانا شوکت محمود۔ (قائد حزب اختلاف)۔ جناب سپیکر ، لالہ فاضل کی ناگہانی اور اچانک موت سے اس ایوان کو یقیناً بہت نقصان ہوا ہے۔ لالہ فاضل ایک بہت منجھے ہوئے سیاسی کارکن تھے۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ اس صوبہ میں اور اس ملک میں جمہوری عمل کی بحالی کے لیے صرف کر دیا۔ انہوں نے ضیاء کے آمرانہ مارشل لاء میں کوئی پانچ سال کے قریب قید کاٹی۔ اور ایک وقت ایسا تھا جب ان کو جیل میں دل کا عارضہ لاحق ہوا۔ شدید قسم کا دل کا دورہ پڑا۔ ان کو جیل کے ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا۔ اور بعد ازاں ڈاکٹر کی ذاتی مداخلت پر انہیں ایک ہسپتال میں لے جایا گیا۔ وہاں ان کو دوران عارضہ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لگا کر ہسپتال میں علاج کے لیے رکھا گیا۔ اور ساتھ ہی ان کے تمام عزیز و اقارب کو کہا گیا کہ اگر لالہ فاضل کسی وقت بھی یہ لکھ کر دے دیں کہ وہ سیاست میں مداخلت نہیں کریں گے اور سیاست میں حصہ نہیں لیں گے تو ان کی رہائی ہو سکتی ہے۔ اس پیشکش کو بھی لالہ فاضل نے دلیری ، جرأت مندی اور اصول پرستی کے تحت رد کیا اور سارا وقت انہوں نے جیل میں دل کی بیماری کے ساتھ گزارا۔ ان کی بہت قربانیاں تھیں۔ وہ ایک متوسط خاندان سے تعلق رکھتے تھے، غریب اور پسماندہ طبقات کی نمائندگی کرتے تھے۔ پارٹی کو بالعموم اور مجھے ان کے ذاتی دوست حیثیت ہونے کی وجہ سے بڑا صدمہ ہے اور اس صدمے میں میرے بھائی، میری بہنیں اور ہم سب شریک ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت عطا کرے اور انہیں جنت الفردوس میں مقام دے اور ان کے گھر والوں کو صبر عطا کرے۔ بہت شکریہ ، بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر۔ دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی۔)

شہدائے اسلام آباد کے لئے فاتحہ خوانی

میاں محمود الرشید۔ جناب والا شہدائے اسلام آباد کیلئے بھی فاتحہ پڑھی جائے وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں لالہ فاضل کیلئے

فاتحہ پڑھی ہے وہاں ان افراد کی روح کے ایصال ثواب کیلئے بھی فاتحہ پڑھی جانی چاہیئے جن کو اسلام آباد میں شہید کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر - اتفاق ہے صاحبان ، تو ان کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

فیصل آباد کے مزدوروں کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی

جناب سپیکر۔ مجھے اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ، لیکن اس بارے میں یہ احتیاط لازم ہے یہاں اسمبلی کے اس معزز ایوان میں فاتحہ خوانی کیلئے یا تعزیتی قرار داد کیلئے روایات چلی آ رہی ہیں۔ ہمیں ان روایات کے مطابق چلنا ہو گا، ورنہ سارا دن آپ یہاں اور کچھ نہیں کر سکیں گے صرف فاتحہ خوانی کرتے رہیں گے۔ تو صاحبان اس پر اتفاق ہے کہ فیصل آباد کے مزدوروں کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر - نواب زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر REARRANGE MENT OF SEATS کے بارے میں ہے۔ آپ نے اس اجلاس کیلئے نشستوں کو ALPHABETICAL ORDER میں REARRANGE کیا ہے۔ ابھی معلوم یہ ہوا ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو الگ سیٹیں کچھ مخصوص حیثیت میں دی ہیں، اس کے متعلق قومی اسمبلی کے سپیکر کی رولنگز ہیں۔

جناب سپیکر - نواب زادہ صاحب اس بارے میں قائد حزب اختلاف سے میری بات ہو گئی ہے اور ہم نے یہ طے کیا ہے کہ اس مسئلے کو ہاؤس کی بجائے اپنے چیمبر میں بیٹھ کر طے کریں گے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ قائد حزب اختلاف سے مشورہ کر لیں اور اس کے بعد اگر یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہیں تو مجھے کوئی

اعتراض نہیں ہوگا۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا میں ۱۷۸ کے تحت بات کرتا ہوں، اگر جناب والا ۱۷۸ ملاحظہ فرمائیں تو میں اس میں PERSONAL EXPLANATION چاہتا ہوں WITH YOUR KIND PERMISSION اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں پھر بولوں گا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب ابھی آپ کے بارے میں یہاں پر کوئی بات نہیں ہوئی۔

میاں منظور احمد موہل۔ نہیں یہ بات نہیں ہے وہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ ۱۷۸ دیکھیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے ۱۷۸ میں یہ نہیں ہے کہ BEFORE THE ASSEMBLY کوئی MATTER ہو، بلکہ PERSONAL EXPLANATION جو ہے اس لئے میں نے ۱۷۸ کہا ہے کہ

RULE 178. A MEMBER MAY, WITH THE PERMISSION OF THE SPEAKER, MAKE A PERSONAL EXPLANATION ALTHOUGH THERE IS NO QUESTION BEFORE THE ASSEMBLY, BUT NO DEBATE SHALL BE ALLOWED ON IT.

اسمبلی کے سامنے گو کہ QUESTION نہ ہو لیکن میں ۱۷۸ کے تحت جناب والا کی اجازت سے PERSONAL EXPLANATION دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں ہم پہلے تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں اور تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں اور اس کے بعد اگر آپ مناسب خیال کریں گے تو میں آپ کی اس بات پر غور کر لوں گا۔

میاں منظور احمد موہل۔ جی ٹھیک ہے۔

جناب خورشید احمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! ہمارے معزز صحافیوں پر آئی جے آئی کی طرف سے جو تشدد کیا گیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو یہاں پر

زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ جی فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ عجیب بات ہے اور یہ ایک بڑا نازک مسئلہ تھا اور یہ ہمارے ملک کے صحافیوں کے ساتھ جہانیاں میں پیش آیا۔ ان کو وہاں پر مارا پیٹا گیا ہے، کیمرے توڑے گئے ہیں اور ان کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اور اس کے خلاف آپ کی صوبائی حکومت کوئی کارروائی نہیں کر رہی۔ یہ بات قابل شرم ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ AS A TOKEN PROTEST یہاں اٹھانے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ یہاں پر ہمارے جو صحافی رپورٹنگ کیلئے آتے ہیں وہ AS A TOKEN PROTEST پریس گیلری خالی کر کے کچھ لمحوں کیلئے باہر گئے تھے اور ہم نے ان کو استدعا کی ہے کہ آپ تشریف لائیں، بیٹھیں اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ بات کی جائے۔ اب یہ ذمہ داری ہماری نہیں ہے کہ ہم ہی ان مسئلوں کو حل کریں گے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت کو کم از کم خیال کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ اس معاملے کو اگر آپ اسمبلی کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں تو اس کیلئے ایک باضابطہ طریقہ کار موجود ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی میں اس کو باضابطہ طریقہ کار کے تحت پیش کروں گا۔ میں آپ کی یہاں پر توجہ دلانا چاہتا تھا کہ اگر اس قسم کے لوگوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہو گا تو کل کو آپ کی آواز سننے کیلئے یہاں پر کوئی نہیں ہو گا۔ ان کا تحفظ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے، آپ کی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ ہم تحاریک استحقاق کو TAKE UP کرتے ہیں ہمارے پاس کچھ تحاریک استحقاق آئی ہیں۔ جی روکڑی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کریں گے۔

اراکین اسمبلی کی گاڑیوں کو مین گیٹ تک آنے کی اجازت نہ دینا

جناب گل حمید خان روکڑی۔ جناب والا! اسمبلی میں ہماری کار کو آگے نہیں آنے دیا جاتا، اگر ایم پی اے صاحبان کی کاروں کو آگے نہیں آنے دیا جاتا تو پھر منسٹر صاحبان کی کاریں بھی آگے نہ آئیں۔

جناب سپیکر۔ خان صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب گل حمید خان روکڑی۔ جناب والا میں عرض کر رہا ہوں کہ جب میں آیا ہوں تو اسمبلی والے میری کار کو اندر نہیں آنے دیتے تھے انہوں نے کہا کہ یہ بند ہیں۔ صرف فلیگ والی کاریں آگے آئیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر ممبر اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے کہ سیڑھیوں تک اس کی گاڑی آئے۔ آگے اگر اتنی جگہ نہیں ہے تو اس کیلئے حکم دے سکتے ہیں ہمارا ڈرائیور جا کر باہر گاڑی کھڑی کر آئے گا، لیکن سیڑھیوں تک ہماری کار کو آنے کا حق ہے۔

جناب سپیکر۔ پہلے بھی یہی طریقہ کار رہا ہے کہ معزز اراکین کی گاڑیاں سیڑھیوں تک آتی رہی ہیں۔ خان صاحب آپ کا یہ جو مسئلہ ہے میں اس کو چیک کر لیتا ہوں، اگر یہ رکاوٹ ہے تو اس کو ہم دور کر دیں گے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب گل حمید خان روکڑی۔ اس فلور پر یہ کوئی اتنا بڑا متنازعہ مسئلہ نہیں ہے، چیک کا مسئلہ نہیں ہے، میں یہاں پر جو کچھ کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں، آپ کا جو واضح حکم ہے وہ دیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر اس معاملے کا تعلق جناب سے ہے۔ اگر جناب یہ ہدایت فرما دیں گے کہ گاڑی سیڑھیوں تک چھوڑ کر واپس چلی جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر کسی مباحثہ کی ضرورت ہو۔

جناب جاوید محمود گھمن- جناب والا میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب ایک جگہ مخصوص ہے اور زنجیر کے باہر گاڑی کھڑی کی تو تین چار پولیس آفیسر میرے سامنے آ گئے انہوں نے کہا کہ یہاں آپ گاڑی کھڑی نہیں کر سکتے- زنجیر سے باہر بھی وہ گاڑی کھڑی کرنے سے روکتے ہیں- جتنے سٹینو ہیں جتنے سیکرٹریٹ کے سیکشن آفیسر ہیں اور جتنے دوسرے افسران ہیں وہ ہمارے آنے سے پہلے اپنی گاڑیاں وہاں کھڑی کر لیتے ہیں- جو گاڑیاں کھڑی کرنے کیلئے مخصوص جگہ ہے وہاں دوسرے لوگ اپنی گاڑیاں کھڑی کر لیتے ہیں- یہ پولیس آفیسر کو اختیار دیا گیا ہے اور یہ ان کی صوابدید پر ہے کہ جہاں ان کی مرضی ہو گاڑی کھڑی کرنے دیں جہاں مرضی نہ ہو وہاں کھڑی نہ کرنے دیں- اراکین کے لئے ایک خاص جگہ مخصوص کریں اور وہاں کسی اور کی گاڑی نہیں کھڑی ہونی چاہیے-

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: MR. SPEAKER SIR, THE MINISTERS OR THE ADVISORS ARE EQUAL TO ALL OTHER MEMBERS OF THIS AUGUST HOUSE AND THEY SHOULD BE TREATED ALIKE. THEY ARE AS MUCH VIPS AS ANY OTHER MPA OF PUNJAB ASSEMBLY. FOR PARKING PLACE OF CARS ALL THE MEMBERS SHOULD BE TREATED ALIKE AS VIPS.

خواجہ محمد یوسف- جناب والا مسئلہ کار کھڑی کرنے یا نہ کرنے کا نہیں ہے- اس کے علاوہ ایک مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ وہاں پر تعینات پولیس کا رویہ انتہائی قابل اعتراض ہے- ایک سے دوسرا دوسرے سے تیسرا، تیسرے سے چوتھا پولیس والا وہاں پہ آتا ہے اور وہ اپنے آپ میں طاقت دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا یہ کہنا تھا کہ ہمیں یہ چیف منسٹر کا حکم ہے اور ہماری نوکری کا سوال ہے- جناب والا یہاں پر کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے جو آدمی اسمبلی میں آتا ہے اور ہر ایم پی اے جو

اسمبلی میں آتا ہے وہ برابر ہے۔ چاہے وہ نواز شریف ہو۔ چاہے وہ منسٹر ہو۔
جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا! یہ غور طلب مسئلہ ہے۔ آج یہاں پر گاڑیاں روکی جا رہی ہیں کہیں یہ ممبروں کو روکنے کی تیاریاں تو نہیں ہیں۔ اس لئے آپ خصوصی طور پر توجہ فرمائیں۔
جناب سپیکر۔ کیا گاڑیوں کو روکنے کے بارے میں کوئی مباحثہ ہو جانا چاہئے؟ اگر آپ سب کی رائے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! اس معاملے کو ختم ہونا چاہئے اور ممبران کو یہ توقع رکھنی چاہئے کہ آپ اسمبلی کے محافظ ہیں اور اسمبلی کے احاطے کے اندر جو کچھ بھی ہو گا وہ آپ کے حکم سے ہو گا وہ کسی اور کے حکم سے نہیں ہو گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں آپ سے یہ توقع رکھنی چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ آپ کی ذمہ داری بھی ہے کہ اسمبلی کے احاطے کے اندر اگر کسی ادارے کا کارکن آپ کے ممبر کے ساتھ بدسلوکی یا بدتمیزی کرتا ہے تو وہ اس ایوان اور آپ کے وقار کے خلاف بات کرے گا۔ جیسے بھی ممکن ہے اس کو آپ درست کریں۔ آج چار چار آدمی پولیس والے ایک ممبر کے آگے کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ یہ ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہاؤس کے اندر کوئی دہشت پیدا ہو رہی ہے۔ پتہ نہیں کہ آج کیا ہو جائے گا۔ ان چیزوں کا آپ نوٹس لیں۔ ان کو آپ ہنسی میں مت ٹالیں۔ یہ آپ کے وقار کا مسئلہ ہے یہ اس معزز ایوان کے وقار کا مسئلہ ہے۔ آپ اسکو سنجیدگی سے لیں۔
جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ کا شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب آپ فرمائیں۔
ڈاکٹر ضیاء اللہ خاں بنگش۔ جناب والا گاڑی کھڑی کرنے کے معاملے میں بھی پولیس نے ہمارے دوستوں کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس معاملے کیلئے ایک استحقاق کمیٹی قائم کی جائے تاکہ اس پورے معاملے کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔
جناب سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب استحقاق کا مسئلہ ہاؤس میں اٹھانے کے لئے آپ اس کے

طریق کار کا مطالعہ فرمائیے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ اسمبلی کی روایات میں موجود ہے۔ قومی اسمبلی کے اندر یہ ہوا ہے کہ ایک تحریک استحقاق کو زبانی طور پر پیش کیا گیا ہے کہ ایوان کا تقدس مجروح ہو رہا ہے۔ صرف ڈاکٹر شیر افگن کے اس جملے پہ تحریک استحقاق کو بغیر کسی طریقہ کار کے ADMIT کیا گیا ہے اور وہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوئی ہے۔ وہ اچانک کھڑا ہوا ہے اور اس نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ جناب سپیکر دیکھیں کہ ہاؤس کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ کی بات درست ہو گی۔ میں آپکی بات کو غلط نہیں کہہ رہا۔

جناب فضل حسین راہی۔ اگر استحقاق بنتا ہو اور آپ سمجھتے ہوں کہ استحقاق مجروح ہوا ہے تو وہ زبانی بھی ADMIT ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ وہ ایک معاملے کی اہمیت کی بات ہوتی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ اگر اسمبلی کے سامنے کسی رکن کی بے عزتی ہوتی تو پھر آپ کارروائی نہ کرتے۔

جناب سپیکر۔ اگر بے عزتی ہونے کی بات ہو تو میں زبانی بات پر بھی نوٹس لے سکتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ چار آدمی ایک گاڑی کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ ہم اپنے گھر میں آ رہے ہوتے ہیں اپنی اسمبلی میں آ رہے ہوتے ہیں وہ ہمیں روکنے والے کون ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب میں نے آپ کی بات کا نوٹس لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب آپ بھی تشریف رکھیں میں اس بات کو اور آگے نہیں بڑھانا چاہتا۔ موہل صاحب اس پر اب مزید بات نہیں کرنی چاہیے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا! میں رولز کے بارے میں صورت حال سے آگاہ

کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر۔ فرمائیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا! جو استحقاق کے متعلق کہا گیا ہے اس کے بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ رول ۵۴ بالکل واضح ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ:

54. A MEMBER WISHING TO RAISE A QUESTION OF PRIVILEGE SHALL GIVE NOTICE IN WRITING TO THE SECRETARY NOT LESS THAN ONE HOUR BEFORE THE COMMENCEMENT OF THE SITTING ON THE DAY THE QUESTION IS PROPOSED TO BE RAISED. IF THE QUESTION RAISED IS BASED ON A DOCUMENT, THE NOTICE SHALL BE ACCOMPANIED BY THE DOCUMENT, UNLESS THE MEMBER SATISFIES THE SPEAKER THAT THE DOCUMENT IS NOT READILY AVAILABLE:

PROVIDED THAT THE SPEAKER MAY, IF HE IS SATISFIED ABOUT THE URGENCY OF THE MATTER, DISPENSE WITH THE REQUIREMENT OF NOTICE AND ALLOW A QUESTION OF PRIVILEGE TO BE RAISED AT ANY TIME DURING THE COURSE OF SITTING AFTER THE DISPOSAL OF QUESTIONS.

یعنی یہ جناب والا نے فیصلہ کرنا ہے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے۔ کیونکہ دونوں اطراف سے ہاؤس کی مرضی یہی ہے کہ وہاں پہ ایک مسئلہ پیدا ہوتا ہے جس سے ممبران کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے لہذا جناب والا اس بارے میں آپ اپنا ارشاد فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے بھی ہمارے ہاں یہ روایت رہی ہے کہ معزز ممبران کی گاڑیاں اسمبلی کی سیڑھیوں کے سامنے آ کر رکتی تھیں اور معزز اراکین اور منسٹر صاحبان کو اتار کر گاڑیاں پھر پارکنگ کی جگہ پر چلی جاتی تھیں اس بارے میں ٹریفک پولیس نے تبدیلی کی ہے۔ میں نے جناب گل حمید روکڑی صاحب کے ارشاد پر عرض کیا تھا میں ابھی اجلاس سے اٹھنے کے بعد ٹریفک پولیس والوں کو بلا کر ان سے پوچھوں گا کہ آپ کو کیا دشواری ہے کہ آپ نے ایسا کیا ہے؟ اور ان کی بات سننے کے بعد میں ان کو یہ حکم دوں گا کہ آپ معزز اراکین کی گاڑیاں نہیں روکیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا! آپ پیپلز ہاؤس کے بھی محافظ ہیں وہاں پہلے ہمیں کہا گیا تھا کہ وہاں جو ٹیلیفون ایکسچینج ہے----------

جناب سپیکر۔ اس مسئلے کے بارے میں آپ میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیں۔ اس پر ایوان کا وقت صرف نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا، وہاں ہمیں بڑی تکلیف ہے۔ وہاں ٹیلی فون نہیں ہے۔ ٹیلی فون ایکسچینج نئی لگ گئی ہے لیکن صورت حال بدتر ہو گئی ہے اور وہاں کوئی ATTENDANT نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر۔ آپ اس بارے میں یہاں بات نہ کیجیئے۔ آپ میرے پاس تشریف لائیے۔ میں آپ کے اس مسئلہ کو سنوں گا اور حل کروں گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ تحاریک استحقاق ایسی آئی ہیں جن میں کچھ ذاتی نوعیت کی باتیں ہیں۔ ان میں کچھ ذاتی قسم کے معاملات اٹھائے گئے ہیں۔ میں نے ان کے محرک حضرات کو اپنے پاس بلا کر ان کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ ان کی ان تحاریک استحقاق کی میں اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ میں نے چودھری اصغر علی صاحب کی تحاریک استحقاق نمبر ۱ اور ۲، اور جناب

محمد وصی ظفر صاحب کی تحاریک استحقاق نمبر ۴، ۵ اور ۶ کو خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے اور میں نے ان تحاریک استحقاق کو اپنے چیمبر میں ہی ختم کر دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا، میری گزارش ہے کہ میری تینوں تحاریک استحاق میں کوئی ذاتی بات نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب وزیر اعظم کا استقبال کرنے نہیں گئے۔۔۔

جناب سپیکر۔ میں نے آپ کی تحریک استحقاق کو DISALLOW کر دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کو پیش نہیں کر سکتے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا، ہمارا استحقاق مجروح تو ہوا ہے!

جناب سپیکر۔ میں نے آپ کی تحریک استحقاق کو DISALLOW کر دیا ہے۔ اس کو پیش کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ انہیں PROTOCOL کے مطابق وہاں جانا چاہئے تھا، بات تو صرف اتنی ہے۔

جناب سپیکر۔ SORRY آپ تشریف رکھیں۔

چودہری اصغر علی۔ جناب والا، آپ نے جو فرمایا ہے، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن بات تو میری بھی صرف اتنی تھی کہ یہ اس قوم کا معاملہ تھا اور مسلمانوں کا معاملہ تھا کہ اس ملک کی وزیراعظم نے ایک غیر محرم سے ہاتھ ملایا تھا، ایک فرانسیسی سے ہاتھ ملایا تھا۔

جناب سپیکر۔ SORRY اس کی اجازت نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق نمبر ۳ جناب حاجی محمد افضل چن صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کی کاپیاں سب کو مل جانی چاہئیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی بات کا جواب پہلے بھی دیا جا چکا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ پہلے اس پر بحث ہو چکی ہے کہ یہ ممکن نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ آپ نے جو کہا تھا وہ مجھے یاد ہے۔ میں نے کہا تھا کہ کم از

کم میں چاہتا ہوں کہ مجھے آپ ہر تحریک استحقاق کی اور ہر تحریک التوئے کار کی ایک کاپی دیں۔ صرف ایک کاپی کا مسئلہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کو ہم ممکن کرتے ہیں اور ہم دے دیں گے۔

جناب سپیکر۔ تو اب آپ لے لیں!

جناب فضل حسین راہی۔ میری درخواست یہ ہے کہ وہ سارے ایوان کے لئے ہوں۔ اگر نہیں ہیں تو کم از کم میری سیٹ پر وہ ضرور ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر۔ اس بات پر ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ تحاریک استحقاق کی کاپیاں سارے ایوان کو مہیا نہیں کی جا سکتیں، اس لئے کہ تحریک استحاق کا قانون یہ ہے کہ اسمبلی کی کارروائی سے ایک گھنٹہ پہلے بھی آپ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ ایک منٹ میں دس دس بیس بیس فوٹو سٹیٹ کا پیاں نکلتی ہیں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب، آپ نے بات کی ہے۔ بات کرنے کے فوراً بعد آپ کو بیٹھ جانا چاہئے تو ایک گھنٹہ پہلے تک آپ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں اور اگر آپ تحریک استحقاق ایک گھنٹہ پہلے پیش کرنا چاہتے ہیں تو صرف ایک گھنٹے میں آپ کی تحریک استحقاق کی کاپیاں تیار کرنی، محکمہ کو دینی، آپ کو کاپی دینی، اور پھر سارے ایوان کو تقسیم کرنی، یہ کیسے ممکن ہے؟

جناب فضل حسین راہی۔ ہر تحریک استحقاق ایک گھنٹہ پہلے نہیں آتی۔ کئی کئی دن پہلے تحاریک استحقاق آتی ہیں لیکن ہر تحریک استحقاق کی کاپی نہیں ملتی!

جناب سپیکر۔ اگر آپ یہ فیصلہ کریں گے کہ تحریک استحقاق کی کاپیاں تمام ایوان میں تقسیم کی جائیں تو پھر آپ ہر تحریک استحقاق پر کہیں گے کہ تقسیم کی جائے!

جناب فضل حسین راہی۔ ہاں تو کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر۔ ان کو الگ کیسے کریں گے؟ پھر جو ایک گھنٹہ پہلے تحریک استحقاق آئے گی، اس کی کاپیاں کیسے تقسیم ہو سکیں گی؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ ایک چیز جو پیش ہو رہی ہے، اگر وہ چیز ممبر کے نوٹس میں پہلے سے ہو تو وہ تیاری کر سکتا ہے۔ اگر پہلے سے نوٹس میں نہیں ہے اور یہاں اچانک پیش ہوتی ہے تو وہ کیا تیاری کرے گا؟ تحریک استحقاق ہر آدمی کا حق ہے اور ہر ممبر کا فرض ہوتا ہے کہ اس کا دفاع کرے۔ اگر ہمارے کسی ایک ساتھی کا، چاہے وہ اس طرف سے ہو، استحقاق مجروح ہوتا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارا ممبر بھائی ہے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس کا دفاع کریں لیکن اگر ہمارے پاس کوئی کاپی نہیں ہے تو ہم کیسے دفاع کریں گے؟ ہمیں پہلے پتا نہیں ہوتا۔ ہمیں یہاں پتا چلتا ہے کہ استحقاق کا مسئلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ یا کوئی بھی ممبر جو خواہشمند ہو، وہ میرے سیکرٹریٹ سے تحریک استحقاق کی کاپی لے سکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ آپ ساری کاپیاں لے لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! یہاں کی روایات یہ ہیں کہ کوئی بھی تحریک استحقاق ایک گھنٹہ پہلے پیش کی جا سکتی ہے۔ اس کی کاپیاں ایوان میں تقسیم نہیں ہوا کرتیں۔ وہ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ اس پر تیاری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ تحریک استحقاق پیش کرنے والا خود تیار ہوتا ہے۔

سیکرٹری ہیلتھ کی جانب سے ایم پی اے سے ناروا سلوک

حاجی محمد افضل چن۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ ۸ فروری ۱۹۸۹ء کو جناب چودھری پرویز الٰہی وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی ہدایت پر ایک ڈاکٹر کی تبدیلی کے سلسلے میں جو کہ میرے حلقے سے تعلق رکھتے ہیں، سیکرٹری ہیلتھ جناب پرویز مسعود کے دفتر میں گیا لیکن وہ اپنے دفتر میں موجود نہ تھے اور

ایڈیشنل سیکرٹری محمد اسلم شیخ اس وقت اپنے کمرے میں تھے۔ چنانچہ میں نے انہیں وزیر موصوف کی جانب سے جاری کردہ مراسلہ دیا اور درخواست کی کہ براہ کرم اس مراسلہ کی روشنی میں ضروری اقدام کیا جائے لیکن انہوں نے کہا کہ میں پہلے ارشد بھٹی ڈپٹی سیکرٹری ایڈمن سے بات کر لوں۔ چنانچہ انہوں نے ارشد بھٹی کو بلایا اور انہیں ضروری کارروائی کیلئے کہا جنہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے ڈاکٹر سے باہمی افہام و تفہیم کے بعد انہیں راضی کر لیا ہے اور چودھری پرویز الہیٰ وزیر موصوف کی سیکرٹری ہیلتھ سے بات چیت بھی ہو گئی ہے اور میں انہی کے کہنے پر آپ کے پاس آیا ہوں لیکن ارشد بھٹی ڈپٹی سیکرٹری نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس مراسلے کو سیکرٹری صاحب کی ڈاک میں بھیجونگا۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ میرے حلقے کا کام ہے اور مفاد عامہ سے تعلق رکھتا ہے لہذا اس کام کو ہونے دیں جسکے جواب میں موصوف نے کہا کہ ہم یہاں پر چوہڑے چمیار نہیں بیٹھے ہوئے کہ ہر رکن اسمبلی کی بات مان لیں ہم اپنی مرضی کریں گے۔ اس وقت سردار محمد طفیل ایم پی اے قصور بھی میرے ساتھ وہاں پر موجود تھے۔ انہوں نے بھی کہا کہ یہ کام کریں لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور کہا کہ آپ اسے ایس او II کو دیدیں اور ایس او کو کہا کہ وہ میرا کام قطعاً نہ کریں۔

جناب والا! میں نے جناب ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ کے کہنے پر اپنے ایک عزیز مسمی ذوالقرنین ساہی ممبر ضلع کونسل گجرات کو ان کے پاس بٹھایا۔ دو گھنٹے کے بعد ساہی صاحب میرے پاس واپس آئے اور ایڈیشنل سیکرٹری کے کہنے پر کہا کہ میں سیکرٹری صاحب سے بات کروں چنانچہ میں نے سیکرٹری ہیلتھ سے بات کی تو موصوف نے مجھے بتایا کہ یہ کام اس طرح نہیں ہو گا۔ آپ جو چاہیں کر لیں اور بیشک ایک چھوڑ کر کئی تحریک استحقاق پیش کریں اور مجھے طرح طرح کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ سیکرٹری ہیلتھ کے ناروا سلوک سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ براہ کرم تحریک استحقاق کو منظور کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب آپ اس پر مختصر بیان دینا چاہتے ہیں تو دے لیں۔
حاجی محمد افضل چن۔ جی جناب۔ جناب والا میری اس تحریک استحقاق پر میرا مختصر بیان یہ ہے کہ میں ان کے پاس کبھی کوئی اپنا ذاتی کام لے کر نہیں جاتا یہ تمام عوام کے کام ہوتے ہیں اور انکا یہ فرض بنتا ہے کہ یہ جائز کام کریں لیکن یہاں صورت حال ایسی ہے اور یا تو ایسا ہے کہ ہماری پنجاب گورنمنٹ کی کمزوری ہے چونکہ جب ہم کوئی کام لیکر جاتے ہیں تو سیکرٹری صاحبان اس پر کوئی عمل نہیں کرتے اور جب ہم اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انکے ذریعے کوئی کام نہیں ہوتا اور انکی کوئی بات نہیں مانتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر جیلوں میں جائیں تو سیاستدان جائیں اور اگر پھانسی لگائی جائے تو سیاستدانوں کو لگائی جائے۔ میری جناب یہ گزارش ہے کہ انکے خلاف کوئی کارروائی کی جائے تاکہ ہمارا آئندہ کوئی استحقاق مجروح نہ ہو۔
جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب اس ضمن میں اپنی وضاحت فرمائیں۔
وزیر قانون۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں صورت حال یہ ہے کہ سیکرٹری صحت آج کل بیرون ملک گئے ہوئے ہیں وہ اسوقت ملک میں موجود نہیں ہیں اس وجہ سے ہم ان سے معلوم کرنا چاہیں گے کہ انکا نقطہ نظر اس ضمن میں کیا ہے۔ میں فاضل رکن کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہونگا۔ مہربانی کر کے اس معاملے کو انکی واپسی تک ملتوی کیا جائے اور اس سلسلہ میں ان سے جواب لے کر جس طریقے سے بھی فاضل رکن کی تسلی ہو سکے گی اسکے مطابق ہم اقدامات کرنے کے لئے تیار ہونگے۔
جناب سپیکر۔ حاجی صاحب آپکا کیا خیال ہے؟
حاجی محمد افضل چن۔ اگر جناب وزیر صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ اس پر کارروائی کی جائیگی تو آپ اسے مؤخر کر دیں۔
جناب سپیکر۔ حاجی صاحب آپکو اس سے اتفاق ہے کہ اسکو سیکرٹری ہیلتھ کی واپسی تک اسکو مؤخر کر دیا جائے۔
حاجی محمد افضل چن۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر۔ اسکو مؤخر کیا جاتا ہے۔ یہ نمبر۷ چودہری وصی ظفر کی ہے اور نمبر۸ ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب کی ہے یہ دونوں ایک طرح کی ہیں۔ چونکہ چودہری وصی ظفر صاحب کی پہلے ہے میں انکو پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ چن صاحب نے جو بات کی ہے۔ آپ نے تحریک استحقاق کو ACCEPT کرتے ہوئے انکو بیان دینے کے لئے کہا گیا تو اب وہ تحریک استحقاق انکی نہیں بلکہ وہ اس ایوان کی ملکیت بن گئی۔ جب وہ ایوان کی ملکیت بن گئی ہے تو پھر ہر رکن اس پر بیان دے سکتا ہے۔ وزیر قانون صاحب نے یہ کہا ہے کہ سیکرٹری ہیلتھ موجود نہیں ہیں۔ اگر سیکرٹری صاحب موجود نہ ہوں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ حکومت کے تمام کاروبار بند ہو جاتے ہیں۔ سیکرٹری کے بعد ایڈیشنل سیکرٹری ہیں، ڈپٹی سیکرٹری ہیں۔ وہ اسکے متعلق بیان کیوں نہیں دے سکتے۔ ایک طرف تو نواز شریف صاحب کا ۹ نکاتی پروگرام آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رشوت ستانی اور بدعنوانی کے خلاف بولنا چاہتے ہیں اور اسکو روکنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف وہ ہمارے اوپر افسر شاہی کو مسلط کر رہے ہیں۔ وزیر قانون کے بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ اس استحقاق کو جو اس ایوان کی ملکیت ہے اس کے متعلق واضح نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپکی پہلی بات پوائنٹ آف آرڈر بنتی ہے دوسری بات نہیں بنتی۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب آپ پہلی ہی بات کا فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس پر پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ حاجی چن صاحب کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے جو جناب وزیر قانون نے تجویز پیش کی ہے کہ یہ تحریک استحقاق سیکرٹری ہیلتھ کے خلاف ہے اسکو سیکرٹری ہیلتھ کی وطن واپسی تک مؤخر کر دیا جائے۔ وہ اسکے محرک ہیں میں نے انکو اجازت دی ہے کہ وہ اسکو مؤخر کر لیں۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اسکو دوبارہ TAKE UP نہیں کیا جا سکتا۔ جناب وصی ظفر صاحب۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے اسلامی جمہوری اتحاد کے ہارے ہوئے قومی و صوبائی امیدواران کو ترقیاتی منصوبہ جات کیلئے فنڈز کی تخصیص۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۷ فروری ۱۹۸۹ء کے اخبارات میں پنجاب گورنمنٹ کے حوالے سے اخبارات میں ایک خبر کی اشاعت کے مطابق آئی جے آئی کے ہارے ہوئے قومی و صوبائی امیدواران کو تیس تیس لاکھ روپے برائے ترقیاتی منصوبہ جات دیئے جانے ہیں یہ اعلان وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے کیا گیا اس اعلان سے جیتے ہوئے عوامی نمائندگان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا یہ تحریک استحقاق پیش ہے۔

جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب کوئی مختصر بیان دینا چاہیں گے؟

چودھری محمد وصی ظفر۔ جی ہاں! جناب میں چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں اس وقت کی جو موجودہ صورت حال ہے جو رویہ پنجاب گورنمنٹ نے اختیار کیا ہے جس سے مرکز کے ساتھ بھی کشیدگی بڑھی اور اب اس قسم کا اعلان کہ ہم ہارے ہوئے امیدواران کو تیس تیس لاکھ روپے برائے ترقیاتی کاموں کے لئے دیں گے۔ جناب جس شخص کو وہاں کے عوام نے منتخب کیا یا پارٹی کے نظریات کو ووٹ دیا--------

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا یہ تحریک استحقاق زیر بحث آ ہی نہیں سکتی۔ آپ نے مختصر بیان دینے کے لئے کہا وہ تو درست ہے۔ انکو دینا چاہیئے لیکن انکو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ہارے ہوئے امیدوار کو مرکز میں مشیر اور بڑے بڑے عہدوں پر تعینات کیا گیا یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

(شور تالیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ وصی ظفر صاحب مختصر بیان دے رہے ہیں۔

انکو اپنی بات جاری رکھنے دیجئے۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھئے اور جو رانا صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے یہ نکتہ اعتراض نہیں تھا۔ تشریف رکھیں۔ سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب بھی تین یا چار سیٹیں قومی اور صوبائی اسمبلی کی ہار چکے ہیں تو یہ ہارنے کی کوئی بڑی بات نہیں۔ سیاست میں ہار جیت ہوتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہ شاہ صاحب آ گئے ہیں جن سے نواز شریف ہارے ہیں۔ گویا ان کے مقدر میں ہارنا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ نہیں چاہتے کہ وصی ظفر صاحب اپنا بیان دیں۔ (قطع کلامیاں) بی بی آپ تشریف رکھیں۔ ہاؤس میں بات کرنے کا بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے۔ وصی ظفر صاحب! آپ اپنا بیان دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا! میں نے یہی گزارش کرنی تھی کہ جن لوگوں کو عوام نے منتخب کیا اور جن لوگوں کے ساتھ، جن نمائندوں کے ساتھ عوام کو امیدیں وابستہ ہیں جو کہ اس وقت ان کے اپنے حلقے بن چکے ہیں یعنی ان کا اپنا حلقہ انتخاب ہے اور ظاہر ہے کہ وہاں کے لوگوں کی امیدیں ان کے ساتھ ہیں جو کہ وہاں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ تو ان کو نظر انداز کرتے ہوئے اور ان کو رد کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم ہارے ہوئے امیدواروں کے ذریعے وہاں پر ترقیاتی منصوبے تعمیر کرائیں گے۔ یہ نہ صرف استحقاق مجروح کرتا ہے بلکہ عوام کی رائے کو بھی رد کرنے کے مترادف ہے کہ وزیراعلیٰ نے حزب اختلاف کے جو سو ارکان بیٹھے ہیں جو کہ اڑھائی کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ آپ حلقہ نیابت سے آبادی کے مطابق اندازہ لگائیے کہ اڑھائی کروڑ عوام کی جو رائے ہے اسے وزیراعلیٰ نے رد کیا ہے اور اگر جناب فاضل رکن نے مداخلت کر کے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تو جیسے کہ میرے

فاضل دوستوں نے واضح کیا کہ یہ جو سیاست ہے اس میں ہارنے جیتنے کا باقاعدہ دیا ہوا ہے۔ ایڈوائزر رکھنے یا ہارنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ نواز شریف صاحب چار سیٹیں جیتے چار ہارے تو ہم نہیں کہتے کہ وہ آدھے چیف منسٹر ہیں۔ وہ جتنی دیر بھی ہیں چلیں گے وہ مکمل وزیراعلیٰ کے طور پر چلیں گے۔ جب اتر جائیں گے تو پھر وہ اتر جائیں گے۔ تو اس میں جناب! میری گزارش یہ ہے کہ اس میں نہ صرف استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ عوام کی رائے کو بھی رد کیا گیا ہے۔ یہ فوری نوعیت کا معاملہ ہے۔ جناب والا اس مسئلہ پر سپیشل کمیٹی بنا کر اس معاملے کو اس خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جائے کیونکہ مجلس استحقاقات موجود نہیں ہے اور وہ مجلس خصوصی اس معاملے کی تہہ تک پہنچ سکے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ جناب لاء منسٹر!

ڈاکٹر ضیاء اللہ خاں بنگش۔ جناب والا۔ مجھے اس کی کاپی دی جائے۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر بنگش صاحب کو کاپی مہیا کی جائے۔

وزیر قانون (سردار نصراللہ خاں دریشک)۔ جناب والا! اس بارے میں میں اپنے بھائی سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے ہمارے جو بھائی ہیں ان میں سے کونسا ہمارا بھائی ہمارے پاس تشریف لے آیا ہے اور اس نے اس قسم کی کسی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے ہمارے دوستوں کو باقاعدہ پریس کے ذریعے روکا جاتا ہے کہ آپ پنجاب حکومت کے وزراء سے بھی نہ ملیں اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا کام نہ کروائیں اور اس کے بعد یہ توقع کی جاتی ہے کہ ڈویلپمنٹ کے فنڈز کے سلسلہ میں حکومت ان کے ساتھ تعاون کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تیس لاکھ روپے کے فنڈز کی جو انہوں نے بات کی ہے اس سلسلہ میں میں ان سے یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی ترقیاتی سکیمیں ہمارے ایم پی اے صاحبان دیتے رہتے ہیں۔ RECOMMEND کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ منظور ہوتی ہیں کچھ منظور نہیں ہوتی ہیں۔ کوئی لگے بندھے قواعد نہیں بنے ہوئے ہیں۔ کہ ہم نے ضروری یہ فنڈ کسی کو دینا ہے اور نہ ہم کسی کے پابند ہیں کہ ہم

اپنوں کو دیتے ہیں اور ان کو نہیں دیتے ہیں۔ اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ ہمارے پاس تشریف لے آتے ہیں تو ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے۔ اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف تشریف لے آئیں اور قائد ایوان سے بات کر سکتے ہیں۔ ہم تو خوش آمدید کرتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

ایک معزز رکن۔ جناب والا۔ انہوں نے ابھی کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے لوگوں کو منع کیا گیا ہے حالانکہ ہمارا طریقہ کار یہ ہے کہ ہم حق پرست ہیں۔ ہم نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں اور ہم ایسے دوستوں کو چاہتے ہیں کہ وہ پیپلز پارٹی میں شامل ہوں اور ہاؤس میں ہمارا ساتھ دیں۔

جناب سپیکر۔ لاء منسٹر صاحب، اس تحریک استحقاق کا جواب دے رہے ہیں۔ ان کو بات کرنے دیجئے۔ اس کے بعد اگر آپ چاہیں تو بات کر لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی ۔ نوابزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ وزیر قانون نے اس پر اپنی رائے دینے سے قبل اس کی ADMISSIBILITY پر بات کرنی ہے۔ تو آپکی وساطت سے میں ان سے عرض کرونگا کہ وزیر قانون، قانون کا مطالعہ کرتے ہوئے پہلے تحریک استحقاق کی ADMISSIBILITY پر بات کریں کہ آیا یہ ADMISSIBLE ہے یا نہیں؟ ADMISSIBLE ہے تو اس پر انکی اور ہماری بات ہو گی۔

THIS IS MY POINT OF ORDER THAT ADMISSIBILITY IS FIRST.

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب! یہ ضروری نہیں ہے کہ لاء منسٹر صاحب صرف اس پر ADMISSIBILITY کے نقطہ نظر سے بات کریں۔ وہ اس کی حقیقت کے نقطہ نظر سے بھی بات کر سکتے ہیں۔ اور اپنے ممبر کی تسلی کرنے کے لئے وہ بیان دے سکتے ہیں جس سے کہ وہ ان کو حکومت کے نقطہ نظر سے آگاہ کر کے ان کی تسلی کروائیں۔ اگر بات ٹیکنیکل صورت پر آ جائے کہ قواعد میں اس ADMISSIBILITY کی پوزیشن کیا ہے تو پھر وہ اس کی ADMISSIBILITY پر بات کریں گے لیکن اس کے علاوہ بھی بات کی جا سکتی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ آپ اس کی ADMISSIBILITY پر بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا اس کے اوپر بھی بات ہو سکتی ہے لیکن FIRST OF ALL ADMISSIBILITY

جناب سپیکر۔ جی نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ قواعد یہ ہیں کہ اگر یہ ADMISSIBLE ہے تو یہ مجلس استحقاقات کے پاس جائے گی اور اس کی چھان پھٹک ہو جائے گی۔ RULES COME FIRST AND STATEMENT LATER ON.

ایک چیز ADMISSIBLE ہی نہ ہو تو اس کو آپ کیسے کر سکتے ہیں۔

HE SHOULD CHALLENGE THE ADMISSIBILITY AND VALIDITY OF THE MOTION AND THEN.

جناب سپیکر۔ میرا اس پر فیصلہ یہ ہے کہ اس پر کوئی HARD AND FAST RULES نہیں ہیں۔ جی جناب لاء منسٹر اس پر بات کر رہے تھے۔

وزیر قانون۔ جناب والا! جہاں تک ایم پی اے صاحبان کی سفارشات کا تعلق ہے یہ

اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ کی کوئی سکیم دیتے ہیں تو اس پر اے ڈی پی میں ان سکیموں کو شامل کرنے کے لئے غور کیا جا سکتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے ہمارے ممبران کے لئے بھی اور ان کے لئے بھی۔ باقی اس کی FEASIBILITY EXAMINE ہو گی۔ اگر وہ FEASIBLE ہو گی تو اس پر ضرور عملدرآمد ہو گا۔ SUBJECT TO AVAILABILITY OF FUNDS۔ ہم اپنے بھائیوں سے یہ توقع کرتے ہیں کیونکہ جناب وصی ظفر صاحب نے یہاں پر یہ ذکر کیا ہے کہ صوبے اور مرکز میں تعاون نہیں ہوتا ہے۔ جناب چیف منسٹر صاحب اس بات کا کئی بار اصرار فرما چکے ہیں کہ ہم تو تعاون کی فضا چاہتے ہیں لیکن بدقسمتی سے بعض ہمارے دوست بھائی اس قسم کے بیانات دیتے ہیں جن سے اس ماحول کے بہتر ہونے کی بجائے وہ ماحول پیچیدہ ہوتا ہے۔ (قطع کلامی) جناب والا۔ اس سلسلہ میں جب وصی ظفر صاحب بات کر رہے تھے تو ہم میں سے کسی نے ان کو INTERRUPT نہیں کیا۔ میں بات کر لیتا ہوں اس کے بعد میرے فاضل دوست بات کر سکتے ہیں۔ میں تو ایک مثبت سوچ جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے جس کا اس تحریک استحقاق کے ساتھ تعلق بھی نہیں ہے۔ میں اس کا اس خیرسگالی کی بات کا جواب خیرسگالی کے جذبے سے دے رہا ہوں۔ پہلے تو میں اس بات پر بات نہیں کرتا۔ جس خیر سگالی کے جذبے کا انہوں نے اظہار کیا تھا میں تو اس کا جواب خیر سگالی کے جذبے سے دینا چاہ رہا تھا۔ اگر یہ بات میرے بھائیوں کو ناگوار گزرتی ہے تو میں اس پر بات نہیں کرتا ہوں۔ جناب والا۔ جن پسماندہ علاقوں میں کام کم ہوئے ہیں پنجاب حکومت یا ہم ان علاقوں کی ترقی چاہتے ہیں۔ افراد کی ڈویلپمینٹ نہیں چاہتے اور انشاء اللہ العزیز ہم نے اپنی ترجیحات مقرر کی ہوئی ہیں اور ہم ان علاقوں کو جن پر پہلے توجہ نہیں دی گئی ان علاقوں پر خصوصی توجہ دینگے۔ شکریہ!

<u>جناب سپیکر۔</u> سردار صاحب! یہ TECHNICALLY SPEAKING آپ اس تحریک استحقاق کے بارے میں بتائیے۔

<u>وزیر قانون۔</u> جناب والا۔ یہ کوئی حالیہ واقع نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب! آپ ذرا حوصلہ فرمائیے۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔
جناب سپیکر۔ راہی صاحب۔ آپ ذرا حوصلہ فرما لیجیئے۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ حوصلے کی بات نہیں ہے وہ مسئلہ تو ختم ہو جائیگا۔
جناب سپیکر۔ نہیں بات باقی رہ جائیگی۔ آپ بات کریں گے۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔
جناب سپیکر۔ آپ فکر نہ کیجئے۔ تھوڑا سا حوصلہ کیجیئے۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا .....
جناب سپیکر۔ راہی صاحب، آپ کو ابھی میں نے بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیے۔
وزیر قانون۔ جناب والا! آپ نے ایک بہت اچھی روایت اس ایوان میں قائم کی ہوئی ہے کہ آپ جس تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو HIGHLIGHT ہونا چاہیئے وہ چاہے ADMISSIBLE نہ بھی ہو ٹیکنیکلی اس کو بھی آپ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور یہ بات اپوزیشن کے حق میں جاتی ہے جناب والا! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ میرے بھائی نوابزدہ غضنفر گل صاحب نے کیوں اس بات پر اعتراض کیا چونکہ آپ نے اس کو پڑھنے کی اجازت دی اور آپ نے حکومت کا بھی نظریہ اس بات پر سننے کی خواہش کا اظہار کیا تو میں سمجھتا تھا کہ اگر میں اس کے فنی نکات پر آجاؤں تو یہ جناب کی حکم عدولی ہو گی اور جو آپ نے اس ایوان میں ایک اچھی روایت قائم کی ہوئی ہے یہ بات اس کے بھی منافی ہو گی تو جناب والا فنی لحاظ سے RECENT OCCURRENCE کا نہیں ہے اور نہ ہی یہ معاملہ کسی کے استحقاق کے BREACH کا ہے۔
جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب، کیا آپ اس کی ADMISSIBILITY پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر۔ جی ۔ جناب والا۔
جناب سپیکر۔ تو ارشاد فرمائیے۔
چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا.....
جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ یہ ADMISSIBLE نہیں ہے اور فنی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔ تو آپ اس بارے میں ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا اخبارات میں یہ خبر نہیں آئی یا یہ کہ یہ وزیر اعلیٰ کی جانب سے نہیں آئی۔ جب وہ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ اسے تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ خبر آئی ہے اور حکومت کی بھی پالیسی یہی ہے اور اگر پیپلز پارٹی کے اراکین ہمارے ساتھ رابطہ قائم کریں گے تو پھر ہم یہ ڈویلپمنٹ فنڈ ان کو دیں گے اور اگر وہ کوئی رابطہ قائم نہیں کریں گے تو ہم ان کو نہیں دیں گے اور وہ اس خبر کو مان رہے ہیں کہ ہم ہارے ہوئے صاحبان کو ترقیاتی فنڈز دے رہے ہیں تو جناب والا! جب وہ یہ بات مانتے ہیں کہ وہ ترقیاتی فنڈز دے رہے ہیں تو پھر میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور میرے ساتھیوں کا بھی استحقاق مجروم ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب ممبران کے استحقاق کے بارے میں باقاعدہ ایک کتاب ہے۔ کیا آپ نے وہ کتاب دیکھی ہے؟
چودھری محمد وصی ظفر۔ جی جناب والا! میں نے وہ کتاب پڑھی ہوئی ہے۔
جناب سپیکر۔ تو کیا اس میں یہ چیز آتی ہے کہ اگر آپ کو فنڈز نہ دیئے جائیں تو آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے؟
چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا۔ میں تو فنڈز کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ آپ میری بات پر غور فرمائیں میں تو فنڈز لینے کی بات ہی نہیں کر رہا ہوں۔ میں تو ہارے ہوئے امیدواروں کو دینے کی اور جیتے ہوئے اراکین کو نہ دینے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب والا۔ میں تو جیت کر منتخب ہو کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جو ہارا ہے اس کو دیں گے اور جو جیتا ہے اس کو نہیں دیں گے۔ میں تو یہ بات کر رہا ہوں۔ اور یہ بات زیادہ باریکی کی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ نے یہ بات AGITATE کی ہے کہ ہارے ہوئے لوگوں کو فنڈز دینا غلط ہے۔ میں آپ کی اس بات کو مان لیتا ہوں کہ یہ غلط ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ آپ کے استحقاق کا BREACH ہونا نہیں بنتا۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا۔ اس کے ساتھ میں نے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ "جیتے ہوئیوں کو نہیں دیں گے۔" ہارے ہوئیوں کو دیں گے جیتے ہوئیوں کو نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں جناب فضل حسین راہی صاحب جانتے ہیں کہ گذشتہ اسمبلی میں فنڈز دینے پر یا نہ دینے پر بہت سی تحاریک استحقاق پیش ہوئیں اور ان پر کافی سیر حاصل بحث ہوئی ان پر پنجاب اسمبلی کی رولنگز موجود ہیں .....

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! اب مسئلہ یہ ہے کہ اس تحریک استحقاق کے پیش ہونے سے پہلے ہی ہمیں یہ پتہ ہے کہ آپ نے اسکا کیا انجام کرنا ہے۔؟ اسی لئے ہم یہ کہہ رہے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر۔ آپ دیکھیئے کہ اگر وہاں کتاب استحقاق میں یہ درج نہیں ہے کہ ترقیاتی فنڈز ہمارا حق ہے۔ یہ اس کتاب میں درج نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی آئین کے تحت کوئی لازم نہیں ہے کہ آپ ممبران اسمبلی کو فنڈز دیں آپ کیوں دیتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ سنیٹر کو قومی اسمبلی کے ممبر کو یا کسی صوبائی اسمبلی کے ممبر کو ترقیاتی فنڈ دینا سیاسی بددیانتی ہے یہ تو دیا ہی نہیں جانا چاہیئے یہ کس کتاب استحقاق یا کس آئین میں نہیں ہے۔ یہ کوئی لازمی بات نہیں ہے------

جناب سپیکر۔ یہ آپ کوئی متعلقہ بات نہیں کر رہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا آپ ذرا میری بات سنئیے۔ جناب سپیکر آپ پہلے میری بات سنئیے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب۔ آپ کس نکتہ پر بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ میں تو ADMISSIBILITY پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ ADMISSIBILITY پر بات کر رہے ہیں۔؟

جناب فضل حسین راہی۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ جناب جاوید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیئے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب والا۔ پہلی بات تو یہ ہے اور جیسے کہ میں نے پہلے بھی اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی۔ آپ شق نمبر ۵۸ کے تحت عبارت پڑھ لیں اور اس بارے میں یہ عرض ہے کہ اگر کوئی ممبر اپنی تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو اس پر کوئی بھی ممبر بات کر سکتا ہے۔ اس کے مختصر بیان کے بعد پہلی بات جو وزیر قانون صاحب نے کہی تھی وہ متعلقہ نہیں تھی یہاں پر مسئلہ آئی۔ جے۔ آئی یا پیپلز پارٹی کا نہیں ہے یہاں مسئلہ تمام ممبروں کے استحقاق کا ہے اور IRRELEVANT OF PARTY SYSTEM کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو آدمی یہاں پیپلز پارٹی یا آئی۔ جے آئی کے نہیں بیٹھے ہوئے ان کا بھی کوئی استحقاق نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں آکر ملیں تو جناب والا یہ کوئی قانونی یا کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ وزیر صاحب کی خوشامد کی جائے انہیں ملا جائے ان کے پاس چکر لگائے جائیں پھر وہ ہمیں ترقیاتی فنڈز دیں۔ تیسری چیز جو انہوں نے کہی وہ ہے کہ کہیں زیادہ ڈویلپمنٹ ہیں اور کہیں کم ہیں۔ تو جناب والا اس کا فیصلہ کرنے کیلئے کونسی اتھارٹی ہے جو یہ فیصلہ کرے کہ وہاں پر کم ہیں۔ یہاں پر یہ مسئلہ نہیں تھا یہاں مسئلہ یہ تھا کہ جو ہارے ہوئے ہیں ان کا فنڈز لینے کا کیا استحقاق بنتا ہے یا ابھی تک ان کے نام کے جو بورڈ لگے ہوئے ہیں ان کا بطور

ممبر اسمبلی کیا استحقاق بنتا ہے یہاں اسمبلی کے مکمل استحقاق کو پیچھے پھینکا گیا ہے۔ اور یہ ایک آدمی کی بات پر ایک آدمی کی آمریت پر یہ بات کی گئی ہے کہ میں جسے چاہوں اسے فنڈ دوں جسے چاہوں فنڈ نہ دوں۔ تو جناب والا ہم تو اس چیز کے بارے میں بات کر رہے ہیں لہذا وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

ڈاکٹر بنگش صاحب کی چونکہ اس پر IDENTICAL قسم کی تحریک استحقاق ہے------

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بیٹھ گیا تھا مگر میری بات تو ابھی جاری ہے۔

جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب۔ آپ کی بات ختم ہو گئی۔ آپ بات کر چکے ہیں میں ڈاکٹر بنگش صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اس پر اپنا مختصر بیان دیں۔

وصی ظفر صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کر چکے ہیں انہوں نے مختصر بیان دیا ہے اب ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب کو بھی مختصر بیان دینا ہے۔

(قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میری بات تو سن لیں۔

ہم ان کی تحریک استحقاق کی دعوت دیتے ہیں۔ کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوتا----------

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش۔ جناب والا۔ پہلے فلور آپ نے مجھے دیا ہے۔

رانا پھول محمد خان ۔ اگر وہ پیپلز ورکس پروگرام میں ہمارے ایم این اے صاحبان کو جو گرانٹ دیتے ہیں اگر وہ دیں تو میں بڑی خوشی کے ساتھ بڑے وثوق سے کہتا ہوں اور پنجاب حکومت کی ذمہ داری لیتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہم بھی اپنے صوبے میں منتخب ہونے والے بھائیوں کے حلقوں میں برابر کے حقوق دیں گے۔

جناب سپیکر ۔ رانا صاحب۔ بات یہ ہے ------

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز ----- ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش ۔ جناب والا۔ یہ خبر کہ وزیر اعلیٰ پنجاب تیس، تیس لاکھ کے فنڈز ان لوگوں کو بھی دیں گے اور یہ ان کی دل جوئی کیلئے دیں گے کیونکہ الیکشن میں ہارنے سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے لہذا وہ اپنے ہارے ہوئے لوگوں کو

شیخ محمد اقبال۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں اس بات کی وضاحت چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب ہمیشہ سیٹ پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں ان کو کھڑے ہو کر بات کرنی چاہیئے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش۔ تو جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جو صاحبان انتخاب ہارے ہیں اُن کو ان کے علاقوں میں ان کی دل جوئی کیلئے ان کو تیس، تیس لاکھ روپے کے فنڈز دیئے جائیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے جناب شیخ اقبال کی خدمت میں عرض کرونگا کہ یا تو وہ اپنی عینک کو اتار کر رکھ دیں یا پھر عینک میں سے دیکھا کریں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش۔ جناب والا جب سے یہ خبر میرے علاقے کے لوگوں نے سنی ہے یا اخبار میں پڑھی ہے تو وہ لوگ میرے پاس آتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس الیکشن کا کیا فائدہ ہوا کہ آپ کے جیتنے کے بعد بھی وزیر اعلیٰ صاحب آپ کو فنڈز نہیں دیں گے اور ہمارے علاقے پسماندہ رہ جائیں گے۔ اس کے مقابلے میں ایسا شخص جو مجھ سے بری طرح ہارا ہے اس کی دلجوئی کے لئے یہ فنڈ اس کو دے دیا جائے گا تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے جیتنے کا بھی ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا جبکہ میں ان کے کسی کام نہیں آسکتا۔ یہی نہیں بلکہ مجھے یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ ہمارے علاقوں کے وہ کونسلر صاحبان جو کہ شائد آئی جے آئی کے ساتھ نہیں چل رہے ان کو بھی اس طرح ڈرایا جا رہا ہے کہ تمہیں فنڈز نہیں دیئے جائیں گے بلکہ اس علاقے

میں آئی جے آئی کا جو صدر ہو گا یہ فنڈز ان کو دے دیئے جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات سے ، ان احکامات سے نہ صرف میرا بلکہ میری CONSTITUENCY کے ان رائے دھندگان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا ! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس معاملے کی پوری تحقیقات کے لئے یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس کی تحقیقات کی جائے کہ وزیر اعلیٰ نے ایسی بات کیوں کی ہے ؟ کہ وہ صرف پنجاب میں اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کے لئے، مرکز کو خوف دکھانے کے لئے لوگوں کو رشوت پیش کر رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی سیاسی بددیانتی ہے کہ ان لوگوں کو بھی فنڈز دیئے جا رہے ہیں جو کہ بری طرح ہارے ہیں۔

جناب والا ! اس واقع کا نوٹس لینا چاہئے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو اس معزز ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔ شکریہ

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر ! میں صرف دو منٹ بات کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر۔ میں اس پر فیصلہ دینا چاہتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر آپ دو منٹ کے بعد فیصلہ دے دیں۔

جناب سپیکر۔ تو پھر باقی سب لوگ بھی کہیں گے کہ دو دو منٹ کے بعد آپ فیصلہ دے دیں۔ آپ اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس کی ADMISSIBILITY پر بات کیجیے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب اگر آپ اس کی ADMISSIBILITY پر بات کریں گے تو میں سنوں گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی بالکل درست ہے۔ جناب سپیکر ! اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک شخص آئین کے تحت وزیر اعلیٰ کے عہدے کا حلف لیتا ہے جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ وہ ہر شخص کے ساتھ یکساں سلوک کرے گا، جس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ وہ ذاتی عناد اور بغض کو درمیان میں نہیں آنے دے گا۔ جناب سپیکر ! اب

یہاں اس ہاؤس کے اندر ہر شخص سے مراد ہر ایم پی اے ہے۔ ہر شخص سے مراد ہر وہ شخص نہیں ہے جو اس ہاؤس سے باہر ہے۔ اگر وہ یہاں یکساں سلوک نہیں کرتے اور آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنے حلف کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو کوئی بھی شخص جو پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے اور آئین کی جب خلاف ورزی ہوتی ہے تو پھر AUTOMATICALLY استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اب جناب سپیکر اگر آپ یہ کہیں کہ نواز شریف اپنی جیب سے پیسے دینا چاہتا ہے تو وہ جس کو مرضی دیتا رہے زید کو، بکر کو، ہمارے صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اگر اس نے پنجاب کے خزانے سے لوگوں کو پیسے دینے ہیں۔ تو پھر جناب سپیکر! یہ پنجاب کا اعلیٰ ترین ادارہ ہے اور اس ادارے کو اعتماد میں لئے بغیر جو شخص اس صوبے کا پیسہ اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے تو پھر وہ نہ صرف صوبے کے عوام کا استحقاق مجروح کرتا ہے بلکہ وہ اس ہاؤس کا استحقاق بھی مجروح کرتا ہے۔ وہ اپنے حلف کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے اور پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے۔ جناب سپیکر اگر وہ اپنی جیب سے دے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کوئی اس پر آئینی پابندی نہیں ہے کہ اس نے ہر ممبر کو ترقیاتی فنڈز دینا ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے گیارہ سال کی سیاست جو ہے ان اعلیٰ ترین اداروں کو CORRUPT کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ یہ ترقیاتی فنڈز جو ہیں میں ان کو سیاسی رشوت سمجھتا ہوں، سیاسی بددیانتی سمجھتا ہوں اور رشوت کا ایک ایسا ذریعہ سمجھتا ہوں جس کے ذریعے اپنے ممبران کو CORRUPT کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو نظر انداز کر کے، پنجاب کی رقومات کا بے دریغ استعمال اس ہاؤس کے وقار کو مجروح کرنے کے برابر ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب لطیف مغل صاحب۔۔۔۔

جناب محمد لطیف مغل۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی راہی صاحب نے کہا ہے

جناب سپیکر۔ لطیف مغل صاحب ذرا ایک منٹ ----- اس بارے میں یہ طے کر لیا جائے کہ یہ تحریک استحقاق جو ہے اس پر ایک تو ADMISSIBILITY پر بات ہونی چاہیئے دوسرا یہ ہے کہ آپ میں سے کچھ زیادہ لوگ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ نوابزادہ صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں ؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جی جناب

جناب سپیکر۔ تو اتنے لوگوں کا اس پر بات کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟ آپ میں سے دو صاحبان جو اس پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔ مجھے بتائیں کہ دو صاحبان کون بات کرنا چاہتے ہیں؟ نوابزادہ صاحب اور اسلم گورداسپوری صاحب، ٹھیک ہے۔

میاں منظور احمد موحل۔ جناب میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں پہلے بھی دو مرتبہ کھڑا ہوا ہوں ----

جناب سپیکر۔ جی منظور احمد موہل صاحب بات کریں گے۔ لطیف مغل صاحب بات کریں گے۔ رانا پھول محمد خان صاحب بات کریں گے اور طارق صاحب بات کریں گے۔ تو ایک ایک منٹ میں بات ختم کیجئے۔

جناب محمد لطیف مغل۔ جناب سپیکر یہ جو اخبارات میں تیس، تیس لاکھ روپے کی خبر آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے، اس سے کسی ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا کیونکہ وہ خبر یہ ہے کہ کبھی بھی کسی ایم پی اے کو براہ راست روپے نہیں دیئے جاتے۔ اس علاقے میں ۳۰، ۳۰ لاکھ روپے جو ہیں وہ ایم پی اے کے حلقے میں لگائے جائیں گے تو میں اپنے دوستوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ ان علاقوں کے لوگوں کا کیا قصور ہے جن علاقوں کے منتخب نمائندے جو ہیں وہ حکومت سے اپنی کوئی گرانٹ نہیں مانگتے یا ڈویلپمنٹ کے لئے اپنی کوئی سکیم نہیں دیتے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ نواز شریف صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جو ہماری طرف سے اراکین ہیں ان کے علاقوں میں ۳۰، ۳۰ لاکھ روپے کے ترقیاتی کام کئے جائیں گے اور یہ اراکین کے گھروں کے لئے نہیں دیئے جائیں گے بلکہ ان کے علاقوں کی ترقی کے لئے ۳۰، ۳۰ لاکھ روپے دیئے جائیں گے اور جن

علاقوں سے ہمارے ایم پی ایز ہار گئے ہیں ان علاقوں میں بھی ۳۰، ۳۰ لاکھ روپے کی گرانٹ دی جائے گی۔ اس سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا اور یہ خبر اس طرح ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ جمہوریت کے دعویدار ہیں۔ انہیں بات تو یہ کرنی چاہیئے کہ جو استحقاق مجروح ہوا ہے وہ پنجاب کا ہوا ہے۔ ایک شخص جو پنڈی سے الیکشن ہار گیا اور اس کو ہم پر پنجاب کا گورنر بنا کر ٹھونس دیا گیا۔ جناب سپیکر چاہیئے تو یہ تھا کہ جیسے مصطفیٰ جتوئی ہارے ہیں اور انہیں کوئی مشیر نہیں بنایا گیا۔ انہیں کوٹ اذو سے پنجاب میں مرکز کیلئے ایک ثبوت دیا گیا انہیں کوٹ اذو سے جتوایا گیا۔

بے نظیر کو چاہیئے تھا کہ اس طرح لگا خان کو بجائے گورنر بنانے کے اپنی خالی سیٹ سے سندھ سے انہیں ٹکٹ دیتی اور سندھ سے وہ جیتتے پھر انہیں منسٹر لیا جاتا تاکہ پنجاب اور پاکستان کا یہ جو مسئلہ ہے یہ حل ہوتا ----- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ یہ RELEVANT بات نہیں ہے-----

جناب ایم لطیف مغل۔ تو یہ تحریک استحقاق جو ہے یہ استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ یہ تو حلقوں کو پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ یہ ان لوگوں کو دیئے جا رہے ہیں جو ان علاقوں کے ہیں۔ اس میں نہ پیپلز پارٹی کے اراکین کا واسطہ ہے اور نہ آئی جے آئی کے اراکین کا واسطہ ہے۔ اس سے ان علاقوں کا واسطہ ہے جہاں سے ہم لوگ منتخب ہوئے ہیں۔ وہاں پر کسی ممبر کے نام پر پیسے نہیں ہیں۔ ان علاقوں کو پیسے ملنے چاہئیں۔ اس میں کسی کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر۔ لطیف صاحب تشریف رکھیے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ گورنر صاحب کو اسمبلی میں زیرِ بحث نہیں لایا جا سکتا۔

جناب سپیکر۔ جی تشریف رکھیے۔ SORRY ---- SORRY تشریف رکھیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب -------

جناب فضل حسین راہی۔ ہم ان کے IRRELEVANT ہونے کا ذکر نہیں کریں گے اس لئے کہ ہمیں پتا ہے کہ یہ RELEVANT بول ہی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر۔ میں نے ذاتی طور پر اپنی رائے دی ہے کہ یہ بات IRRELEVANT ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے یہ کہا ہے۔

جناب سپیکر۔ تو آپ پھر تشریف رکھیے۔ آپ تشریف رکھیے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب سپیکر! گورنر صاحب کے کردار کو یہاں پر زیرِ بحث نہیں لا سکتے۔

جناب سپیکر۔ جاوید صاحب تشریف رکھیے ----

چودھری اصغر علی گجر۔ انہوں نے ہارے ہوؤں کو زیرِ بحث لایا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی نوابزادہ غضنفر گل صاحب

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر اس کی ADMISSIBILITY پر یہ عرض ہے کہ-----

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز NO CROSS TALK PLEASE

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب سپیکر، میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے وہ متعلقہ ہے یا غیر متعلقہ ہے؟ آپ اس کے متعلق فیصلہ کریں، اس کا جواب تو آپ دے سکتے ہیں، میں نے یہ کہا ہے کہ گورنر کے کردار کو آپ اسمبلی میں زیرِ بحث نہیں لا سکتے ہیں، میرے فاضل دوست نے گورنر کے متعلق ریمارکس دئے ہیں اس اسمبلی میں، وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ دیں، کیوں کہ گورنر یا صدر کے متعلق ان اسمبلیوں میں بحث نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ ایسا کیجیئے، کہ اس وقت تک میں نواب زادہ صاحب کو اس کی ADMISSIBILITY پر بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں اور آپ اس وقت تک رولز تلاش کر کے مجھے رولز کا حوالہ دیجیئے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر

THE LAW MINISTER DOES NOT CONTESTED THE

CONTENTS OF THE PRIVILEGE MOTION AT ALL. THE ONLY OBJECTION HE HAS GOT TO THE ADMISSIBILITY OF THE PRIVILEGE MOTION AND HAS ASSAILED ONLY THAT PART OF THE ADMISSIBILITY THAT IT IS NOT A RECENT OCCURRENCE.

یہ آپ کے علم میں ہے کہ RECENT OCCURRENCE کا مطلب یہ ہے کہ اسمبلی کے ایک اجلاس اور دوسرے اجلاس کے درمیان میں ہونے والے واقعات کو CAN BE AGITATED AT THE BEGINNING OF THE NEXT SESSION تو آج اگر ہم نے اس اسمبلی کے اجلاس کے پہلے ہی دن اس چیز کو استحقاق کے ذریعہ سے پیش کیا ہے تو یہ آج بھی RECENT OCCURRENCE ہے THIS IS THE FIRST POSSIBLE OPPORTUNITY WE HAVE TO BRING IN THE PRIVILEGE MOTION اور اس کے علاوہ وزیر قانون نے کسی اور چیز کو ASSAIL نہیں کیا ہے تو انکا پوائنٹ اس پر DEFEAT ہو جاتا ہے اور اس طرح سے یہ BY THIS PARTICULAR THING THE MOTION BECOMES ADMISSIBLE AUTOMATICALLY

جناب سپیکر۔ یہ جو TIME FACTOR کی بات ہے، آپ نے صرف اس پر بات کی ہے کہ یہ FIRST AVAILABLE OPPORTUNITY پر یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے تو جو باقی معاملہ ہے اس کی ADMISSIBILITY کا مثلاً فنڈز کا دینا یا نہ دینا یا ڈویلپمنٹ فنڈز کا کس علاقہ میں خرچ کرنا، آیا ممبرز کا استحقاق اس سے مجروح ہوتا ہے یا یہ استحقاق بنتا ہے یا نہیں بنتا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، آپ مزید کچھ کہنا چاہیں گے؟

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ تحریک استحقاق پیش

ہوتی ہے اور اس طرف سے اس پر اعتراض ہوتا ہے اور ہمیں صرف اعتراض کا جواب دینا ہوتا ہے۔ چونکہ وزیر قانون کا واحد اعتراض یہ تھا کہ یہ معاملہ RECENT OCCURRENCE کا نہیں ہے۔ باقی سارے معاملہ کا ان کو ذاتی علم ہے اور وہ ایک روایتی وضع دار آدمی ہیں ان میں اتنی جرأت ہے کہ اس پر انہوں نے اعتراض نہیں لگائے ہیں ان کو پتا ہے کہ اس میں کیا ہے اس کا مسئلہ یہ ہے کہ فنڈز دینے کا طریقہ یہ ہے کہ منصوبہ جات بنتے ہیں اور منصوبوں کے لئے فنڈز دئے جاتے ہیں۔ ممبرز کو فنڈز نہیں دئے جاتے - یہ ۱۹۸۵ء سے ہیں کہ ممبرز کو فنڈز دئے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ منصوبہ جات کے لئے فنڈز دئے جاتے ہیں۔ ONLY THE PROJECTS ARE FUNDED ہمارا جو استحقاق مجروح ہوا ہے وہ اس بات سے ہوا ہے کہ اگر ہمیں یہ کہا گیا ہوتا وزیر اعلیٰ کے اخباری بیان میں کہ ہم پنجاب کے تمام حلقوں میں فنڈز دیں گے۔ تمام حلقہ انتخابات کو فنڈز کرتے تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اخبار میں یہ خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کے ہارے ہوئے اور جیتے ہوئے افراد دونوں کی خواہش کے منصوبوں پر تیس تیس لاکھ روپے کی گرانٹ دیں گے اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہمارا استحقاق PROJECTFUNDING پر مجروح نہیں ہوا ہے اور یہ بیان بالکل واضح ہے۔ انہوں نے اس کو TECHNICALLY KNOCK OUT کرنے کی کوشش کی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ

IT IS THE FIRST AVAILABLE OPPORTUNITY, WE HAVE AVAILED OF IN BRINGING OUT THE CONTENTS OF MOTION. THE FUNDS ALLOCATION TO THE IJI SUCCESSFULL, THE RETURNED AND NON RETURNED CANDIDATES.

اگر ان کو DEFEATED سے کچھ ہوتا ہے تو NON RETURNED کی

انہوں نے جو تخصیص کی ہے اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں ADMISSIBILITY پر مختصراً بات کروں گا۔ جو کہ اس ایوان کے احساسات ہیں میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، کہ یہ ہارے ہوئے یا جیتے ہوئے یہ بات نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن بات یہ ہے کہ آیا یہ ایوان اس کو TAKE UP کر سکتا ہے یا نہیں۔ اچھی یا بری بات ہونے کی اور بات ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ اسمبلی یہ ایوان مجاز ہے یا نہیں ہے۔ تو جناب والا رول ۵۵ جو آپ کا ہے اس میں چار شرائط دی ہوئی ہیں۔ تحریک استحقاقات کے لئے۔ چار چیزیں ضروری ہیں اگر وہ چاروں اس میں موجود ہوں تو پھر اس تحریک کو آپ منظور کر سکتے ہیں۔ تو میں جناب والا آپ کے سامنے وہ چار شرائط پیش کرتا ہوں۔ قاعدہ ۵۵ کے تحت چار شرائط ہونی چاہئیں۔ اس میں یہ ہے

RULES 55. THE RIGHT TO RAISE A QUESTION OF PRIVILEGE SHALL BE GOVERNED BY THE FOLLOWING CONDITION, NAMELY;

I) THE QUESTION SHALL RELATE TO A PRIVILEGE GRANTED BY THE CONSTITUTION,, ANY LAW OR RULES MADE UNDER ANY LAW:,

اب اس میں یہ قطعاً کوئی پابندی نہیں ہے کہ چیف منسٹر کس کو فنڈز دیتا ہے کس کو نہیں دیتا ہے۔ نہ یہ بات آئین میں ہے اور نہ ہی کسی قانون میں اور قاعدہ میں یہ دیا ہوا ہے یہ قطعاً کسی جگہ پر نہیں لکھا ہوا ہے کہ ایسے کرنا ہے یا ویسے کرنا ہے اس کو دینا ہے اس کو نہیں دینا ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ کوئی ضابطہ یا قانون نہیں ہے وہ چیف منسٹر ہے وہ جو کچھ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم اس کے رویے کے خلاف ہو سکتے ہیں۔ اس کے ایک اصول کے خلاف ہو سکتے ہیں لیکن آئین یا رول میں ایسی کوئی شرط مزکور نہیں ہے کہ ایسے کرنا ہے۔ اس

سے پہلے جناب والا DISTRICT DEVELOPMENT COMMITTEES تھیں۔ جب وہ تھیں تو قواعد موجود تھے۔ اب وہ نہیں ہیں وہ DISSOLVE ہو گئی ہیں۔ تو میں یہ کہوں گا اپنی طرف سے اور اپنے حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف سے کہ جناب والا۔ آپ پہلے ضلعی اور ڈویژنل کمیٹیز تشکیل دیں۔ جب وہ تشکیل پا جائیں گی تو پھر یہ اس طرح کا سوتیلے پن کا ثبوت محسوس نہیں کر سکیں گے۔ ان کو سب سے یکساں سلوک کرنا پڑے گا۔ تو جناب یہ ایک شرط تھی اس میں دوسری شرط یہ ہے کہ

(II) NOT MORE THAN ONE QUESTION SHALL BE RAISED BY SAME MEMBER AT THE SAME SITTING;

یہ اس پر لاگو نہیں ہے کیونکہ ان کی طرف سے ایک ہی بات ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ

(III) THE QUESTION SHALL RELATE TO A SPECIFIC MATTER OF RECENT OCCURRENCE;

یہ بھی COVER کرتی ہے آگے چوتھی یہ ہے کہ

(IV) THE MATTER SHALL BE SUCH AS REQUIRES THE INTERVENTION OF THE ASSEMBLY;

اب وہ اسمبلی INTERVENE کر سکتی ہے تو وہ اس صورت میں INTERVENE کر سکتی ہے جب کوئی قانون یا قواعد بنے ہوئے ہوں تو پھر وہ INTERVENE کر سکتی ہے ورنہ نہیں کر سکتی ہے کیونکہ ہم نے ایک ضابطہ کے تحت چلنا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی بات اگر ہمیں دل سے بری لگے یا کوئی بات اگر غلط کرے تو چونکہ قانون میں یہ مہیا نہیں ہے آئین میں مہیا نہیں ہے تو ہم اسکو بطور تحریک استحقاق منظور نہیں کر سکتے ہیں ورنہ یہ ایک روایت قائم ہو جائیگی۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا، بات اس بیان پر ہے وزیراعلیٰ کے بارے ہوئے افراد کو تیس تیس لاکھ روپیہ دیا جائے۔ یہ گرانٹ کسی شکل میں نہیں آ سکتی۔ اس لئے کہ جناب سپیکر، جو ہار چکا ہو، سیاسی شکست کھا چکا ہو عوام جسے مسترد کر چکے ہوں، اسکو دنیا کا کوئی بھی وزیراعلیٰ کسی شعبے یا کسی بھی مد سے کسی قسم کی گرانٹ کا اعلان نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حاتم طائی وزیراعلیٰ اپنی جیب سے تیس لاکھ دینے کا دعویٰ کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ اندر ہو سکتا ہے، کوئی پوچھ سکتا ہے کہ یہ WHITE MONEY ہے یا BLACK MONEY ہے۔ ۳۰ لاکھ روپے کہاں سے آئے اور جب ہارنے والوں کی تعداد خاصی ہو تو یہ بہت بڑی رقم بن جاتی ہے۔ جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جب سے پیدا ہوئے ہیں ہمارے پڑوس ملک میں انتخابات ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ وہاں پر بھی مرکز اور صوبوں میں مختلف حکومتیں چلی آ رہی ہیں۔ وہاں پر بھی ایسی ریاستیں موجود ہیں جہاں پر حزب اختلاف بھی ہے لیکن مرکز میں مختلف حکومت ہوتی ہے۔ وہاں پر انہوں نے ایک سیدھا سادہ کلیہ اور قاعدہ رکھا ہے کہ تمام محکمے اور ترقیاتی ادارے جتنے بھی شعبہ جات ہیں وہ منتخب نمائندے اس کے باقاعدہ ممبر ہوتے ہیں ممبر چاہے حزب اختلاف کا ہو یا حزب اقتدار کا ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہاں آج تک یہ جھگڑا سننے میں نہیں آیا کہ کسی تارا سنگھ کو جو اسمبلی سے باہر بیٹھا ہو اس کو کسی وزیراعلیٰ نے ۳۰ لاکھ روپے گرانٹ دے دی ہو ایسا نہیں ہوتا۔ میں معزز اراکین کی اطلاع کیلئے عرض کرتا ہوں کہ جتنے فنڈز ملتے ہیں، یعنی علاقے کی ترقی کیلئے جتنے فنڈز ملتے ہیں، ترقیاتی ادارے باقاعدہ ریسرچ سے اس کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے فنڈز بناتے ہیں، پھر وہ بحث مباحثے کیلئے جاتا ہے اس کے بعد وہ منظور کیا جاتا ہے لہذا اس میں یہ ضروری نہیں کہ وہ حزب اقتدار کا آدمی ہو یا حزب اختلاف کا رکن ہو، بلکہ ساری دنیا کی سیاست کا اور اسمبلیوں کا اصول ہے اور روایت ہے کہ منتخب رکن اس ترقیاتی ادارے میں رکن ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر آپ جیسے دانشور اور سیاسی انسان کے سامنے یہ شرط کیوں لگائی جا رہی ہے کہ ہم سے رابطہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! کیا اس سے بڑھ کر استحقاق مجروح کرنے کا اور کوئی انداز ہو سکتا ہے؟ آپ کو یہ کہا جائے کہ آپ کو بھی آپ کا استحقاق دیا جائے گا اگر آپ ہم سے رابطہ کریں۔

محفل میں غیر کی یہ پڑی ہو کہیں نہ خو

یہاں کی سیاست کا یہ ایک بہت بڑا اور منفرد انداز ہے۔ جس کو خدا کے واسطے ختم کیا جائے۔ جناب سپیکر اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام دیا ہے اور ہمیں اس پر خوشی ہے کہ آپ بات کو سمجھتے ہیں اور میں آپ کے اندر جمہوریت کا بہت بڑا مستقبل دیکھ رہا ہوں۔ میرے ذہن میں یہی بات آئے گی کہ یہ جو رشوت کے دروازے کھولے جا رہے ہیں اور جس طرح سے لوگوں کو اس طرف راغب کیا جا رہا ہے یہ بہت بڑی بدعنوانی ہے، بہت بڑی بددیانتی ہے اس مقدس ایوان میں اس کو

میاں محمود الرشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! ساری باتیں غیر متعلقہ کی جا رہی ہیں، کہیں انڈیا کے حوالے دیئے جا رہے ہیں کہیں رشوت کی بات کی جا رہی ہے، معزز رکن کو یہ کہا جائے کہ جو پیش کردہ تحریک استحقاق ہے اس کے حوالے سے بات کریں۔ اگر انہوں نے تقریر ہی کرنی ہے تو تقریر ہم بھی یہاں پر کھڑے ہو کر کر سکتے ہیں۔ یہ ساری غیر متعلقہ بات انہوں نے کی ہے کہ رشوت کے دروازے کھولے جا رہے ہیں اور رشوتیں دی جا رہی ہیں۔ یہ تحریک استحقاق کی ADMISSIBILITY پر بات کریں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ میاں صاحب۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ------

جناب سپیکر۔ جناب اسلم گورداسپوری صاحب بات اصل میں یہی ہے کہ ہم اس تحریک استحقاق کی ADMISSIBILITY پر بات کر رہے ہیں۔ فنی نقطہ نظر

سے کیا یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی؟ اس بارے میں آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟ ارشاد فرمائیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ یہی میری گزارش ہے کہ میں تو ADMISSIBILITY پر ہی بول رہا ہوں، فاضل رکن کیلئے بھی میری یہی گزارش ہے کہ وہ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں میں اس وقت بدعنوانیوں کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور رشوت پر بھی اس وقت بات نہیں کرنا چاہتا، میں الزام تراشی کی طرف بھی نہیں جانا چاہتا میں تو ایک صحت مند بات کر رہا ہوں۔ جب ایک شخص ایک حلقے سے منتخب نمائندہ موجود ہے تو اس کی موجودگی میں کوئی شخص یا اتھارٹی یہ کہے کہ میں وہاں پر ۳۰ لاکھ روپیہ دوں گا اور وہ شخص اپنی صوابدید پر رقم خرچ کرے، جبکہ قانون میں کہیں وہ ۳۰ لاکھ روپے دینے کی اجازت نہیں ہے، آئین میں بھی ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نہ ہی یہاں پر کوئی ایسا فرد ہے جو ہر ہارنے والے شخص کو ۳۰ لاکھ روپے اپنی جیب سے دے دے۔ آخر یہ ملک ہے یہاں پر ایک معاشرہ ہے، یہاں ایک نظام ہے، قانون ہے۔ آخر کس طرح سے اس کو ۳۰ لاکھ روپے دیئے جائیں گے؟ سوائے اس کے کہ اس ملک کی سیاسی فضا خراب کر دی جائے۔ یہاں کے اخلاق بگاڑ دیئے جائیں، کردار تباہ کئے جائیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے؟ پہلی بات میں آپ سے صرف اتنی کروں گا کہ جب ۳۰ لاکھ روپے کا کہا گیا تو اس وقت پہلی بات ذہن میں کیا تھی؟ کیا لوگوں کو اس سے خریدنا تھا کس لئے ۳۰ لاکھ روپے دیں گے؟ اور کیوں دیں گے؟ کس آدمی کو دیں گے؟ ۳۰ لاکھ روپے اگر کوئی اسمبلی کا ممبر بھی۔۔۔۔۔۔

میاں محمود الرشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں اپنے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی یہ بات کہہ چکا ہوں کہ ۳۰ لاکھ روپے دینے کی بات یہ پھر بار بار کر رہے ہیں۔ فنی طور پر یہ بات کریں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں، دوسری شاید ان دوستوں کو یہ غلط فہمی ہے اور جس سے شاید ان کے منہ میں بار بار پانی آ رہا ہے

کہ تیس تیس لاکھ روپے، ایسی کوئی صورت نہیں ہے کسی کو ۳۰ لاکھ روپے نقد نہیں دیئے جا رہے پیسے متعلقہ ترقیاتی ادارے کو دیئے جا رہے ہیں اور علاقے کی ترقی کیلئے دیئے جا رہے ہیں اور جناب والا دوسری گزارش یہ ہے--------

جناب سپیکر۔ شکریہ میاں صاحب۔

میاں محمود الرشید۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ یہ وزیراعلیٰ کی صوابدید ہے کہ وہ جس ادارے کو چاہے پیسے دے وہ علاقے کی ترقی کیلئے دیئے جائیں گے وہ نقد پیسے نہیں دیئے جا رہے جس پر یہ بار بار اصرار کر رہے ہیں--------

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جو بات قابل مذمت ہو اس کو آپ روک دیا کریں ہمارے منہ میں پانی نہیں آ رہا------- ہم لعنت بھیجتے ہیں روپے پیسے پر، ہم روپے پیسے کیلئے لڑنے والے لوگ نہیں ہیں۔ ہماری طرف یہ تمام لوگ جو بیٹھے ہیں ان کا ایک اصول ہے، یہ اصولوں کیلئے لڑنے والے لوگ ہیں پیسوں کیلئے لڑنے والے لوگ اُدھر بیٹھے ہیں۔ اِدھر کسی کے منہ میں پانی نہیں آتا، ہماری تو تاریخ گواہ ہے------

جناب سپیکر۔ راہی صاحب ! آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وزیر اعوان۔ جناب والا! یہ اپنے الفاظ واپس لیں انہوں نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے۔ ان کے پیسے ہمیں تو کیا خریدیں گے اگر بکتے ہیں تو آپ جیسے لوگ بکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک محمد وزیر اعوان۔ آپ کے یہ پیسے ہمیں نہیں جیت سکتے ہمارے نظریات ہیں۔ انہوں نے ہماری توہین کی ہے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیں جناب NO CROSS TALK PLEASE

جناب طارق انیس صاحب کو میں اس تحریک استحقاق کی ADMISSIBILITY

پر بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب سپیکر! میں نے آپ سے ایک منٹ کیلئے اجازت مانگی تھی۔ آپ کی خدمت میں کچھ گوش گزار کرنا ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ ذرا تشریف رکھیں گے۔

جناب محمد طارق انیس۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل ممبر وصی ظفر صاحب اور ڈاکٹر بنگش صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے، اس پر موہل صاحب نے فنی نقطہ نظر سے بڑی واضح بات کی ہے، لہذا میں یہ کہوں گا کہ ان کی تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ چند الفاظ میں بڑی سادہ سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ترقیاتی فنڈز پورے صوبے میں دیئے جا رہے ہیں اور حکومت جن لوگوں کو وہاں پر ذمہ دار سمجھتی ہے قدرتی طور پر ان کی زیر نگرانی فنڈز استعمال ہونگے۔ اسلئے اس سے کسی ممبر کے استحقاق کا مسئلہ کیسے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ ملک قاسم صاحب جو ہیں وہ بیچارے ہارے ہوئے ہیں لیکن ان کو اسمبلی میں بٹھایا گیا ہے۔ اسلئے میرے خیال میں ان کی تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے بلکہ انہوں نے تحریک استحقاق کو پیش کر کے اپنے استحقاق کو خود مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا پھول محمد خان۔

رانا صاحب ! کیا آپ نے صرف اس تحریک استحقاق کی ADMISSIBILITY پر بات کرنی ہے؟

رانا پھول محمد خان۔ جی ہاں! جناب سپیکر! میرے فاضل دوست بڑی تفصیل کے ساتھ ہماری پارٹی پر بڑی وضاحت سے نکتہ چینی کرتے رہے ہیں جس کو ہم خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں، نکتہ چینی ان کا بنیادی حق ہے، ہم اس پر اعتراض نہیں کرتے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ ان کا استحقاق ہی مجروح نہیں ہوا بلکہ اگر آپ دیکھیں۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق کی ADMISSIBILITY پر بات ہو رہی ہے خندہ پیشانی کی ADMISSIBILITY پر بات نہیں ہو رہی۔ رانا صاحب! ایک منٹ میں اپنی بات ختم کیجئے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! ایک منٹ میں تو اپنی بات ختم نہیں کر سکتا میں تو آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک یہ کہا جا رہا ہے کہ ممبران کو، ارکان اسمبلی کو اسلامی جمہوری اتحاد والوں کو اور ہارنے والوں کو ۳۰ لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں یہ بالکل غلط ہے اور اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں یہ گزارش کر دوں کہ بھٹو صاحب کے دور میں بھی میں ایک ممبر تھا اس وقت بھی ہمیں براہ راست چیک بھیجے گئے تھے لیکن آج ایسا نہیں ہے۔ ہر علاقے میں جو منصوبے ارکان اسمبلی نے سفارش کر کے بھیجے ہیں ان پر رقم خرچ ہو گی لیکن کسی کو کوئی چیک نہیں دیا جائے گا۔ کسی کو پیسہ نہیں دیا جائے گا اور وہ چیک ہضم کرنے والے آج بھی یہاں موجود ہیں، جو اس دور میں ہضم کئے گئے تھے۔ میں وہ آدمی ہوں، ریکارڈ گواہ ہے کہ میں نے وہ چیک واپس کر دیا تھا کہ میں سیاسی رشوت کے طوپر پر قبول نہیں کرتا۔ جناب والا، جو ارکان پیپلز پارٹی کے اُن کے حلقوں سے بھی جیت کر آئے ہیں اگر وہ کوئی منصوبے دیں تو ہمیں قبول کرنے چاہئیں۔ یہ مرکزی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی بھی آئین کے تابع چل رہی ہے تو آئین کے تابع مرکزی حکومت کو بھی چاہئے کہ جہاں پیپلز پارٹی کے ارکان ہار گئے ہیں پیپلز ورکس پروگرام کی بجائے وہ اپوزیشن کے ارکان کی معرفت دیں۔ لیکن دیں کیا؟ یہ ایک مظلوم صوبہ ہے۔ ساڑھے باسٹھ فی صد آبادی کو پھانسی کے تختے پر انتقام کی وجہ سے لٹکایا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس کیا ہے------- جناب میں نے وہ بھی دیکھے ہیں کہ بھٹو صاحب پھانسی چڑھے تو کوڑے کھانے والے گھروں میں داخل ہو گئے۔ جب انتخابات کیلئے پارٹی ٹکٹ ملے اور وہ وہ پیشکشیں کر کے آئے ہیں کہ بیان کرنا میری زبان زیب نہیں دیتی۔ میں کسی دوست پہ حملہ نہیں کرتا۔ جناب والا اب معاملہ یہ ہے--------

جناب سپیکر۔ جناب رانا صاحب، آپ اس کی ADMISSIBILITY پر بات کر رہے ہیں۔؟

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میں یہ گزارش کروں کہ یہ تحریک استحقاق اس وجہ سے نہیں بنتی کہ اس میں تو ساڑھے باسٹھ فیصد آبادی کو ہلاک کیا گیا ہے۔ وزیراعظم نے پنجاب کے تمام ترقیاتی منصوبوں کی گرانٹ روک دی ہے۔ اب ہمارے حلقوں میں کوئی پیسہ خرچ نہیں ہو رہا۔ پنجاب کو یہ سمجھتے ہوئے کہ وہاں ہمارے پروانے ایسے ہیں کہ ہم جو کہیں گے اسے قبول کریں گے اور جہنم میں جائیں صوبے کے عوام۔ جناب والا، ہم سیاسی رشوت وصول نہیں کر رہے۔ کوئی سیاسی رشوت نہیں ہے۔ حالانکہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں اگر میں آپ کے نوٹس میں لاؤں کہ سوزوکی کار کیا ہے۔ اس کے پرمٹ اراکین قومی اسمبلی کو دیئے جا رہے ہیں۔ اور اس پہ منافع کیا ہے؟ صرف پندرہ ہزار روپے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب، یہ بات متعلقہ نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ ایک وزیراعظم کو یہ اختیار ہے کہ جس علاقے میں وہ ترقیاتی کاموں کے لئے سمجھیں کہ یہ منصوبے ضروری ہیں اس کے لئے عوام میں سے کسی کمیٹی کو نگران مقرر کیا جا سکتا ہے لیکن اس اسمبلی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بندر بانٹ سوزوکی کاروں کی طرح یہاں کرے۔ یہاں تو اس صوبے کو بجلی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ بجلی بھی پنجاب میں ہماری حکومت کے لئے نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔۔۔۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ سر، اس میں میں گزارش یہی کروں گا کہ اس تحریک استحقاق پر قاعدہ ۱۸۱ لاگو کروانا چاہتا ہوں۔ آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ

RULE 181-AT ANY TIME AFTER A MOTION HAS BEEN MOVED OR A QUESTION HAS BEEN PROPOSED, A MEMBER RISING IN HIS PLACE MAY CLAIM TO MOVE.

اب میں کلیم کرتا ہوں کہ

" THAT THE QUESTION BE NOW PUT", AND UNLESS IT APPEARS TO THE SPEAKER THAT SUCH MOTION IS AN ABUSE OF THE RULES OR INFRINGEMENT OF THE RIGHT OF REASONABLE DEBATE, THE QUESTION "THAT THE QUESTION BE NOW PUT" SHALL BE PUT FORTHWITH AND DECIDED WITHOUT AMENDMENT OR DEBATE.

تو جناب والا اس پر کافی بحث ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب، وہ آدھے منٹ والی بات آپ کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا، میری گزارش یہ ہے۔ اس کو آپ چاہے پوائنٹ آف آرڈر سمجھ لیں یا میرا ذاتی نکتہ وضاحت۔

جناب سپیکر۔ آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب اس میں میری سب سے پہلے تو یہ گزارش ہے کہ سرکاری خزانہ یا سرکاری رقوم کو خرچ کرنے کے طریقہ کار قواعد انضباط کار میں بھی اور فنانس رولز میں بھی ان پر باب کے باب لکھے ہوئے ہیں۔ اگر جناب مناسب سمجھیں تو میں آپ کو تمام کا تمام مواد پیش کر سکتا ہوں۔ تھوڑا سا مواد میں آپ کو ابھی پیش کر دیتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ بات بڑی واضح ہے جس کو تھوڑا سا توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

RULE 55-

THE RIGHT TO RAISE A QUESTION OF PRIVILEGE SHALL BE GOVERNED BY THE FOLLOWING CONDITIONS, NAMELY;-

(I) THE QUESTION SHALL RELATE TO A PRIVILEGE BY THE CONSTITUTION, ANY LAW OR

RULES MADE UNDER ANY LAW;

جناب یہ قانون میں جو چیزیں آتی ہیں۔ جب یہ کسی لاء کی خلاف ورزی کریں گے تو میرا استحقاق مجروح ہو گا۔ جب گورنمنٹ یا چیف منسٹر ایسا بیان جاری کرے گا کہ چیزیں قانونی طریقہ سے ہٹا کر، قانون سے ہٹ کر اس طریقے پہ لے جائیں گے تو میرا استحقاق مجروح ہو گا۔ یہ اس کا فطری نتیجہ ہے۔ جناب والا، میں رولز آف بزنس کے پیرا ۱۶ پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ بڑا واضح ہے اور اس کے بعد بھی اگر آپ فرمائیں گے تو میں اس پہ بحث جاری رکھوں گا۔ تمام قانون اور قاعدے جو اس پہ بنے ہیں وہ میں لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ یہ کہتا ہے۔

NO DEPARTMENT SHALL, WITHOUT CONSULTATION WITH THE FINANCE DEPARTMENT, AUTHORISE ANY ORDER OTHER THAN THE ORDERS IN PURSUANCE OF ANY GENERAL OR SPECIAL DELEGATION MADE BY THE FINANCE DEPARTMENT WHICH DIRECTLY OR INDIRECTLY AFFECTS THE FINANCES OF THE PROVINCE.

اس میں یا تو فاضل وزیر قانون فرمائیں کہ محکمہ خزانہ سے ہم نے اس پر بحث کر لی اور منظوری لے لی۔ اس طرح ہم نے پالیسی بنا لی، ہم نے قانون بنا لیا۔ جب وہ کسی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ کہیں گے کہ منتخب نمائندے، جب انہوں نے ایک پالیسی بنائی ہے کہ سرکاری رقوم منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال ہو گی اور پھر وہ کہیں گے کہ نہیں ہم کسی منتخب نمائندے کو رد کر کے ہارے ہوئے کو دے دیں گے تو جناب میرا استحقاق فطری طور پر مجروح ہو گا اور قانونی طور پر مجروح ہو گا اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو آپ اتوار تک ملتوی کر دیں تو میں سارا مواد آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ یہ جناب پورا صفحہ ہے۔ اس کو آپ ملاحظہ فرما لیں۔ میں نے چونکہ آدھے منٹ کی اجازت لی تھی

تو میں نے صرف اس کا HEAD NOTE پڑھا ہے۔

جناب سپیکر۔ ایسا کرتے ہیں کہ اس پہ میں اپنا فیصلہ مؤخر کرتا ہوں اور آپ اس بارے میں مزید جو کوئی دلائل ہیں تو وہ آپ مجھے میرے چیمبر میں دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر! اور بھی تحاریک استحقاق ہیں۔

جناب سپیکر۔ تحاریک استحقاق ہیں۔ ان کو اگلے دن TAKE UP کریں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جس میں حالیہ وقوع پذیر معاملہ ہے اس کو فوراً لینا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ جی! آپ فکر نہ کریں۔ اس کو انشاء اللہ لیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، اس کی روح ختم ہو جاتی ہے کیونکہ وزیر قانون اٹھ کر یہ کہیں گے کہ اب اس کی جان نکل چکی ہے اب اس کی فاتحہ پڑھ لیں۔

جناب سپیکر۔ جی میں اس بات میں ان کو INADMISSIBLE قرار نہیں دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، INADMISSIBILITY کی بات نہیں ہے۔ اس کی روح ختم ہو جائے گی تو ہمیں بولنے میں مشکل ہو گی۔ ہم اس پہ نہیں بول سکیں گے۔ کیونکہ ہم نے ان کی طرح کوئی جائز نا جائز تو نہیں بولنا۔ اگر ہمارا ضمیر اجازت دیتا ہے یا اس میں کچھ رہ جاتا ہے تو بولنا ہے۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب، آپ بات نہ بنتی ہو تو بھی بنا لیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، اب تو یہ ہے۔

نظر آتی ہی نہیں صورت حالات
اب یہی صورت حالات نظر آتی ہے

یہ تحریک استحقاق انتہائی اہم ہے۔ اس میں میرا نام لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کو ہم کل انشاء اللہ TAKE UP کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ اب اس پر بشریٰ رحمٰن شعر کہیں گی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ بشریٰ رحمٰن شعر نہیں کہیں گی۔ بات یہ ہے جناب والا، یہ

ایک ایسا استحقاق ہے کہ خبر کے اندر میرا نام لے کر مجروح کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ نہایت اہم ہے۔ کوئی عمومی بات نہیں ہے۔ اس میں ذاتی استحقاق ہے۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب، اس کو TAKE UP کریں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، یہ تحریک استحقاق نمبر ۱۴ ہے۔ آپ دیکھ لیں۔ اگر اس کو اب لینا ہے تو لے لیں اور میرا خیال ہے کہ وہ آج لینی چاہیے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں ہم تحاریک التوائے کار کو لے لیں۔ پھر وقت بھی ختم ہو جائے گا۔ آدھا گھنٹہ تحاریک استحقاق کو دینا پڑے گا۔ تو اگلے روز اس کو TAKE UP کر لیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آپ کی مرضی ہے لیکن یہ تحریک ہے بڑی اہم۔

قرار داد

افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء پر افغان مجاہدین کو ہدیہ تبریک

راجہ محمد خالد خاں۔ جناب والا، میری آپ سے استدعا ہے کہ قاعدہ نمبر ۲۰۲ کے تحت قاعدہ نمبر ۹۲ کو معطل فرما کر انتہائی اہم نوعیت کی جہاد افغانستان کے بارے میں قرارداد پر بحث کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ ایک قرار داد پیش کرنا چاہتے ہیں جس کے بارے میں مجھے علم ہے کہ جناب لاء منسٹر اور جناب قائد حزب اختلاف کے مابین کچھ بات ہوئی ہے، آپ ان سے دریافت کیجئے کہ ان پر کیا موقف اختیار کرنا ہے؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ قرار داد پیش ہو، لیکن یہ ایک غیر سرکاری ممبر پیش کر رہے ہیں اور اس کو غیر سرکاری ارکان کے دن تک ملتوی کیا جائے۔ یہ خالد صاحب غیر سرکاری رکن ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس کارروائی کو، اس

قرارداد کو غیر سرکاری ارکان کے دن کی کارروائی میں شامل کیجئے، ہم اس کو پڑھ لیں اور اس کے مطابق اگر ہم چاہیں تو کوئی ترمیم دے سکیں تو ہمارے پاس کچھ وقت ہونا چاہئے تاکہ ہم وہ ترمیم دیں سکیں۔ اگر آپ ابھی اس کو TAKE UP کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہم ابھی اپنی ترامیم دے دیں گے۔

جناب سپیکر۔ آپ اپنے قائد سے دریافت تو فرما لیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ وہ ایک علیحدہ بات ہے، آپ پیش کیجئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اگر ہمارے قائد ہمیں حکم دیں گے تو ہم بیٹھ جائیں گے۔ جو قرارداد وہ پیش کر رہے ہیں، اس میں دیکھنے والی چیز یہ ہے قواعد کے مطابق جو رکن پیش کر رہے ہیں وہ غیر سرکاری رکن ہیں اور وہ سرکاری رکن نہیں ہیں وہ پیش نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ جو REQUIREMENT OF THE RULES ہے اس کو SUSPEND کر لیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی۔ یہ قرارداد اتنی اہمیت کی حامل ہے۔

جناب سپیکر۔ مجھے تو یہی بتایا گیا ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I HAVE ALSO AN OBJECTION TO THAT AND I SHOULD BE ALLOWED TO SPEAK FIRST.

جناب سپیکر۔ آپ کو اعتراض ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ قواعد کی معطلی پر اعتراض ہے۔ کہ ہمیشہ قواعد کی معطلی پر اس ملک میں مارشل لاء لگا ہے اور مجھے تو جناب والا قواعد میں رعایت پر بھی اعتراض ہوتا ہے کیونکہ ایک تحریک التوائے کار آگے آ رہی ہے کہ اس میں IN RELAXATION OF ALL THE RULES ایک ریٹائرڈ فوجی میجر کو ایکس پی سی ایس کے گریڈ ۱۹ میں مستقل کر دیا گیا ہے وہ بعد میں آئے گا۔ جناب والا اس سے پہلے کہ وزیر قانون صاحب بات کریں آپ مجھے موقع دیں۔ اس پر استحقاق مجروح

نہیں ہوتا، لیکن یہ کچھ ANGLE DIFFERENT ہو جائے گا اور ہر مسئلے پر موہل صاحب ان کی مدد نہیں کریں گے۔

I CAN ASSURE YOU THAT HE WILL HAVE TO COME PREPARED HIMSELF. IT SHOULD ALSO BE SEEN THAT I AM BEING HEARD.

جناب سپیکر۔ جی نوابزادہ صاحب! ارشاد فرمائیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میرا اعتراض یہ ہے کہ جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے وہ التوائے کار کی تحریک ہوتی ہے،اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ ایک انتہائی اہم اور فوری نوعیت کی حامل ہے اور اسمبلی کی کارروائی کو ADJOURN کر کے اس کو لیا گیا ہے۔ جو تحریک التوائے کار آ رہی ہے IT IS VERY IMPORTANT اب اس کے اوپر ممبر یہ تحریک لے آئے ہیں کہ اس پہلے ہی اہم مسئلے کو آپ چھوڑ دیں اور ایک اور اہم مسئلے کو لے لیں۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ قرارداد پر ہمیں اعتراض نہیں ہے اس کے رولز کی معطلی پر ہمیں اعتراض ہے۔

HE IS A PRIVATE MEMBER. HE SHOULD GIVE A NOTICE. AND LOOK INTO THIS.

کہ آپ اسے UNOFFICIAL DAY پر لے آئیں، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن خدا کیلئے آپ سے میری اپیل ہے کہ رولز کو معطل کرنے کی رسم اتنی بُری ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی آدمی ADVENTURER آ جائے اور وہ رولز کو معطل کر کے مجھے، آپ کو اور ان سب کو یہاں سے اٹھا کر باہر پھینک دے۔ اس لئے ہمیں یہ روایت نہیں ڈالنی چاہیئے۔

I STRONGLY OPPOSE THE SUSPENSION OF RULES. SUSPENSION OF RULES IS ULTRA VIRES OF THE RULES OF LAW.

اگر رولز معطل ہو گئے تو پھر یہ رول آف لاء جو ہے وہ CRUMBLE ہو جائیگا۔

جناب سپیکر۔ جی نوابزادہ صاحب آپ کی بات ہو چکی۔ سردار صاحب نوابزادہ صاحب کو رولز کی معطلی پر اعتراض ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کو آج ہی پیش کیا جائے، رولز کو معطل کر کے، تو پھر اسمبلی کو سوال PUT کرنا ہو گا یا پھر اس کو UNOFFICIAL DAY پر لایا جائے۔

وزیر قانون۔ جناب والا اس سلسلہ میں میری قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی تھی ہم نے متفقہ طور پر یہ قرارداد بنائی تھی دو گھنٹے تک ہم اس پر بات کرتے رہے۔ قائد حزب اختلاف جس طرح سے حکم کریں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ معاہدے کے مطابق آج اسے متفقہ طور پر پیش ہونا چاہیئے تو پھر رولز کو معطل کر کے ہی یہ پیش ہو سکتی ہے، اس وقت فیصلہ بھی یہی ہوا تھا اسے رولز کو معطل کر کے پیش کیا جائے گا۔ اگر وہ فرماتے ہیں کہ اس کو آج پیش نہیں کیا جانا چاہیئے اور اسے پرائیویٹ ممبر ڈے پر پیش کیا جانا چاہیئے تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ تو اب یہ لاء منسٹر صاحب نے قائد حزب اختلاف پر فیصلہ چھوڑ دیا ہے اور یہ ان کی صوابدید پر ایسا کیا گیا ہے اگر وہ چاہیں تو اسے آج ہی پیش کر لیں اگر وہ چاہیں تو اسے بعد میں پیش کر لیں۔

رانا شوکت محمود (قائد حزب اختلاف)۔ جناب والا ہماری گو کہ اس پر بات ہوئی تھی لیکن اس میں جو مسئلہ نوابزادہ صاحب نے اٹھایا وہ SUSPENSION OF THE RULES کا ہے، میرے خیال میں آج اس کو پڑھ لیتے ہیں اس پر بحث اور منظوری کیلئے اسے پرسوں پر رکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ تو اس کیلئے قواعد کو معطل کرنا ہو گا۔

میاں منظور احمد وٹو۔ جناب والا بات یہ ہے کہ جو رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ پیش کر لینے دیں، بات یہ ہے کہ وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ قواعد کو معطل نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر جناب والا قواعد کو معطل نہیں کریں گے تو وہ پڑھی نہیں جا سکے گی۔ اگر پڑھنا چاہتے ہیں تو پھر رولز کو معطل کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا اس میں رانا صاحب کی بات نہیں ہے۔ بات RULES OF PROCEDURE کی ہے۔

جناب سپیکر۔ قواعد انضباط کار میں یہی ہے کہ پہلے قواعد کو معطل کرنا ہو گا۔

میاں منظور احمد موہل۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا رولز کو معطل کرنا چاہیئے،اگر ہاوس کی یہی رائے ہے تو پھر مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے، میں تو چاہتا ہوں کہ بات وہ ہو جو اصول کی ہو اور جو رولز کے تابع ہو۔ یہ بات نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف چاہیں کہ ایسا ہو جائے تو وہ بات نہیں ہو گی، آپ ہی نے تو کہا ہے کہ رولز کو معطل نہیں ہونا چاہیئے،اگر آپ رولز کو معطل کرنا چاہتے ہیں اور جناب اجازت دیتے ہیں تو پھر مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ نہیں ہو گا کہ رولز کو کھڑا رہنے دیں اور کہیں کہ اسے پڑھ لیں۔

جناب سپیکر۔ جی صحیح ہے آپ تشریف رکھیں۔ تو صاحبان یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ رولز کو معطل کرتے ہوئے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ تو میں تحریک کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں کہ راجہ محمد خالد خان صاحب تحریک پیش کریں۔

راجہ محمد خالد خان۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ " پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس روس کی افواج کے انخلاء پر افغانستان کے بہادر، غیور اور سرفروش مجاہدین کو ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے۔ مجاہدین کا یہ منفرد اور تاریخی کارنامہ اور کامیابی قرون اولے کے مسلمانوں کی جرآت، ایثار اور پختگی ایمان کی یادتازہ کرتی ہے۔ مجاہدین نے بے سروسامانی کے باوجود جس عزم، استقلال اور قربانی کا مظاہرہ کر کے اسلام کی عظمت، افغانوں کی جرآت کا تمام دنیا سے اپنا سکہ منوایا ہے اس پر پنجاب کے عوام مجاہدین کو پُر خلوص اور بھرپور مبارک باد پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ وہ مجاہدین کی ہر قسم کی امداد و تعاون کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔"

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس ان اقوام عالم کی اخلاقی اور مالی امداد کا اعتراف کرتا ہے جنہوں نے مجاہدین کی مشکلات کے وقت امداد کر کے انسانی ہمدردی اور حقیقت پسندی اور جمہوریت نوازی کا ثبوت دیا۔ پاکستان نے اخوت اسلامی اور انسانی ہمدردی کی بنا پر افغان بھائیوں کی ہر قسم کی امداد کر کے فرض شناسی کا حق ادا کیا۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ مسلم لیگی حکومت نے جینوا معاہدہ کی تشکیل کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو دنیا کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ پاکستانی عوام نے ہجرت مکہ کی یاد تازہ کر دی۔ اس مسئلہ کو جو موجودہ جمہوری حکومت نے ہی منطقی نتیجہ تک پہنچایا ایسے مسائل جمہوری ادارے ہی حل کر سکتے ہیں۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس مجاہدین کو یہ یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم بالخصوص پنجاب کے باشندگان ان کی ہر قسم کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے اور پاکستانی قوم کی یہ عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے افغانستان کی بہادر اور غیور قوم کو اتحاد، ایمان، یقین کی دولت سے مالا مال کرے اور افغانستان کے لئے نیا دور امن، ترقی اور کامرانی کا ہو۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہے کہ اس تاریخی کارنامہ کو ملکی سطح پر خصوصی پروگرام کے ذریعے منایا جائے اور مجاہدین کی بھرپور امداد جاری رکھی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ "پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس روس کی افواج کے انخلاء پر افغانستان کے بہادر، غیور اور سرفروش مجاہدین کو ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے۔ مجاہدین کا یہ منفرد اور تاریخی کارنامہ اور کامیابی قرون اولے کے مسلمانوں کی جرآت، ایثار اور پختگی ایمان کی یاد تازہ کرتی ہے۔ مجاہدین نے بے سروسامانی کے باوجود جس عزم، استقلال اور قربانی کا مظاہرہ کر کے، اسلام کی عظمت، افغانوں کی جرآت کا تمام دنیا سے اپنا سکہ منوایا ہے اس پر پنجاب کے عوام مجاہدین کو پرخلوص اور بھرپور مبارک باد پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ وہ مجاہدین کی ہر قسم کی امداد و تعاون کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس ان اقوام عالم کی اخلاقی اور مالی امداد کا اعتراف کرتا ہے جنہوں نے مجاہدین کی مشکلات کے وقت امداد کر کے انسانی ہمدردی اور حقیقت پسندی اور جمہوریت نوازی کا ثبوت دیا۔ پاکستان نے اخوت اسلامی اور انسانی ہمدردی کی بنا پر افغان بھائیوں کی ہر قسم کی امداد کر کے فرض شناسی کا حق ادا کیا۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ مسلم لیگی حکومت نے جینوا معاہدہ کی تشکیل کا اعزاز حاصل کیا۔ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو دنیا کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ پاکستانی عوام نے ہجرت مکہ کی یاد تازہ کر دی۔ اس مسئلہ کو جو موجودہ جمہوری حکومت نے ہی منطقی نتیجہ تک پہنچایا ایسے مسائل جمہوری ادارے ہی حل کر سکتے ہیں۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس مجاہدین کو یہ یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم بالخصوص پنجاب کے باشندگان ان کی ہر قسم کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہینگے اور پاکستانی قوم کی یہ عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے افغانستان کی بہادر اور غیور قوم کو اتحاد، ایمان، یقین کی دولت سے مالا مال کرے اور افغانستان کے لئے نیا دور امن، ترقی اور کامرانی کا ہو۔

پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہے کہ اس تاریخی کارنامہ کو ملکی سطح پر خصوصی پروگرام کے ذریعے منایا جائے اور مجاہدین کی بھرپور امداد جاری رکھی جائے۔"

میاں محمود الرشید۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اس بارے میں بخل سے کام نہیں لینا چاہئے اور ان ہستیوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جنہوں نے جہاد افغانستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ ہم بخل سے کام لیں گے اگر ہم جنرل ضیاءالحق کا نام نہیں لیں گے۔ جنہوں نے تمام مخالفت کے باوجود مجاہدانہ امداد سے جناب وزیراعظم جونیجو اور ضیاء الحق نے اس جہاد کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ یہ بات تاریخ میں ثابت ہے اور ہمیشہ ثابت رہے گی۔ افغانستان کے مجاہدین اس بات کااقرار کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں پاکستانی قوم کا انہوں نے نام بلند کیا ہے ان کے کارناموں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر۔ آرڈر

سردار طفیل احمد خان۔ انہوں نے مجاہد اسلام × × × × × × ×

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ سردار صاحب تشریف رکھیں۔

یہ قرار داد بااتفاق رائے سے پیش کی گئی تھی۔ اس پر اگر کوئی ترمیم نہیں ہے تو اس کو بااتفاق رائے منظور کیا جاتا ہے۔

(قرارداد بااتفاق رائے منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ اس قرارداد کے علاوہ جو باتیں درمیان میں کی گئی ہیں وہ چونکہ بے ضابطہ تھیں اس لئے میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر قانون۔ جناب والا میری ایک دوسری قرارداد ہے جو میں قواعد کو معطل کر کے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب کیا آپ قواعد کو معطل کر کے اسے پیش کرنا چاہتے ہیں؟ رولز کو میں معطل نہیں کرتا یہ ہاؤس معطل کرتا ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: SIR, HOW LONG WILL YOU GO ON SUSPENDING THE RULES? THIS HOUSE IS NOT A BUTCHER. IT IS NOT A BUTCHERY. WE CANNOT THINK OF RELAXATION OF RULES LET ALONE SUSPENSION OF RULES.

جناب سپیکر! آپ نے ابھی خود قواعد کو معطل کیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا وہ غلط ہو گیا ہے۔ اس لئے یہ بدمزگی پیدا ہوئی

× × × (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔)

ہے۔ یہ وزیرقانون قواعد کی معطلی کا کہہ رہے ہیں۔ اگر کوئی اور کہہ دیتا تو مجھے اعتراض نہ ہوتا۔

جناب سپیکر۔ یہ قرارداد بلوچستان اسمبلی کی بحالی کے بارے میں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا آپ میری بات تو سن لیں کہ میں اسکی کیوں مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میں نے آپکی بات سن لی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جی آپ نے میری بات نہیں سنی۔ بلوچستان کی اسمبلی کو اسکے وزیراعلیٰ نے غیر آئینی طور پر توڑا۔ ہائی کورٹ نے اسکے غیر آئینی اقدام کو کالعدم قرار دے دیا اور اسکے ساتھ یہ بھی ہو گیا کہ کوئی غیر قانونی اور غیر آئینی کام ہمیں نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے اس آئینی کام کے لئے ہمیں غیر آئینی طریقے سے مبارک باد پیش نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کیلئے ایک ریزولیوشن لے کر آئین اور قواعد کو معطل نہ کریں۔ یہ اس اسمبلی کی توہین ہو گی اور ہائی کورٹ کے فیصلے کی کہ آئینی چیز کو مبارک باد دینے کے لئے قواعد کو معطل کریں۔

یہ وزیرقانون کہہ رہے ہیں۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا مانند مسلمانی ۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب، تشریف رکھیئے۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہ کہوں گا کہ وہ اس بارے میں اپنی رائے دیں۔ (قطع کلامیاں) ۔ آرڈر پلیز، میں قائد حزب اختلاف کو FLOOR دے چکا ہوں۔

رانا شوکت محمود۔ جناب والا، میرے خیال میں ممبران کی رائے یہی پائی جاتی ہے کہ یہاں قواعد کی معطلی کی عادت نہ ڈالی جائے۔ ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے لیکن اس کو آئندہ پر رکھ لیا جائے۔ انشاء اللہ، اس دن ہم اس پر غور کر لیں گے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب، کیا کوئی اعتراض ہے آپ کو؟

میاں محمود الرشید۔ جناب سپیکر! یہ بھی ایک انوکھی روایت پڑ جائے گی کہ آپ نے ایک فیصلہ کیا اور اب اس فیصلے کو واپس لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ پہلا فیصلہ بھی میرا نہ تھا، ایوان کا تھا۔ قواعد کی معطلی ایوان کرتا ہے اور ایوان قواعد کو معطل کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ تو اس میں کوئی بُری بات نہیں۔ ایوان جو فیصلہ چاہے، کر سکتا ہے۔ اس لیے پہلے قواعد کو معطل کیا گیا، کیونکہ ایوان نے اس کی اجازت دی۔ اور اب قواعد کو معطل نہیں کیا جاتا، ایوان اجازت نہیں دیتا تو اس میں کوئی بُری بات نہیں۔ اس لیے میں وزیر قانون سے پوچھتا ہوں کہ رانا صاحب کی رائے یہ ہے کہ آج قواعد کو معطل نہ کیا جائے اور اس کو اگلے دن پر رکھ لیا جائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون۔ جناب والا، میں پہلے ہی گزارش کر چکا ہوں، جب اس سے پہلے قرارداد پیش ہوئی تھی۔ جس طرح جناب رانا صاحب حکم دیں کیونکہ ہم نے آپس میں باہمی طور پر ایک بات طے کر لی تھی، اس پر میں کار بند ہوں۔ اگر اس میں وہ کوئی تھوڑی بہت ترمیم چاہتے ہیں تو وہ جو چاہیں فیصلہ فرما لیں۔ ان کا حکم سر آنکھوں پر۔ بے شک اگلے یوم کار پر آجائے مجھے کوئی، اعتراض نہیں۔ لیکن میں رانا صاحب کی خدمت میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ایک اسمبلی کی بحالی کے لیے خراج تحسین پیش کرنا ہے کہ بلوچستان اسمبلی ہے۔ یہ بات طے بھی ہو گئی تھی اور اس وقت اخبارات کے نمائندے بھی یہاں پریس گیلری میں موجود ہیں۔ اگر یہ قرار داد پیش کرنے میں تاخیر کریں گے تو ممکن ہے کہ بلوچستان والے ہمارے بھائیوں کو آپ کے بارے میں یہ تاثر ملے کہ شاید ہمارے حزب اختلاف والے بھائیوں کو اس بات پر خوشی نہیں ہوئی۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن سیاسی طور پر آپ کے اور ہم سب کے مفاد میں یہ ہے کہ اگر آج یہ قرار داد پیش ہو جائے تو اس میں آپ کی اور ہم سب کی مشترکہ خوشی کا اظہار ہو گا۔ اس کے باوجود وہ جو مناسب سمجھیں، ہم کرنے کو تیار ہیں۔ میں نے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا ہے کہ بلا وجہ

تاخیر سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ہمیں سیاسی طور پر اس بات کا CREDIT ملے گا کہ ہم متفقہ طور پر خراج تحسین کی قرارداد منظور کر رہے ہیں۔ اگر اس کے باوجود وہ فرماتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، اس کو اتوار پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب، ارشاد فرمائیے۔

رانا شوکت محمود۔ جناب والا! ملک میں جمہوریت ہو، یہ ہماری سب سے بڑی خواہش ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے ہم نے بہت قربانیاں بھی دی ہیں۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ بلوچستان اسمبلی کی بحالی پر ہمیں بہت خوشی ہوئی تھی اور ہم یقیناً انہیں، اور ان اداروں کو بھی بالخصوص عدلیہ کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے آئین کے تحت ایک جرأت مندانہ اور دلیرانہ فیصلہ کیا۔ ہم یقیناً یہ کریں گے لیکن جو رائے ممبران میں اس طرف پائی جا رہی ہے، اس میں بھی خاصا وزن اور دلیل ہے کہ ہر بات پر قواعد کی معطلی کوئی پسندیدہ چیز نہ ہو گی۔ تو وزیر قانون اور دوسری طرف سے میری گزارش ہے کہ اگر ہم اس کو آئندہ پر رکھ لیں تو یہ جیسے تحریر ہوا ہے ہم اس کو ایسے ہی منظور کر لیں گے۔ لیکن آج قواعد کی معطلی دو بار نہ کی جائے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! آپ اتفاق کرتے ہیں؟ تو اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ کیا خیال ہے، اب تحاریک التوائے کار کو لے لیا جائے؟ (قطع کلامیاں)۔ یا ان کو اگلے روز لے لیا جائے؟

ملک محمد وزیر اعوان۔ جناب سپیکر، میں نکتہ استحقاق پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو تحاریک التوائے کار کے بارے میں اتفاق رائے ہے کہ ان کو اگلے روز کے لیے ملتوی کر لیا جائے۔ آپ ارشاد فرمائیے۔

ملک محمد وزیراعوان ۔ جناب سپیکر۔ گوجرانوالہ سے حافظ آباد کو جو سڑک جاتی ہے، اس کے باقاعدہ ٹنڈر بھی ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ کس نکتے پر بات کر رہے ہیں؟

ملک محمد وزیر اعوان۔ میری بات سنیں، میں اپنے استحقاق کی بات کر رہا ہوں۔ جب

ہم اس اجلاس میں شرکت کے لیے کل روانہ ہوئے اور جب مدووالہ پہنچے تو وہاں پر ہماری گاڑیاں تین گھنٹے تک رکی رہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ جب اس سڑک کے ٹنڈر بھی ہو چکے ہیں، اس کے فنڈ بھی دیے جا چکے ہیں، وہ اب تک تعمیر نہیں ہوئی؟ میں تین گھنٹے دیر سے پہنچا ہوں، میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور اگر اس سڑک پر فوری طور پر کام شروع نہ کیا گیا تو میں بھوک ہڑتال کروں گا اور یہ وزیر اعلیٰ نے بھی کہا تھا کہ ہم کچی پکی ساری سڑکیں بنائیں گے۔ اب وعدہ خلافی کیوں؟ اس لیے کہ وہ سڑکیں ہمارے حلقہ انتخاب میں جاتی ہیں! اس لیے کہ گوجرانوالہ میں ان کا کوئی ایم پی اے نہیں ہے! اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر۔ وصی ظفر صاحب، میں آپ کے ہاتھ میں قانون کی کتاب دیکھ رہا تھا۔

ملک محمد وزیر اعوان۔ جناب، یہ قانون کی نہیں، استحقاق کی بات ہے۔ قانون ہوتا رہے گا۔ یہ ہماری مجبوریاں ہیں۔ اگر آپ نے ہماری بات نہ مانی تو میں پھر کہوں گا کہ میں بھوک ہڑتال کروں گا۔

راجہ محمد خالد خان۔ جناب سپیکر، انہوں نے بھوک ہڑتال کی دھمکی دی ہے، ہم ان کے لیے گلوکوز کا بندوبست کیے رکھیں گے۔

ہنگامی قوانین

جناب سپیکر۔ سردار صاحب، آپ آرڈیننس پیش کرنا چاہتے ہیں؟

ہنگامی قانون ادارہ شاہرات پنجاب مجریہ ۱۹۸۸ء

وزیر قانون۔ "ہنگامی قانون ادارہ شاہرات پنجاب مجریہ ۱۹۸۸ء (ہنگامی قانون نمبر ۱ بابت ۱۹۸۹ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ چونکہ اسمبلی کی مجالس قائمہ کی ابھی تک تشکیل نہیں ہوئی۔ اس لئے مذکورہ ہنگامی قانون حسب ذیل اراکین پر مشتمل مجلس خصوصی کے سپرد کیا جائے جو اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

ہنگامی قانون (تنسیخ) مارشل لاء آرڈر نمبر ۱۳۷۱

مصدرہ ۱۹۸۹ء

وزیر قانون۔ "میں ہنگامی قانون (تنسیخ) مارشل لاء آرڈر ۱۳۷۱ مصدرہ ۱۹۸۹ء (ہنگامی قانون نمبر ۲ بابت ۱۹۸۹ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ چونکہ اسمبلی کی مجالس قائمہ کی ابھی تک تشکیل نہیں ہوئی اس لئے مذکورہ ہنگامی قانون حسب ذیل اراکین پر مشتمل مجلس خصوصی کے سپرد کیا جائے جو اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

ہنگامی قوانین پر غور کیلئے مجلس خصوصی کی تشکیل

اراکین مجلس خصوصی

۱-	سردار زادہ ظفر عباس سید	چیئرمین
۲-	جناب سعید احمد ظفر	ممبر
۳-	سردار عاشق حسین گوپانگ	ممبر
۴-	چودہری محمد اعظم چیمہ	ممبر
۵-	چودہری محمد فاروق	ممبر
۶-	راجہ محمد خالد خان	ممبر
۷-	چودہری اختر رسول	ممبر
۸-	میاں منظور احمد موھل	ممبر
۹-	پیر عارف زمان قریشی	ممبر
۱۰-	سید غضنفر عباس شاہ	ممبر
۱۱-	میاں مشتاق حسین ڈوگر	ممبر

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ آئینی CONVENTIONS ہیں، روایات ہیں کہ اگر اسمبلی موجود نہ ہو، یا اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو تو ہنگامی قوانین کا اجراء ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے آئین میں یہ دیا گیا ہے کہ جو پہلی اسمبلی ہو اور اس کی جو پہلی نشست ہو، اس اجلاس میں اس ہنگامی قانون کو لایا جائے۔ ہنگامی قانون ۱۹۸۸ء میں نافذ ہوا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ ایک آمر مطلق کے غیر آئینی حکم سے اسمبلیاں توڑ دی گئی تھیں، اور یہ ہنگامی قانون تھا۔ جب گذشتہ اجلاس ہوا ہے تو اس وقت یہ ہنگامی قانون اپنے تمام حسن و قبح کے ساتھ محکمہ قانون کے پاس موجود تھا۔ تو اس کو اُس وقت پیش ہونا تھا۔ آج یہ تمام کا تمام آرڈیننس منسوخ ہو چکا ہے۔ یہ اپنی موت مر چکا ہے۔ اب وزیر قانون کو قانون سازی کے لئے اسکو دوبارہ بل کی شکل میں لانا ہو گا۔ اس ہنگامی قانون کو بطور بل میز پر نہیں رکھا جا سکتا۔ آپ اس قانونی نکتہ پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر۔ یہ ہنگامی قانون تین مہینے کے اندر پیش کیا جا رہا ہے۔ اور یہ پہلی نشست میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ ابھی LAY کیا جا رہا ہے۔ جب یہ LAY کیا جائیگا تو یہ بل کی شکل اختیار کریگا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ یہ جس دستخطوں کے ساتھ LAY ہوا ہے اسکو تین مہینے سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ آپ اسکو دیکھ لیں میں کوئی ایسی بات نہیں کہہ رہا ہوں اسکو پچھلے اجلاس میں پیش ہو جانا چاہیئے تھا۔ یہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ کتنے عرصے میں ہنگامی قانون پیش ہو جانا لازم ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب آپ کو یہ علم ہے کہ جب قومی اسمبلی برخاست ہوئی تھی اسکے بعد ہمیں روپیہ خرچ کرنے کیلئے سپریم کورٹ جانا پڑا تھا کیونکہ اسکے تین مہینے گزر گئے تھے اور وہ BUSSINESS LAPSE ہو گیا تھا ہنگامی قانون ختم ہو گیا تھا ہمیں اس کو بھی اسی CONTEXT میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہنگامی قانون پچھلے اجلاس میں اپنی مقررہ مدت میں پیش نہیں ہوا۔ کیونکہ تین مہینے اسکے ختم ہو گئے

تھے اور ہنگامی قانون ختم ہو گیا تھا اس لئے یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہنگامی قانون اپنی مقررہ مدت میں پچھلے اجلاس میں پیش نہیں ہوا۔ اس میں کوئی غصے والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں غصے والی بات نہیں ہے۔ آپ مجھے یہ بتایئے کہ مقررہ مدت کتنی ہے۔؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب ۹۰ دن ہے۔

جناب سپیکر۔ کیا ۹۰ دن گذر چکے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ چونکہ مخدوم سجاد حسین قریشی صاحب کو ۹۰ دن سے زیادہ عرصہ گئے ہوئے ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہاں مخدوم سجاد حسین قریشی یا جنرل ٹکا خان کی بات نہیں یہاں بات ۹۰ دن کی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل THE GOVERNOR WHO SIGNED IT اسکو ۹۰ دن سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ کیا آپکے پاس اسکے NOTIFICATION کی تاریخ ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آپ بھی میرے ساتھ دیکھیں۔ صرف میرا کام ہی دیکھنا نہیں ہے۔ جناب والا آپ رولز بھی دیکھیں۔

جناب سپیکر۔ میں بھی دیکھتا ہوں۔ میں آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میری جناب وزیر قانون سے درخواست ہے کہ منظور موحل صاحب انکی ہر موقع پر رہنمائی کریں گے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! مجھے نوابزادہ صاحب سے رہنمائی حاصل کرنے دیجئے کہ اسکو ۹۰ دن سے زیادہ ہو چکے ہیں۔

میاں منظور احمد موحل۔ جناب اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ ۱۰ نومبر ۱۹۸۸ء کو گورنر سجاد حسین قریشی کے دستخطوں سے جاری ہوا ہے اور اسکے PREAMBLE میں ہے کہ اسمبلی برخاست ہو چکی ہے۔ اس میں برخاست کا لفظ ہے۔ یہ نہیں ہے

کہ ASSEMBLY IS NOT IN SESSION یعنی DURING THAT PERIOD IT WAS FRAMED. اسکے بعد اسکے NOIFICATION کی تاریخ ہے۔ وہ ۲ جنوری ۱۹۹۰ء ہے۔ NOTIFICATION کے لحاظ سے یہ ۹۰ دن کے اندر آتا ہے۔ لیکن قریشی صاحب کی سبکدوشی کی تاریخ ۱۰ دسمبر ۱۹۸۸ء ہے۔ جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ اسمبلی ختم ہو گئی ہے۔ لیکن جب یہ NOTIFICATION جاری ہوا ہے اسوقت اسمبلی ختم نہیں ہوئی تھی۔ یہ اسمبلی IN SESSION نہیں تھی۔ یہ آپ دیکھ لیں کہ یہ ۲ جنوری کو کیا گیا ہے اگر آپ اسکو تصور کرتے ہیں تو پھر وہاں یہ لکھنا پڑیگا۔ THE ASSEMBLY STANDS DISSOLVED

اس کا پہلا ہی صفحہ ہے اور اس کا نمبر ۳ پیرا ہے۔ نوٹیفیکیشن کو آنا چاہیئے تھا لیکن یہ مکھی پہ مکھی مارنے والی بات ہے۔ کسی نے دیکھا نہیں ہے کہ ۲ جنوری کو سیشن نہیں تھا۔ آپ کو یہ لکھنا چاہیئے تھا کہ ASSEMBLY IS NOT IN SESSION آپ ۲ جنوری کو نوٹیفیکیشن کر رہے ہیں اس میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ اسمبلی DISSOLVE ہو گئی ہے۔

<u>نوابزادہ غضنفر علی گل۔</u> ۹۰ دن اس صورت میں ہے جب اسمبلی کا اجلاس نہ ہو۔

<u>جناب سپیکر۔</u> وزیر قانون صاحب یہ فرمائیں گے کہ اس کی نوٹیفیکیشن کی کیا تاریخ ہے؟

<u>وزیر قانون۔</u> جناب والا اسوقت اسمبلی کا اجلاس نہیں تھا ہمارے پچھلے اجلاس کے بعد یہ نوٹیفیکیشن ہوا ہے اور اس کی تاریخ ۲ جنوری کو ہے۔

<u>نوابزادہ غضنفر علی گل۔</u> اگر اسمبلی کا اجلاس ۹۰ دن سے پہلے ہو جائے تو ہنگامی قانون کو پیش کرنا پڑتا ہے اور ۹۰ دن کا انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ انہوں نے انڈوں کو پہلے ہی توڑ دیا اس کو خراب کر دیا ہے اور وزیر قانون کی ہنسی ان کی IGNORANCE پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے اس کو واپس لیا جائے۔ IT IS OUT OF ORDER

وزیر قانون۔ جناب والا یہ نافذ العمل ہے اور اس کا نوٹیفیکیشن ۲ جنوری کو ہوا ہے۔
جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ کے پاس اس کی نوٹیفیکیشن کی تاریخ ہے۔ یہ ایک تو ۲ جنوری کو ہے اور دوسرا ۲۲ جنوری کو ہے۔ ۲ جنوری اور ۲۲ جنوری کو اسمبلی کا اجلاس نہیں تھا۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا ! اس میں اسمبلی کی DISSOLUTION کا ذکر ہے یہ اسوقت کا آرڈیننس ہے۔ جو چپ رہے گی زبان خنجر۔ اور وہ شعر ہے
کاغذی ہے پیراھن ہر پیکر تصویر کا
وہ ہنگامی قانون خود بول رہا ہے۔ کہ میں اسمبلی کے DISSOLVE ہونے کے وقت کا ہوں میں اور آپ اور وزیر قانون مل کر بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ اور اس کی زیادہ سے زیادہ ۹۰ دن کی حد ہے اور اگر اسمبلی کا اجلاس ۹۰ دن سے پہلے ہو تو اس کو پہلے ہی پیش کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ یہ ختم ہو جاتا ہے۔ جناب والا یہ قانونی مسئلہ ہے آپ بے شک اس پر بحث کرا لیں۔ آپ بھی جناب والا ہنس رہے ہیں اور اس سے پہلے وزیر قانون ہنس رہے تھے اور آپ دونوں کی ہنسی مجھے بتا رہی ہے اس لئے خدا کے لئے آپ نہ ہنسیں آپ قانون کی بات کریں۔ اس میں DISSOLUTION OF THE ASSEMBLY کا ذکر کیوں ہے ؟
جناب سپیکر۔ مجھے آپ کی بات پر ہنسی آتی ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ اس ملک میں جناب والا ہر قانونی اور عوامی بات پر لوگ ہنستے رہے ہیں یہی تو ہماری قوم کا DILEMMA ہے۔ یہ ہنگامی قانون غیر آئینی طور پر پیش ہوا ہے۔ LET ME REPEAT MY POINT OF ORDER AND YOU GIVE THE RULING اس ہنگامی قانون کے اندر اسمبلی کے DISSOLUTION کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اسمبلی کا اجلاس نہ ہونے کا اس کے اندر ذکر نہیں ہے۔ آپ کو جناب سپیکر کیا خطرہ ہے ہنگامی قانون پیش ہو یا نہ ہو اس میں جواب طلبی تو وزیر قانون کی ہوتی ہے۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ یہ ہنگامی قانون ہماری اس آئینی اسمبلی کے اجلاس سے پہلے کا ہے۔ اس کو پہلے اجلاس میں

پیش ہونا چاہیئے تھا۔ جو نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ میاں منظور احمد موہل صاحب کی بات کو اتنی اہمیت دے رہے ہیں اور انہوں نے آپ کو یہ لقمہ دیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میں سردار نصراللہ خان دریشک کو میاں منظور احمد موہل سے زیادہ اہمیت دوں گا کیونکہ تین پشتوں سے ہمارے خاندانی تعلقات ہیں۔ لیکن میں یہاں اہمیت قانون کو دوں گا۔ اگر وزیر قانون غیر قانونی بات کریں غلط۔ اور اگر منظور موہل جو میرا ساتھی ہے اگر منظور موہل قانونی بات بتائے کیونکہ میں تو ہوں ہی قانون اور میں قانون کے ذریعے ہی اس اسمبلی میں آیا ہوں۔ میرے نزدیک شخصیات نہیں بلکہ قانون اور آئین اہم ہے۔ اس ہنگامی قانون کو لانے کی کیا ضرورت ہے دوبارہ بل لے آئیں۔ کیونکہ یہ URGENT MATTER فوری اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ اب میاں منظور موہل صاحب مزید روشنی ڈالیں گے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا یہ جو تھوڑی سی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ اس میں نوابزادہ صاحب کی بات ٹھیک ہے۔ اس ہنگامی قانون پر گورنر کے دستخط نومبر ۱۹۸۸ء میں ہوئے۔ لیکن جو چیز بھی ہو اس کی جب نوٹیفیکیشن ہو اسی روز سے یہ نافذ العمل متصور ہو گا۔ اب جناب والا اس کی ۲ جنوری کو نوٹیفیکیشن ہوئی ہے۔ اس کو یہی متصور کیا جائیگا کہ یہ ۲ جنوری سے نافذ ہے۔ اس میں میرے نقطہ نظر سے جو بات غلط ہے وہ یہ ہے PREAMBLE میں لکھا گیا ہے کہ PROVINCIAL ASSEMBLY STANDS DISSOLVED وہاں یہ ہونا چاہیئے تھا THE PROVINCIAL ASSEMBLY IS NOT IN SESSION وہ جب ہو تو ساری بات ٹھیک ہے۔ اس لئے میں تو ان کی تائید کرتا ہوں کہ یہ ہنگامی قانون IN ORDER نہیں ہے۔ ویسے جناب والا کی رولنگ ہے جو بھی آپ فرمائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! آپ آئین کا ساتھ دیں۔

جناب سپیکر۔ سوال اس میں یہ ہے کہ ان ہنگامی قوانین کی نوٹیفیکیشین ۲ جنوری کو اور ۲۲ جنوری کو ہوئی ہے اور اس وقت اسمبلی سیشن میں نہیں تھی۔ اسمبلی سیشن

میں نہ ہو تو آرڈیننس ہو سکتے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کا PREROGATIVE ہے۔ تو اب جو دو جنوری اور بائیس جنوری کے بعد پہلا سیشن ہے، پہلے سیشن کے پہلے دن یہ آرڈیننس LAY کئے جا رہے ہیں تو اس میں کونسی غیر قانونی بات ہے ؟

میاں منظور احمد موہل۔ جناب اس میں لکھا ہوا ہے " DISSOLVE "

جناب سپیکر۔ یہ کوئی پچھلی بات کہی ہو گی۔ ذرا مجھے پڑھایئے اور بتایئے کہ یہ کہاں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ لودھی صاحب ! آپ اٹھ کر وزیر قانون کی تائید کریں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب ! آپ کی یہ بات درست ہے۔ بات یہ ہے کہ جب یہ ہنگامی قانون تیار کیا گیا تھا اس وقت اسمبلی DISSOLVE تھی اور جب یہ نوٹیفیکیشن جاری ہوا تو اس پر نوابزادہ صاحب آپ محظوظ ہونگے کہ اس نوٹیفیکیشن پر جنرل (ریٹائرڈ) ٹکا خاں کے دستخط ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ یہ اسے درست کر کے پیش کریں۔ (قطع کلامیاں) جناب منظور احمد موہل اور میرا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ یہ ہے کہ آپ مان لیں اور وزیر قانون بھی مان لیں کہ دو جنوری کو اسمبلی DISSOLVE نہیں تھی۔

جناب سپیکر۔ جی DISSOLVE نہیں تھی۔ یہ صحیح ہے۔ میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ آپ اسے درست کرا کر دوبارہ لے کر آئیں۔ یہ آج LAY نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر۔ آپ کی پہلی بات کی میں تائید کرتا ہوں۔ یہ اس میں غلط لکھا گیا ہے۔ منظور موہل صاحب اور نوابزادہ گل صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ یہ اس میں یہ لفظ " DISSOLVE " غلط ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ اس کو REPLACE کر لیں۔

جناب سپیکر۔ حضور ! یہ تو ابھی کمیٹی کو جانا ہے۔ کمیٹی نے اس کو EXAMINE کرنا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ ایک غلط چیز پیش ہی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ وزیر قانون سے کہیں کہ وہ کوئی حوالہ دیں۔

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب! آپ توجہ فرمائیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ اگر وزیر قانون ہمیں کوئی قانونی حوالہ دے دیں تو ہم غلط بات کو بھی مان لیں گے۔ کوئی حوالہ تو دیں۔ کوئی کتاب پڑھ کر دکھائیں کوئی قاعدہ پڑھ کر دکھائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ آرڈیننس یا کوئی بھی بل جب ایوان میں پیش ہوتا ہے تو اس کی شکل حتمی اور آخری نہیں ہوتی۔ اس کو کمیٹی کے پاس بھیجا جاتا ہے اس لئے کہ اس کے PROS AND CONS کو EXAMINE کریں۔ اس میں اگر کسی قسم کی کوئی غلطی ہے تو اس پر غور کریں۔ اگر اس میں کوئی چیز لوگوں کی ضروریات کے برعکس ہے تو اس پر غور کریں۔ اگر کوئی قواعد کے برعکس ہے تو اس پر غور کریں۔ تو کمیٹی اس پر غور کر کے اپنی رپورٹ پیش کرتی ہے۔ اس کی روشنی میں پھر اسمبلی اس پر غور کرتی ہے۔ اگر کمیٹی بھی کوئی چیز رولز کے خلاف RECOMMEND کر دیے تو پھر اسمبلی میں حتمی طور پر اس کو پاس ہونا ہوتا ہے۔ اس وقت اس کی کئی مراحل ہیں جس پر آپ نے نکتہ چینی کرنی ہے۔ آپ نے اس کو EXAMINE کرنا ہے۔ (قطع کلامی) آپ بات سنیں۔ تشریف رکھیں۔ ابھی تو یہ ابتدا ہے۔ ابھی ابتدا پر آپ اتنا پریشان نہ ہوں۔ اس آرڈیننس کو تین سٹیجوں سے گزرنا ہو گا۔ اس لئے نوابزادہ صاحب کو زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں ہے اس وقت اس پر اتنا احتجاج کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کو اجازت دیتا ہوں اور اپنی زبان میں پڑھتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ مجھے یہ یقین دھانی کرائی جائے کہ اس بل کے اگلے مراحل پر قواعد کی معطلی کے ذریعے SUSPENSION OF RULES دوبارہ

گلا نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ ابھی آپ DEFECTIVE ہوئے ہیں اور ایک DEFECTIVE LEGISLATION کو آپ نے ایوان میں LAY کرنا ہے جو کہ خود نام سے DEFECTIVE معلوم ہوتی ہے اور اس کے بعد ہمیں یقین دھانی کرائیں کہ جو اگلے مراحل آ رہے ہیں اُن میں ہماری حیثیت کیا ہو تی کیونکہ اس سے پہلے پیش آنے والے مراحل پر ہمیں بولنے نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر۔ یہ مسئلہ -------

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ یہ مسئلہ اس وقت اٹھے گا جب بکرا ذبح کیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب ! تشریف رکھیے۔ یہ مسئلہ جس میں الفاظ کی غلطی ہے اگر کمیٹی نے درست نہ کی اور گورنمنٹ نے کہا کہ قواعد کو معطل کیا جائے تو میں گورنمنٹ کی اس استدعا کو قبول نہیں کرونگا اور آپ کو اجازت دونگا کہ آپ اس پر بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ میں آپ کو پیشگی مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تو یہ ہنگامی قوانین ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر (٦) ۷۵ کے تحت یہ ہنگامی قوانین اب مسوادات قانون کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور انہیں مجوزہ مجلس خصوصی کے سپرد کیا جاتا ہے یہ ان پر اپنی رپورٹ ۲۷ فروری ۱۹۸۹ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

اب یہ اجلاس اتوار شام پانچ بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی اتوار ۲٦ فروری ۱۹۸۹ء شام پانچ بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء

(دوشنبہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

جلد IV - شمارہ ۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

(اتوار ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء)

(بشمول جلد IV شمارہ جات ۱ تا ۴)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ - - - - - - - - - - - - - - - ۷۵

نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب - - - - - - - - - - - - - - - - - ۷۶

مسئلہ استحقاقات:-

(I) تھانیدار کسووال ضلع ساہی وال کی رکن اسمبلی سے غلط بیانی ۹۳

(II) تحریک استحقاق پر غور و خوض کرنے کیلئے خصوصی کمیٹی کی تشکیل - - - - - - - - - - - - - ۹۸

(III) جناب فاروق احمد لغاری کی بے بنیاد الزام تراشی - - - - - - - - - - ۱۰۰

(IV) پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کو چائے پر بلانے پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گجرات کا تبادلہ - - - - - - - - - - - - - - ۱۱۳

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

اتوار، ۲۶ فروری، ۱۹۸۹ء

(دوشنبہ، ۱۹ رجب المرجب، ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام ۴۰-۶ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(سورۃ یونس آیت نمبر ۶۱-۶۲)

اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی اور کام کرتے ہو۔ جب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے یا بڑی مگر کتاب روشن میں لکھی ہوئی ہے۔ سن۔ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غمناک ہوں گے۔

صدق اللہ العظیم

نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ جناب میاں محمود الحسن ڈار سوال نمبر ۳۵

ہیڈ کلرکوں کی براہ راست تقرری کی تحقیقات

۳۵۔ میاں محمود الحسن ڈار۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ ہذا میں ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ نچلے طبقہ کے سرکاری ملازموں کے ساتھ زیادتی کے مترادف نہیں ہے۔ اور قانون کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت براہ راست بھرتی کئے گئے ہیڈ کلرکوں کی تعیناتی ختم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر قانون (سردار نصر اللہ دریشک)

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ نے اسسٹنٹ/ہیڈ کلرکوں کو براہ راست بھرتی کیا ہے۔

(ب) اس بھرتی سے نچلے طبقوں کے سرکاری ملازمین کے ساتھ کوئی، زیادتی نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ منسٹریل اینڈ سوبارڈینیٹ سروس رولز ۱۹۶۳ء کی شق نمبر ۵ (ب) کے تحت محکمہ ہذا ۲۵ فیصد اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کی براہِ راست بھرتی کرنے کا مجاز ہے۔

(ج) جز کے جواب میں یہ غیر متعلقہ ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ ہذا میں ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کی ہے۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ نے اسسٹنٹ/ہیڈ کلرکوں کو براہ

راست بھری کیا ہے۔ فاضل ممبر کا اگلا سوال ہے کہ اگر جز (الف) کا جوب اثبات میں ہے تو کیا یہ نچلے طبقہ کے سرکاری ملازمین کے ساتھ زیادتی کے مترادف نہیں ہے؟ جواب میں کہا گیا ہے کہ اس طرح نچلے طبقے کے ملازمین کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ ہیڈ کلرک کو براہ راست بھرتی کریں گے تو جو لوگ ترقی کیلئے انتظار کر رہے ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کیسے کہتے ہیں کہ نچلے طبقے کے ساتھ زیادتی نہیں ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: ISHEANSWERING ONBEHALFOFTHEEDUCATION MINISTER.

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! وزیر تعلیم کی جانب سے میں محکمہ تعلیم کے جوابات دے رہا ہوں۔ اگر جناب والا اجازت دیں تو میں جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

NAWABAZDA GHAZANFAR ALI GUL: SIR, THE MINISTERS ARE ASSIGNED THE MINISTERIES ONLY TO COPE WITH THE JOB AMICABLY.

اگر وزیر قانون نے اپنے محکمے کے علاوہ اور جوابات بھی دینے ہیں تو۔۔۔۔۔

I THINK HE IS NOT FIT TO ANSWER TO THOSE QUESTIONS, BECAUSE HE IS NOT AWARE OF THOSE QUESTIONS, AND HE IS EVEN ASKING THE BOX FOR THE SUPPLEMENTARIES . A PITY ON THIS HOUSE, SIR. I WANT YOUR RULING WHETHER HE CAN ANSWER ON BELALF OF THE EDUCATION MINISTER, BECAUSE ONLY THE MINISTER FOR EDUCATION IS COMPETENT TO ANSWER THESE QUESTIONS AND PARLIAMENTARY SECRETARY THEREAFTER. I DON'T KNOW. THE DAY HAS BEEN FIXED TO ANSWER

THESE QUESTIONS TODAY, AND I DON'T KNOW WHY THE EDUCATION MINISTER HAS NOT CARED TO COME TO THE HOUSE. HAS HE GOT ANY MORE IMPORTANT BUSINESS THAN THIS.

جناب سپیکر۔ میں اس کے متعلق وزیر قانون و پارلیمانی امور سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں کہ کیا وہ وزیر تعلیم کی جانب سے سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں؟ یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری ہی وزیر متعلقہ کی غیر موجودگی میں جوابات دے سکتے ہیں؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: AND HE MUST REFER TO THE RULES, MR. SPEAKER, AND NO ORAL QUESTIONS AS SUCH.

MR. SPEAKER: HE WOULD REFER TO THE RULES AND TRADITIONS, AND IT IS THE TRADITION OF THE HOUSE.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: AND IT IS EXPECTED FROM THE LAW MINISTER, NO LESS.

وزیر ٹرانسپورٹ (ڈاکٹر محمد افضل اعزاز)۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح سے متعلقہ وزیر کا ہونا ضروری ہے اسی طرح سوال کنندہ کا بھی اسمبلی میں موجود ہونا ضروری ہے۔ سوال کنندہ بھی اس وقت موجود نہیں ہیں آپ ساری شکایات متعلقہ وزیر سے کر رہے ہیں، سوال کنندہ سے بھی شکایت کریں کہ وہ کیوں موجود نہیں ہیں۔؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I THINK THE LAW MINISTER SHOULD ALSO EDUCATE THE TRANSPORT MINISTER THAT A QUESTION CAN BE PUT ON BEHALF OF A MEMBER, BUT AN ANSWER CANNOT BE GIVEN ON MINISTER'S BEHALF.

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I THINK A MINISTER SHOULD AT LEAST BE FAMILIAR WITH THE RULES OF THE PROCEDURE IFNOTANYBODYELSE

جناب سپیکر۔ سوال کرنے والے معزز رکن موجود نہ ہوں تو ان کی جگہ دوسرے رکن سوال پوچھ سکتے ہیں۔ اس کیلئے ہم نے یہ طریقہ کار بھی بنایا ہے کہ پھر ہم اس سوال کی تفصیل میں نہیں جاتے۔ وزیر موصوف سے جواب پڑھنے کیلئے بھی نہیں کہتا صرف اسلئے کہ سوال کرنے والا موجود نہیں ہے اگر کسی کے BEHALF پر سوال کیا جائے تو پھر میں ضمنی سوال کیلئے دعوت دیتا ہوں۔ لیکن ہماری یہ روایات رہی ہیں اگرچہ رولز میں تو یہ بات موجود ہے کہ اگر متعلقہ وزیر نہ ہوں تو وزیر قانون صاحب سوالات کے جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہ روایت رہی ہے کہ متعلقہ وزیر سوالوں کے جواب دینے کیلئے ایوان میں موجود ہوں۔ ان کا ایوان میں موجود ہونا اسلئے ضروری ہے کہ وزیر تعلیم صاحب کی عدم موجودگی میں سوالات کے جوابات تو جناب وزیر قانون پڑھ سکتے ہیں لیکن ضمنی سوالات کے جوابات یہ نہیں دے سکتے کیونکہ ان کو محکمہ تعلیم پر عبور حاصل نہیں ہے۔ یہ اس محکمے کی پالیسیوں کو نہیں جانتے اس کو کس انداز میں IMPLEMENT کیا جارہا ہے اس کو یہ نہیں جانتے۔ اس لئے یہ ضمنی سوالات کے جوابات بھی نہیں دے سکتے۔ اس لئے یہ ضروری بات ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ وزراء صاحبان ایوان میں سوالات کا جواب دینے کیلئے ایوان میں موجود ہوں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سوالات کے جواب دے سکتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا کیا وزیر قانون کو قانون پر عبور حاصل ہے؟

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! اس ایوان کی روایات یہ ہیں کہ اگر محکمے کا پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہ ہو تو پھر سپیکر صاحب سوال کنندہ سے رجوع کرکے یہ فرماسکتے ہیں کہ ان سوالوں کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ اور اگلی باری پر محکمے کا وزیر ان سوالات کا خود جواب دے گا۔

جناب سپیکر۔ یہ صحیح بات ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر اس سلسلے میں جو متعلقہ رول ہے وہ رول ۴۹ ہے وزیر ٹرانسپورٹ نے جو بات کی تھی اس میں اس کا بھی جواب موجود ہے آپ اس سلسلے میں رول

۴۹(۲) دیکھ لیں"

49. (2) THE MEMBER SO CALLED SHALL RISE IN HIS PLACE AND UNLESS HE STATES THAT IT IS NOT HIS INTENTION TO ASK THE QUESTION STANDING IN HIS NAME, HE SHALL ASK THE QUESTION BY REFERENCE TO ITS NUMBER ON THE LIST OF QUESTIONS.

رول ۴۹(۳) میں لکھا ہوا ہے کہ"

49. (3) IF ON A QUESTION BEING CALLED, IT IS NOT PUT OR THE MEMBER IN WHOSE NAME IT STANDS IS ABSENT , THE SPEAKER, AT THE REQUEST OF ANY OTHER MEMBER, MAY DIRECT THAT THE ANSWER TO IT BE GIVEN.

متعلقہ ممبر موجود نہیں تھے میں نے ان کا سوال نمبر بولا ہے اور جناب والا نے مجھے اس بات کی اجازت دی ہے۔ اس کے بعد اسی رول ۴۹ (۴) میں آپ نے ہی ترمیم کی ہے اور یہ ترمیم بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ کب ہوئی ہے۔ ۱۷ اگست ۱۹۷۴ء کو ترمیم ہوئی ہے۔

49. (4) THE QUESTIONS SHALL BE ANSWERED BY THE MINISTER OR PARLIAMENTARY SECRETARY CONCERNED.

وزیر تعلیم جواب دیں گے یا پارلیمانی سیکرٹری جوابات دیں گے۔ تو متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں اس لیے میرے خیال میں کوئی اور وزیر اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ یہ آپ دیکھ لیں قاعدہ نمبر (۴-۴) ۴۹ اس سلسلہ میں بالکل واضح ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ نوابزادہ صاحب قواعد کا حوالہ نہیں دے سکے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: IF THERE IS NO MINISTER, THE POSTION WILL BE DIFFERENT.

جناب سپیکر۔ میاں صاحب اس میں یہ دیکھیں کہ رول ۴۴ کیا کہتا ہے؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: THE MINISTER FOR EDUCATION IS VERY MUCH THERE BUT HE IS NOT PRESENT IN THE HOUSE.

میاں منظور احمد موہل۔ میں اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ نے سوال کرنا ہے یعنی ٹکٹ کو بھیجنا ہے۔ وزیر صحت ابھی تک نہیں بنے۔ تو جب ہم صحت کے بارے میں سوالات پوچھیں گے تو ہم کہیں گے کہ کیا وزیر قانون از راہ کرم بیان فرمائیں گے؟ کیوں کہ جب تک اس کی وزارت کسی کو نہیں دی گئی ہو گی اور کوئی سوال PUT کریں گے تو اس بارے میں قاعدہ نمبر ۴۴ متعلقہ ہے۔ A QUESTION ADDRESSED TO A MINISTER SHALL RELATE TO A PUBLIC AFFAIR.....

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا ۴۴ یہ ہے کہ A QUESTION ADDRESSED TO A MINISTER SHALL RELATE TO PUBLIC AFFAIR WITH WHICH HE IS OFFICIALLY CONCERNED منسٹر ایجوکیشن تو ہیں OR TO A MATTER OF ADMINISTRATION FOR WHICH HE IS RESPONSIBLE. IF THERE IS NO MINISTER.... THEN THE QUESTION SHALL BE ADDRESSED TO THE LAW MINISTER.

BUT THE EDUCATION MINISTER IS NOT PRESENT.

HE HAS NOT COME TO ANSWER THE QUESTIONS.

IF THERE IS NO MINISTER.

AND THE MINISTER IS VERY MUCH THERE۔ کیونکہ اگر ایک اور کم منسٹر بنایا ہوتا تو کچھ اور خطرات بھی ہو سکتے تھے۔ ابھی تو اور منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری

فوراً بنانے چاہئیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر۔ جی چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا جہاں تک قاعدہ ۴۴ کا تعلق ہے جناب نے ارشاد فرمایا کہ محکمے کا منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ ایوان میں حاضر ہوں۔ اگر وہ ایوان میں حاضر نہیں ہوتے پھر قاعدہ ۴۴ پڑھا جا سکتا ہے۔ اس میں ہے کہ

44.(1) A QUESTION ADDRESSED TO A MINISTER SHALL RELATE TO THE PUBLIC AFFAIRS WITH WHICH HE IS OFFICIALLY CONCERNED, OR TO A MATTER OF ADMINISTRATION FOR WHICH HE IS RESPONSIBLE.

PROVIDED THAT QUESTIONS RELATING TO A DEPARTMENT FOR WHICH THERE IS NO MINISTER SHALL BE ADDRESSED TO THE MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS.

یہ سوالات جو بھی ہیں

THESE CAN BE ANSWERED BY THE LAW MINISTER, WITH YOUR KIND PERMISSION.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL:

THE RULES ARE WRITTEN IN ENGLISH SIR.

اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ معزز مشیر صاحب کو یہ جاننا چاہیے کہ اس کا مقصد ایڈریس کرنا ہے۔ یہ ضمنی سوال سے متعلق آپ نے رولنگ دے دی ہے کہ ضمنی سوالات کے جوابات وزیر متعلقہ ہی دے سکتے ہیں۔ اب اس پہ کوئی بحث نہیں ہے۔ آپ فیصلہ دیں۔

IT SEEMS THAT THEY GO ON BEATING ABOUT THE BUSH AND THEY DO NOT FIND THE RABBIT

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا! قاعدہ نمبر ۴۴ جو چیمہ صاحب نے فرمایا۔ اس کا ہیڈنگ ہی یہی ہے۔

"MATTER TO WHICH A QUESTION SHALL RELATE."

کس کے متعلقہ سوالات ہوں گے۔ ابھی تو سوال پوچھنے کا مسئلہ ہے جواب تو آگے قاعدہ نمبر ۴۹ میں آئے گا قاعدہ نمبر ۴۴ میں بالکل واضح ہے۔

44 . (1) "A QUESTION ADDRESSED TO A MINISTER SHALL RELATE TO PUBLIC AFFAIRS WITH WHICH HE IS OFFICIAL CONCERNED... OR TO A MATTER OF ADMINISTRATION FOR WHICH HE IS RESPONSIBLE: PROVIDED THAT QUESTIONS RELATING TO A DEPARTMENT FOR WHICH THERE IS NO MINISTER SHALL BE ADDRESSED TO THE MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS." یہ مسئلہ آگیا۔ اب آگے جو ایسی صورت حال اب ہے کہ جیسے ہم کسی محکمے کے بارے میں پوچھیں اور اس کا وزیر ابھی تک نہ بنا ہو۔ تو پھر کیا ہوگا۔

THE QUESTION SHALL BE ADDRESSED TO THE MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS.

پھر ہم ان کو ایڈریس کریں گے۔ صرف یہ بات ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں میاں صاحب یہ ہے کہ جب آپ وزیر قانون کو ایڈریس کر سکتے ہیں، اگر کوئی منسٹر نہیں ہے تو وزیر قانون اس منسٹری کے ایما پر جواب بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن ہم اس کو عملاً DISCOURAGE کرتے رہے ہیں کہ عام حالات میں متعلقہ وزیر نہ ہوں یا پارلیمانی سیکرٹری بھی نہ ہوں تو دوسرے منسٹر اس کے جوابات اس انداز میں نہیں دے سکتے۔ تو اس کے لیے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سوالات کے جوابات دینے کے لئے متعلقہ وزیر صاحب ہی ایوان میں موجود ہوں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب

آئندہ کے لیے موجود ہوں۔ لیکن اس وقت میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کو جوابات دینے کی اجازت دیتا ہوں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: IT IS NOT A QUESTION OF ALLOWING ANYONE OR NOT ALLOWING ANYONE.

THE RULES ARE CRYSTAL CLEAR.

ہماری پریکٹس علیحدہ ہے لیکن جو قاعدہ ہے وہ بالکل واضح ہے کہ IF THERE IS NO MINISTER اس میں یہ نہیں ہے جیسا کہ چیمہ صاحب نے کہا ہے کہ اگر منسٹر لاہور میں نہ ہو، لاہور کا تو اس قواعد انضباط کار کی کتاب میں ذکر ہی نہیں ہے۔ انہوں نے تو پتا نہیں کہاں سے پیدا کر لیا۔ کیونکہ آج کل میلہ مویشیاں لاہور میں ہو رہا ہے۔ شائد اس حوالے سے وہ کہہ رہے ہیں۔ IF THERE IS NO MINISTER اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابھی منسٹر بنا ہی نہیں اور آپ کو علم ہے کہ جب ضمنی میزانیہ پیش کیا گیا تھا، اسے وزیر اعلیٰ نے پیش کیا تھا۔ اس پہ یہ بحث ہوئی تھی کہ چونکہ ابھی کوئی وزیر خزانہ مقرر نہیں ہوئے ہیں اور تمام وزارتوں کے اختیارات وزارت اعلیٰ میں مرتکز ہیں اس لیے ان کو حق ہے۔ لیکن اب محکمہ قانون کا الگ وزیر ہے اور محکمہ تعلیم کا الگ وزیر ہے۔ اگر وزیر تعلیم موجود نہ ہوں تو وہ جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن محکمہ تعلیم کا وزیر ہے تو قاعدہ یہ کہتا کہ

44 . (1) A QUESTION ADDRESSED TO A MINISTER SHALL RELATE TO PUBLIC AFFAIRS WITH WHICH HE IS OFFICIAL CONCERNED, OR TO A MATTER OF ADMINISTRATION FOR WHICH HE IS RESPONSIBLE:

PROVIDED THAT QUESTIONS RELATING TO A DEPARTMENT FOR WHICH THERE IS NO MINISTER SHALL BE ADDRESSED TO THE MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS.

تو میں آپ کو قواعد و انضباط کا واسطہ دے کر کہوں گا کہ آج کے لیے ان کو

DEFER کر دیں اور ابھی تک وزیر قانون نے اس بارے میں ایک لفظ نہیں فرمایا کیونکہ انہیں یہ احساس ہے کہ اگر میں یہ بات کہوں گا تو غلط ہو گی۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آج کے تمام سوالات کو DEFER کر دیں۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب، میں نے اس پہ فیصلہ دے دیا ہے۔ لیکن ہم اس کو پریکٹس نہیں بننے دیں گے۔ ------- تو وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ میاں محمود الحسن ڈار صاحب۔

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب۔

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب سپیکر! اب کہ آپ نے فیصلہ دے دیا ہے لیکن اس فیصلے کے علاوہ عرض کروں گا کہ کیونکہ یہ قواعد کی MANDATORY PROVISIONS ہیں۔ تو جب جناب نے یہ فیصلہ دیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ FOR THE FUTURE GUIDANCE OF THE HOUSE کہ کیا یہ رولز کے مطابق فیصلہ ہے۔ قواعد اس کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں اور قواعد کے مطابق ہمیں یہ بات کرنی چاہیے یا نہیں کرنی چاہیے۔ آپ کا فیصلہ ہمارے سر آنکھوں پہ لیکن جہاں تک اس کی رولنگ کا تعلق ہے وہ ریکارڈ پہ آ جانا چاہیئے۔ کہ کیا یہ قواعد اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اگر متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہے تو دوسرا منسٹر جواب دے سکتا ہے۔ اس لیے میں رولز کی INTERPRETATION کے پیش نظر آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں رولنگ دی جائے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL. LET US RELAX THE RULES AND ACCOMMODATE THE LAW MINISTER.

MR. SPEAKER: I WOULD REQUEST YOU TO RELAX, MR. GHAZANFAR.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I CANNOT RELAX HERE. I WILL RELAX IN THE RETIRING ROOM. YOU SHOULD BE ALERT PARTICULARLY, WHEN YOU ARE IN THE HOUSE

I SHOULD BE ALERT AND I AM EXTRA ALERT TODAY.

MR. SPEAKER: WHEN THE RULING HAS BEEN GIVEN BY THE CHAIR. YOU SHOULD RELAX.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: THEN I SHOULD RESTRAINT MYSELF.

MR. SPEAKER: THIS IS A PROPER WORD.

DO YOU HAVE A SUPPLEMENTARY QUESTION MIAN SAHIB.

میاں منظور احمد موہل۔ میرا وہی ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے کہا کہ براہ راست ہیڈ کلرک بھرتی کرنے سے نچلے طبقے سے کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کس بنیاد پر زیادتی نہیں ہوئی، کیونکہ جب آپ براہ راست بھرتی کریں گے تو جو نچلے طبقے ہیں انہوں نے تو PROMOTE ہونا ہوتا ہے ان سے یہ زیادتی ہوتی ہے اور یہ کس نقطہ نظر سے کہتے ہیں کہ یہ زیادتی نہیں ہے۔

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خاں دریشک)۔ جناب والا ۷۵ فیصد سیٹیں ہوتی ہیں اور ۲۵ فیصد سیٹوں کی براہ راست بھرتی کی جاتی ہے۔ بعض کیس ایسے ہیں جن میں ۵۰ فیصد براہ راست بھرتی ہوتی ہے اور ۵۰ فیصد آسامیوں پر ترقی ہوتی ہے۔ اس کیس میں محکمہ تعلیم کے رولز میں یہ بات PROVIDED ہے کہ ۷۵ فیصد سیٹیں بذریعہ ترقی پر کی جائیں گی اور ۲۵ فیصد سیٹیں جو سپرنٹنڈنٹ کے CADRE کی ہیں وہ براہ راست پر کی جائیں گی۔

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب۔

میاں منظور احمد موہل۔ کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے صرف یہ لکھا ہے کہ ایجوکیشن

ڈیپارٹمنٹ MINISTERIAL AND SUBORDINATE SERVICE RULES, 1963 کی شق نمبر ۵ (ب) کے تحت محکمہ ہذا ۲۵ فیصد اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کرنے کا مجاز ہے۔ اس قاعدہ کا حوالہ دیا ہے اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے ۲۵ فیصد ہی بھرتی کئے ہیں یا اس سے زیادہ کئے ہیں؟۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا اس کیلئے تازہ سوال کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر۔ ضمنی سوال کو دہرایا جائے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ یہی دیا ہے کہ محکمہ ۲۵ فیصد براہ راست بھرتی کا مجاز ہے۔ اور میں پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے ۲۵ فیصد ہی براہ راست بھرتی کئے ہیں یا اس سے زائد بھرتی کئے ہیں؟

جناب وزیر قانون۔ جناب والا! ۲۵ فیصد سے کم براہ راست بھرتی کئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی ۲۵ فیصد سے کم بھرتی کئے ہیں۔

جناب وزیر قانون۔ جی ہاں! ۱۸ فیصد بھرتی کئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی نواب زادہ صاحب۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: THERE IS A CONTRADICTION, SIR. FIRSTLY, THE MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS SAID THAT HE NEEDED A FRESH QUESTION AND NOW HE IS ANSWERING THE QUESTION, AND IS SAYING THAT 25% OF THE VACANCIES ARE FILLED THROUGH DIRECT RECRUITMENT. MAY YOU REMIND THE MINISTER THAT THIS IS A CONTRADICTION, AND THIS IS BECAUSE THE MINISTER OF LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS IS NOT CONCERNED WITH THE EDUCATION.

MR. SPEAKER: THIS IS NOT A POINT OF ORDER.

میاں منظور احمد موہل۔ POINT OF PRIVILEGE, SIR.

جناب والا اس میں میرا ضمنی سوال ہے۔ اگر ۲۵ فیصد سے زائد براہ راست بھرتی کئے ہوں اور اگر آپ نے قواعد کی خلاف ورزی کی ہو تو کیا آپ ان کو ہٹانے کیلئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر۔ سردار صاحب یہ RELEVANT سوال ہے۔

جناب وزیر قانون۔ سوال دہرایا جائے۔

میاں منظور احمد موہل۔ ہاں! آپ نے کہا ہے کہ ۲۵ فیصد سے کم براہ راست بھرتی کئے ہیں اور محکمہ ہذا کو ۲۵ فیصد براہ راست بھرتی کرنے کا اختیار ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر انہوں نے ۲۵ فیصد سے زائد بھرتی کئے ہوں تو یہ رولز کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو کیا آپ انہیں ملازمت سے ہٹا کر نچلے طبقے کو PROMOTE کریں گے؟

جناب وزیر قانون۔ جناب والا میرے پاس اعداد و شمار موجود ہیں، ہیڈ کلرکوں کی کل آسامیاں ۶۰۴ ہیں اور بھرتی شدہ ۱۰۶ ہیں جو براہ راست ہوئے ہیں اور یہ ۱۸ فیصد بنتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ان کا سوال ہے کہ اگر ۲۵ فیصد سے زائد بھرتی کئے گئے ہوں جو ثابت ہو جائیں تو پھر کیا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ان کو ہٹانے کیلئے تیار ہوگا؟

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا اگر وزیر متعلقہ جواب دیتے ہیں اور وہ جواب کس رکن کی نظر میں کس تحریری ثبوت کے مطابق غلط ہو تو ان کے خلاف تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے کہ انہوں نے فلاں سوال کا جواب غلط دیا ہے اور وہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ وہ تو ایک الگ بات ہے لیکن اس پر ضمنی سوال ہو سکتا ہے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ "میرے اندازے کی مطابق"۔

جناب سپیکر۔ یہ ضمنی سوال ہو سکتا ہے یہ ضمنی سوال متعلقہ ہے۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا! اس قسم کا اگر وہ کوئی ثبوت فراہم کریں تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ چونکہ یہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے اس لئے اگر آپ اس میں دقت محسوس کرتے ہیں تو ہم ان سوالات کو کل کیلئے DEFER کر دیں۔ چونکہ یہ آپ کا محکمہ نہیں ہے اس لئے قدرتی طور پر آپ اس میں دقت محسوس کرتے ہوں گے۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں جواب دے دیتا ہوں یا پھر جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر۔ نہیں جیسے آپ کی مرضی، ہم نے تو آپ کو اجازت دی ہے کہ آپ سوالات کے جوابات دیں۔ جی جناب لاء منسٹر نے فرمایا ہے کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ ۲۵ فیصد سے زائد بھرتی کئے ہیں تو پھر ہم اس کے مطابق اقدام کرنے کیلئے تیار ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا یہ تو اس سوال کا جواب ہی غلط ہے سوال یہ ہے کہ (الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ ہذا میں ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کی ہے؟ اور آپ نے جواب دیا ہے کہ اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کو براہ راست بھرتی کیا ہے۔ یہ سوال ہیڈ کلرکوں کے متعلق ہے اور آپ جواب دے رہے ہیں کہ اسسٹنٹ ہیڈ کلرک کلاس کے مطابق۔

CAN YOU LOOK IN TO THE QUESTION AND THE ANSWER.

ONLY THE LAW MINISTER CAN ANSWER THE QUESTION AND NO OTHER PERSON.

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے اور جناب لاء منسٹر کا جواب اس بارے میں CONTRADICTION کرتا ہے۔ یہ سوال ہے ہیڈ کلرکوں کی بھرتی اور جواب میں ہے اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کی بھرتی۔ کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: THIS IS ENOUGH GROUND FOR DEFERRING THE QUESTIONS OF THE EDUCATION DEPARTMENT.

جناب وزیر قانون۔ جناب والا یہ اسسٹنٹ ہیڈ کلرک ہے۔
جناب سپیکر۔ یہ اسسٹنٹ ہیڈ کلرک ہے۔
نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا واضح نہیں ہوا۔ سوال یہ ہے کہ حکومت نے محکمہ ہذا میں ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کی ہے۔
جواب ہے۔ ہاں یا درست ہے کہ محکمہ نے اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کو براہ راست بھرتی کیا ہے۔ آگے آ گیا (ب) شق نمبر ۵ (ب) کے تحت محکمہ ہذا نے ۲۵ فیصد اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کرنے کا مجاز ہے اس میں جناب والا نہیں ہے۔ یہ تو سوال کا جواب ہی غلط ہے اور وزیر قانون و پارلیمانی امور کو اس پر اصرار نہیں کرنا چاہیئے کہ میں ان کے جوابات دوں گا۔
جناب سپیکر۔ نواب زادہ صاحب اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کی تو کوئی پوسٹ ہی نہیں ہوتی۔ ان کی بات درست ہے اسسٹنٹ ہیڈ کلرک ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا جواب کا جزو (ب) پڑھیں۔
جناب سپیکر۔ میں اس کو پڑھ چکا ہوں۔ اسسٹنٹ ہیڈ کلرک ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میری درخواست پر اس کو آپ ایک دفعہ اور پڑھیں۔
جناب سپیکر۔ ایک دفعہ پھر پڑھ چکا ہوں۔
سردار امجد حمید خان دستی۔ کیا جناب وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ بھرتی کے کیا اصول وضع کئے گئے ہیں۔ وہ کون سی اتھارٹی ہے جو ہیڈ کلرکوں اور اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کو براہ راست اپنے حکم سے بھرتی کرتی ہے۔
جناب سپیکر۔ سردار صاحب آپ براہ مہربانی چیئر کو مخاطب کریں۔
سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بھرتی کے اصول کیا ہیں؟
وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا مختلف کیڈر کے لئے مختلف سطحوں پہ RECRUITMENT COMMITTEES محکمے نے مقرر کی ہوئی ہیں۔ وہ کمیٹی براہ راست بھرتی کرتی ہیں۔ کچھ DEPARTMENTAL COMMITTEE بھرتی کرتی ہیں۔ کچھ محکمانہ ترقی کی جو COMMITTEES ہیں وہ ترقیاں کرتی ہیں۔ جو براہ راست

بھرتی کیلئے COMMITTEES بنائی ہوئی ہیں وہ بھرتی کرتی ہیں۔

جناب امجد حمید خان دستی۔ جناب والا میں نے یہ پوچھا ہے کہ ہیڈ کلرکوں کو کون سی اتھارٹی یا کمیٹی جس طرح انہوں نے ان کو شامل کیا ہے۔ کون سی کمیٹی کن لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ کون سے آفیسر اس میں شامل ہوتے ہیں۔ کون ان کو بھرتی کرتا ہے۔

نمبر ۲ شق یہ ہے کہ یہ آمرانہ بھرتی ہے یہ ان کی اپنی مرضی پر ہے۔ یا کوئی اصول ہیں جن کے تحت یہ براہ راست بھرتی کی جاتی ہے۔ یہ میرے دو سوال ہیں جن کے یہ جواب دیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا کچھ فاضل اراکین کو فاضل وزیر قانون کی مدد کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب والا دستی صاحب نے ابھی پوچھا ہے ان سے فرما دیجئے دستی بھرتی ہو جاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا ڈویژن کا ڈائریکٹر بھرتی کرتا ہے۔ کالج ہوں تو کالج کا ڈائریکٹر اگر سکول سے متعلق ہو تو سکولز کا ڈویژنل ڈائریکٹر بھرتی کرتا ہے۔

جناب امجد حمید خان دستی۔ جناب والا اب آپ فرماتے ہیں کہ ان کو ڈائریکٹر بھرتی کرتا ہے۔ آپ کوئی حتمی جواب دیجئے کہ RECRUITMENT COMMITTEE بھرتی کرتی ہے یا ڈائریکٹر سکولز یا کالجز بھرتی کرتے ہیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: SIR, MY REQUEST IS THAT YOU STILL CAN SAVE THE HONOURABLE MINISTER FROM EMBARASSMENT HE MAY FACE FURTHER IN QUESTIONS. KINDLY DEFER IT, BECAUSE I AM SURE THAT HE WON'T BE ABLE TO ANSWER ALL THE SUPPLEMENTARY QUESTIONS TO BE RAISED, AND AS HE IS NOT WELL VERSED WITH THEM. HE HAS NOT GOT HIMSELF PREPARED BY THE EDUCATION MINISTERY, SO I THINK IT MAY

BE DEFERRED. ان کا مقصد حل نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر۔ آپ جانتے ہیں کہ اس میں وزیر قانون کا قصور نہیں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ ان کا قصور بھی نہیں ہے کیونکہ محکمہ تعلیم والوں نے ان کو تیاری بھی نہیں کرائی اس لئے ان کو جواب نہیں دینے چاہئیں۔ ہم تو ان کے حق میں ہیں

وزیر ٹرانسپورٹ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔۔۔۔

SIR, YOU JUST ADVISED THE HONOURABLE MEMBER FROM THE OPPOSITION TO RELAX, BUT I AM SORRY TO SAY THAT HE IS NOT DOING IT. I WOULD ADVISE HIM TO RELAX AND ENJOY.

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I DON'T BELONG TO THAT CREED OF PEOPLE.

MINISTER FOR TRANSPORT: YOU DO.

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا میں جواب کے انتظار میں ہوں۔ میرے سوال کا جواب نہیں آیا ہے۔

جناب محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ چیمہ صاحب! آپ ان کے ایما پر جواب دینا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اعظم چیمہ۔ میں ان کے ایما پر کھڑا نہیں ہوا میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہوں۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جب جناب دستی صاحب وزیر خوراک تھے جس طرح وہ بھرتی کیا کرتے تھے لازماً انہیں پتہ تھا۔ دوسرے پارلیمانی امور کے وزیر نے محکمہ تعلیم کے MINISTERIAL AND SUBORDINATE SERVICE RULES,1963 کا حوالہ دیا ہے۔

جناب سپیکر۔ چیمہ صاحب اس پر تو فیصلہ ہو چکا ہے اس کو ہم نے REOPEN تو نہیں کیا۔ وہ جواب دے سکتے ہیں ہم نے ان کو جواب دینے کی اجازت دی ہے اب اس پر کوئی

تنازعہ نہیں ہے۔ اب اس پہ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر قانون کیا چاہتے ہیں کیا وہ ان سوالات کے جواب دیں کیونکہ براہ راست یہ ان کا محکمہ نہیں ہے اور اس میں وہ پوری طرح تیاری بھی یقیناً نہیں کر سکے ہوں گے۔ تو کیا ہم اس کو ملتوی کر دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا اس کے متعلق میں تھوڑی سی گزارش کروں گا۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں سردار صاحب اس کو ملتوی کر دیں۔ یہ سوالات ملتوی کیے جاتے ہیں ان کو کل لیا جائے گا۔ کل کے وقفہ سوالات سے پہلے ان کو لیا جائے گا بعد میں دوسرے سوالات کو لیا جائے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ نکتہ وضاحت۔ کیا اس کو حکومت کی شکست سے تعبیر کیا جائے گا۔

مسئلہ استحقاقات

جناب سپیکر۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ نکتہ اطلاع۔ جناب والا ہمارے بنچز پر جو ممبر صاحبان آج نہیں ہیں ان کی تحاریک کو ملتوی کر دیں۔ جو ہماری تحاریک ہیں ان کو لے لیں۔

جناب سپیکر۔ ان کو ملتوی کر دیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا ایک میری بھی تحریک التوا ہے۔

جناب سپیکر۔ ان کو لے لیں گے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر ۹ ہے۔

تھانیدار، کسووال ضلع ساہی وال، کی رکن اسمبلی سے غلط بیانی

چودھری اصغر علی گجر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تھانہ کسووال ضلع ساہیوال کے متعدد پولیس ملازمین میرے حلقہ انتخاب کے چک نمبر ۴۹۲/ٹی کے متعدد افراد کو اس الزام میں پکڑ کر لے گئے کہ وہ اغواء کے ایک

مقدمہ میں ملوث ہیں۔ واقعہ مذکورہ کے بارے میں جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے اسکی تحقیق کی اور بعد از تحقیق میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ پولیس بے گناہ افراد کو پکڑ کر لے گئی ہے چنانچہ ایک ہفتہ بعد جب میں مذکورہ بے گناہ افراد کو پولیس کی حراست سے چھڑانے کیلئے تھانہ کسووال پہنچا تو اس وقت مذکورہ دو افراد عبدالغفور اور اس کا ساتھی پولیس کی ناجائز حراست سے محبوس تھے میں نے متعلقہ تھانیدار تفتیش غلام حسین شاہ سے جب ان کی بابت بات کی تو اس نے بے گناہ افراد کو جس بیجا میں رکھنے کے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے سفید جھوٹ بول دیا کہ مذکورہ افراد کے خلاف حسب ضابطہ مقدمہ درج ہے اور گرفتاری کاغذات میں ڈال دی گئی ہے۔ میں مورخہ ۸۹ - ۱ - ۱۵ کو وہاں پہنچا تھا اور مجھے تھانیدار مذکورہ نے یہ غلط انفارمیشن دی تھی۔ بعد ازاں پتہ چلا کہ تھانیدار مذکورہ نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ اس وقت محبوس افراد کی گرفتاری نہیں ڈالی گئی تھی بلکہ ہماری واپسی پر کاغذات میں مذکورہ افراد کو گرفتار ظاہر کیا گیا۔ بعد ازاں عدالت نے بھی ہر دو افراد کو بے گناہ قرار دیکر بری کر دیا۔ ان حالات میں تھانیدار غلام حسین شاہ نے میرے رو برو سفید جھوٹ بول کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا تحریک استحقاق منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر۔ جب مجھے ان افراد کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو میں تھانہ کسووال گیا اور وہاں میں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کون سے اغواء کے کیس میں گرفتار ہیں۔ مجھے تھانیدار مذکور نے بتایا کہ یہ افراد فلاں لڑکی کے اغواء میں ملوث ہیں اور اسی مقدمے میں ان کی گرفتاری کی گئی ہے۔ اور یہ کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس مقدمے میں یہ بے گناہ پائے گئے تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا ورنہ ان کا چالان کر دیا جائے گا۔ میں نے اس کی بات پر یقین کر لیا۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ان کے خلاف اغوا کا کوئی مقدمہ درج ہوا تھا اور نہ ہی ایسی کوئی بات تھی۔ میرے تھانے پر جانے کی وجہ سے انہوں نے گرفتاری کا جواز پیدا کرنے کے لیے کسووال کے کسی چوری کے مقدمے میں ان کی گرفتاری ڈال دی اور بعد ازاں انہیں چھوڑ دیا۔

جناب والا! یہ انتہائی شرم ناک بات ہے۔ تھانے کے انچارج نے جان بوجھ کر مجھے دھوکہ دیا ہے۔ اس نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے جو اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اُس نے ایسا کر کے ایک جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اُس نے حقیقت میں میرا

استحقاق مجروح کیا ہے اس لیے اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے، اس معاملے کو زیر بحث آنا چاہیے اور اس تحریک کو مجلس استحقاق کے سپرد ہونا چاہیے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر سمجھ لیں یا پوائنٹ آف انفرمیشن میں اس بارے میں یہی کہوں گا کہ ممبران اسمبلی جسٹس آف پیس بھی ہیں اور ضابطہ فوجداری کے تحت انہیں حق حاصل ہے کہ جب تفتیش ہو رہی ہو تو وہ جا کر دریافت کر سکتے ہیں۔ میں یہی کہوں گا کہ قواعد کے مطابق ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ایم پی اے ہونے کے علاوہ جسٹس آف پیس ہونے کے ناطے پولیس ضلع کے اندر جہاں بھی تفتیش کر رہی ہوں وہ پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔ اور وہاں اس کے ساتھ ایسا سلوک ہو تو استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جانی چاہیے۔

رانا پھول محمد خان۔ نکتہ قانون۔ جناب سپیکر، جناب موہل صاحب نے جسٹس آف پیس کے بارے میں جو فرمایا ہے، میں اس سے اختلاف کرتا ہوں جسٹس آف پیس کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی مقدمے میں جا کر مداخلت کرے، بلکہ یہ ہے کہ اگر وہ دیکھے کہ امن عامہ یا کسی وقوعہ کے لیے کوئی آدمی خطرناک ثابت ہو رہے ہیں، وہ انہیں حراست میں لے کر پولیس کے حوالے کر سکتا ہے۔ وہ گرفتار کر سکتا ہے۔ لیکن تفتیش میں جا کر مداخلت نہیں کر سکتا۔ میں موہل صاحب کی بات کی وضاحت کر رہا ہوں۔ جہاں تک تحریک کا تعلق ہے، وہ استحقاق کمیٹی کے حوالے ہونی چاہیے۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ لیکن جسٹس آف پیس کی غلط وضاحت سے بہت سے غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیے۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون۔ جناب والا، ریکارڈ کے مطابق ۸۹ - ۱ - ۱۵ کو معزز رکن وہاں تشریف لے گئے اسی تاریخ میں پولیس نے مقدمہ درج کیا۔ ۱۶ تاریخ کو ملزم کو مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا اور ۱۶ تاریخ ہی کو عدالت نے ملزم کو ڈسچارج کر دیا۔ اس قسم کے واقعات کا قانونی طریقہ کار یہ ہے کہ اگر پولیس نے واقعی ان کو جس بے جا میں رکھا ہوا تھا تو جس بے جا کی باقاعدہ WRIT PETITION کر کے ان کی برآمدگی کی جا سکتی تھی اور اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی تھی۔ وہ مرحلہ گزر گیا۔ انہیں پولیس نے ناجائز رکھا، جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا اور

واقعی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک دن وہ گرفتار ہوا اور دوسرے دن وہ عدالت سے ڈسچارج ہوا ہے۔ یہ بھی اس حقیقت کی طرف دلالت کرتا ہے کہ وہ کیس اگر صحیح ہوتا تو وہ دوسرے دن ڈسچارج نہ ہوتا۔ اس قسم کے معاملے کے لیے بھی ملزم کے پاس راستے موجود ہیں۔ وہ DAMAGES دعویٰ کر سکتا ہے، عدالت میں استغاثہ کر سکتا ہے کہ انہوں نے مجھے بدنام کیا ہے، میری رسوائی کی ہے، مجھے بے عزت کیا ہے، خراب کیا ہے۔ اس کے پاس بہت سے قانونی راستے ہیں جن کے ذریعے وہ دادرسی حاصل کر سکتا ہے۔ ان حالات میں فاضل رکن اپنی تحریک کو پریس نہ کریں۔ میں بھی اس مسئلے پر ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر اُس آدمی کی بات غلط ثابت ہوتی ہے تو میں محکمانہ یا ہر کارروائی کرانے کو تیار ہوں جس سے ان کی تسلی ہوتی ہو۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب، آپ کیا فرمائیں گے؟

حاجی عرفان احمد خان ڈاہا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، میں جناب وزیر قانون سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ملزم تو عدالت سے رجوع کرے، لیکن جس فاضل رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے وہ کس عدالت کی طرف رجوع کرے؟ اس کا تو یہی ایوان ہے۔ اسی میں اسے تحریک پیش کرنی ہے۔ اس بات کی وہ وضاحت کریں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا، وزیر موصوف نے میری کس بات کی تردید نہیں کی۔ انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ انہوں نے میرے جانے کے بعد اپنے جرم کو چھپانے کے لیے ان کی گرفتاری ڈالی اور دوسرے دن عدالت نے ان پر کوئی جرم ثابت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ڈسچارج کر دیا۔ یعنی وزیر موصوف نے میری بات کی تائید کی ہے، اس لیے میں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ اُس تھانیدار یا پولیس افسر نے جو بات مجھ سے کہی تھی وہ جھوٹ تھی اور حقیقتاً اُس نے ایک ممبر کا استحقاق مجروح کیا ہے، دھوکہ دیا ہے، اس لیے اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے تاکہ اس بات کی صحیح طریقے سے تحقیق ہو سکے۔

جناب سپیکر۔ اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) کیا اس کو مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے؟ کیا اس کو اسی مجلس خصوصی کے حوالے کر دیا جائے جس

کے پاس پہلے استحقاق کا معاملہ ہے؟ وصی ظفر صاحب کے معاملے میں پہلے ایوان میں ایک خصوصی کمیٹی بنی ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ ایک کمیٹی بنا کر اس کو آپ مجلس استحقاق قرار دے دیں گے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اور ارکان کی کمیٹی بنا دیں، یا پھر آپ مجلس استحقاق قائم کریں۔

جناب سپیکر۔ مجھے پہلی کمیٹی کے ارکان کے نام فوری طور پر مہیا کیے جا سکتے ہیں؟ وصی ظفر صاحب کے معاملے میں پہلے مجلس خصوصی بنی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، وہ پہلی کمیٹی تو ناکام ہو گئی تھی۔ کیونکہ وہ بات دوبارہ ہمارے سامنے نہیں آئی۔

جناب سپیکر۔ اُس کمیٹی کی سفارشات ابھی نہیں آئیں۔ ابھی انہیں اپنی سفارشات دینی ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میاں منظور احمد موہل صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ یقیناً ناکام ہو گئی تھی۔ انہیں اس کمیٹی کی ناکامی کی اطلاع ہے۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں نئی کمیٹی تشکیل دی جائے؟

راجہ محمد خالد خان۔ جناب والا میں اس سلسلے میں نواب زادہ صاحب کی خدمت میں گذارش کرنا چاہونگا کہ آپ نے مجھے بھی اس کمیٹی میں نامزد کیا تھا۔ انکی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ کمیٹی ناکام نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ آپ کے اپوزیشن کے ممبر وصی ظفر صاحب نے تحریک واپس لے لی تھی اسلئے وہ ناکام ہو گئی اور یہ تحریک استحقاق ہیں ۴۰ ہزار روپے میں پڑی ہے۔ میں ان سے یہ گذارش کرونگا۔ کہ آئندہ بھی آپ قوم کے اس سرمائے کو ضائع کرنے کی جسارت نہ کیا کریں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا اسکے لئے الگ کمیٹی بنا دی جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر ہمارے ایک معزز ممبر نے تحریک استحقاق کی قیمت لگائی ہے۔ اس پر میں چاہونگا کہ ہاؤس کے علم میں اضافہ کیا جائے یہ الزام فی البدیہ لگایا گیا ہے۔ اور ۴۰ ہزار روپے کا ایک سنگین الزام ہے۔ یہ ایک اور BREACH OF

PRIVILEGE۔ آپ رائے دیں اور اس کو وضاحت کے ساتھ پیش کریں۔ کہ اس تحریک استحقاق پر ۴۰ ہزار روپے کا ذکر کیوں آیا؟

جناب سپیکر۔ یہ یقیناً راجہ صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ ۴۰ ہزار روپے کا کیا مسئلہ ہے؟

راجہ محمد خالد خاں۔ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہونگا۔ کہ اس کمیٹی کے جو معزز ممبران کو ٹی اے ڈی دیا گیا ہے وہ ۴۰ ہزار روپے بنتا ہے۔ جناب والا انکے محرک نے وہاں آتے ہی ڈی ایس پی صاحب اور دیگر افراد کے ساتھ میل ملاقات کی اور اس کمیٹی میں آنا گوارا نہیں کیا جب یہ تشریف لائے تو انہوں نے صرف یہ بیان دیا کہ میں اس تحریک کو واپس لیتا ہوں میں اسکے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر۔ اس پر میرا خیال ہے کہ ہمیں بحث نہیں کرنا چاہیے۔ یہ معاملہ جب ایوان میں آئیگا۔ اور اگر کمیٹی کی طرف سے کوئی سفارش آئی ہے۔ تو وہ ایوان میں آئیگی اس پر ہمیں اب بحث نہیں کرنی چاہیے۔ اور یہ بات ختم ہو گئی یہ ٹی اے ڈی۔ اے کی بات ہے۔ اس سلسلے میں ہم ایک نئی کمیٹی تشکیل دیتے ہیں۔ اور یہ کمیٹی ۹ اراکین پر مشتمل ہو گی۔ اس میں:۔

تحریک استحقاق پر غور و خوض کرنے کیلئے کمیٹی کی تشکیل

۱۔ گل حمید خان روکڑی صاحب
۲۔ سردار اللہ یار ہراج صاحب
۳۔ جناب پیر اللہ یار چشتی صاحب
۴۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب
۵۔ ملک احمد علی اولک صاحب
۶۔ ملک شاہ محمد محسن صاحب
۷۔ جناب لطیف مغل صاحب
۸۔ مسز طاہرہ خان صاحبہ

۹۔ میاں منظور احمد موہل صاحب
یہ نو صاحبان پر مشتمل کمیٹی چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق پر اپنی رپورٹ دے گی اور اسکو ایک مہینے کی معیاد دی جاتی ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آپ نے حزب اختلاف کی طرف سے صرف ۲ ارکان لئے ہیں حالانکہ ہمارا تناسب یہ نہیں ہے۔
جناب سپیکر۔ اس کمیٹی کے کنوینر گل حمید خان روکڑی ہونگے اور ہم اسکو دس ممبران کی کمیٹی کر دیتے ہیں اور اس میں نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب کو شامل کر لیتے ہیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ حزب اختلاف کی طرف سے ۴ ممبران ہونے چاہئیں تناسب کے لحاظ سے ۶ حزب اقتدار کی طرف سے اور ۴ حزب اختلاف کی طرف سے ہونے چاہئیں۔
جناب سپیکر۔ اگر آپ اتنی سی بات پر خوش ہوتے ہیں ہم ایک اور شامل کر لیتے ہیں آپ نام بتائیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آپ فضل حسین راہی صاحب کو رکھ لیں۔
رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر۔ اس وقت میرے پاس قواعد کی کتاب موجود نہیں ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو پہلے اجلاس میں کمیٹیاں تشکیل دی جائینگی۔ لیکن یہاں کوئی کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں ہر بار ہمیں نئی کمیٹی بنانی پڑتی ہے اس کا حل کیا ہے آخر اس میں کیا رکاوٹ ہے۔ یہ تو جناب کی ذمہ داری ہے کہ جناب ارکان کو کہیں کہ ممبران کی فہرست دی جائے۔ ورنہ ہم مجبور ہونگے کہ ہم خود آپکو فہرست دیں گے اور آپکو وہ پیش کرنا ہوگی آپ اس اسمبلی کو اتنی لاقانونیت کے ساتھ نہ چلائیں۔ ہم خود فہرست پیش کریں گے۔ پھر آپکو وہ فہرست ہاؤس میں پیش کرنا ہوگی اور اس پر انتخاب ہوگا۔
جناب سپیکر۔ میں رانا صاحب کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں اور جناب وزیر قانون کو اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے جو اس وقت موجود نہیں ہیں میں شاہ محمد محسن صاحب کو اور نوابزادہ صاحب کو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اب آپ مجھ سے وقت لیں کہ آپ کب تک کمیٹیاں بنائینگے اس کے بعد اگلے روز یہاں الیکشن کرادونگا۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آپ سے وقت لیں گے۔

جناب سپیکر۔ آپ اجلاس کے اختتام پر دونوں صاحبان مجھ سے وقت لیں۔ کہ کب آپ مجالس قائمہ تشکیل دیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آج نہیں لیں گے کل وقت لیں گے۔

جناب سپیکر۔ کل رانا صاحب کے آنے پر وقت لیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ کل انشا اللہ تعالیٰ۔

جناب فاروق احمد لغاری کی بے بنیاد الزام تراشی

جناب سپیکر۔ پریویلج موشن نمبر ۱۲۔ میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ "روزنامہ جنگ" لاہور مورخہ ۲۱ فروری ۸۹ء کے صفحہ ۱ کالم نمبر ۶-۷-۸ میں جناب فاروق احمد لغاری کی طرف سے خبر شائع ہوئی ہے جو انہوں نے مورخہ ۲۰ فروری ۸۹ء کو بدھلہ سنت میں پیپلز پارٹی کے ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ یہ جلسہ ضمنی انتخاب حلقہ نمبر این اے ۱۲۰ کے بارہ میں تھا۔ انہوں نے فرمایا "کہ پنجاب میں اس وقت جو حکومت برسر اقتدار ہے اس کا عرصہ اقتدار چند دنوں تک ختم ہونے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں یقین اور دعویٰ کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کی موجودہ حکومتیں تین ماہ کا عرصے مکمل ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گی۔ اگر پنجاب حکومت کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمارے ایک دو ساتھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اچھا ہوا ہمارے اندر جو گند تھا وہ نکل گیا۔ انشاء اللہ ہم ان کے تیس چالیس ممبران کو اپنے ساتھ ملا لیں گے لیکن ان کی طرح لاکھوں روپے رشوت دے کر نہیں بلکہ اپنے نظریات پر قائل کر کے ہم انہیں اپنے ساتھ ملائیں گے۔" جناب فاروق لغاری نے سراسر زیادتی کی

ہے۔ غلط اور بے بنیاد الزام تراشی کی ہے۔ میں اور میرے ساتھی قطعاً صوبائی حکومت کے ساتھ نہ ملے ہیں۔ بلکہ ہم نے اپنا فارورڈ گروپ تشکیل دیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے ہم پر لاکھوں روپے شوت لینے کا الزام لگایا ہے اور ہمیں گند سے تشبیہ دی ہے۔ ان کی اس تقریر سے میرا اور میرے ساتھیوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے بحث کے لئے منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔

آوازیں۔ منظور ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا مجھے شارٹ سٹیٹمینٹ دینے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ موہل صاحب کو مختصر بیان دینے کی اجازت ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا! اس بارے میں میں آپ کی وساطت سے گذارش کرتا چاہتا ہوں کہ میرا CONDUCT ہے وہ آپ نے پچھلے اجلاس میں بھی دیکھا اور میں حقیقتاً یہ بات بر ملا کہنا چاہتا ہوں کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی ٹکٹ پر کامیاب ہوا ہوں۔ میں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے لئے تکالیف سہی ہیں۔ میں جیل میں گیا ہوں شاہی قلعہ میں گیا ہوں بلکہ میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ان لوگوں میں ہوں کہ جنہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کی زندگی میں ان کے خلاف بات کی تھی اور ان کے منہ پر بات کی تھی لیکن جب وہ اللہ کو پیارے ہو گئے تو پھر میں نے یہ سوچا تھا کہ اب وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اب ان کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ میں ان کی خاطر جیلوں اور شاہی قلعوں میں پھرتا رہا کیونکہ یہ ایک انسان کے لئے اچھا نہیں ہوتا کہ اقتدار میں ساتھ دے اور جب اقتدار سے ہٹ جائے تو پھر اس کا مخالف ہو جائے۔ میں نے یہ بات نہیں کی ہے بلکہ میں جیلوں کے اندر پھرتا رہا ہوں اور جناب والا! میں اس سلسلہ میں گذارش کرونگا کہ جناب فاروق احمد لغاری نے جو مجھ پر یہ الزام لگایا ہے۔ میں یہ دعوے سے کہا سکتا ہوں کہ میں گند نہیں ہوں۔ گند وہ تھا جو یہاں پنجاب اسمبلی میں رہا جو یہاں سے دوڑتا چلا گیا اگر وہ انسان ہوتا۔ وہ سچا انسان ہوتا۔ اگر وہ مرد مجاہد ہوتا تو وہ وہاں سے وزارت اعلیٰ کے لالچ میں آیا تھا۔ وہ وزارت اعلیٰ کے لالچ میں آیا تھا۔ وہ آیا تھا اس لئے کہ یہاں کچھ دال گل جائے گی۔ مجھے وزارت اعلیٰ مل جائے گی۔ لیکن جب دیکھا کہ یہ کام بڑا مشکل ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ تو پھر کرسی کے لئے وہاں بھاگ گیا۔ پھر

وہاں دوڑ گیا اور کرسی پر جا کر چمٹ گیا۔ وہ جو مجھ پر الزام لگاتا ہے کہ میں نے رشوت لی ہے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں میری زندگی کا مسئلہ ہے۔ میری جان چلی جائے۔ میں نے آج تک کسی سے ایک پیسہ نہیں لیا۔ بلکہ میرا رشوت کے خلاف جہاد ہے۔ علاقے میں جہاد ہے۔ پولیس کے خلاف ہے۔ انتظامیہ کے خلاف ہے۔ میرا ہر دفعہ یہی جہاد ہے کہ میں رشوت کے خلاف ہوں۔

جناب والا۔ اب میں گذارش کرونگا کہ جناب فاروق لغاری نے یہ بات کر کے میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ یہ بات ان کے شایان شان نہیں تھی بلکہ یہ بھی گذارش کرونگا کہ جناب میں نے یہ فارورڈ گروپ بنایا کیوں ہے۔ میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ کیوں بنایا ہے۔ میرا آئی جے آئی سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔ نواز شریف کے ساتھ میری قطعی کوئی ہمدردیاں نہیں ہیں۔ لیکن جناب والا! جب ہم منتخب ہو کر اس ہاوس میں آئے جو میں نے صورتحال دیکھی ہے۔ یہ جمہوریت۔ یہ ایک ایسا نازک پودا ہے۔ جس کی جڑیں ابھی اوپر ہیں۔ جو ہوا کے ایک جھونکے سے ختم ہو سکتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس جمہوریت کو زیادہ مضبوط کریں تاکہ اس ملک میں اس کی نشوونما ہو سکے۔ تو میری خواہش یہ تھی کہ عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی کو مرکز میں MANDATE دیا ہے۔ اگر آئی جے آئی والے حضرات یہ کہتے ہیں ہم اس حکومت کو بدلوائیں گے یا کسی طرح سے وہاں مرکز میں اپنی اکثریت پیدا کریں گے تو میں اس کے بھی خلاف ہوں۔ یہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ MANDATE عوام کا ہے۔ ان کو حکومت کرنے کا پورا پورا موقع ملنا چاہیے۔ اسی طرح جناب والا! پنجاب کے صوبہ میں آئی جے آئی اور آزاد ممبران نے اپنی مرضی سے ایک حکومت تشکیل دی ہے۔ عوام اس حکومت سے توقعات رکھتے ہیں۔ اگر ہم جس طرح انہوں نے یہاں بھی کہا ہے کہ تین ماہ کے اندر، تیس چالیس، یہ ہم نہیں چلنے دینگے تو جناب والا! یہ بھی اسی طرح بری بات ہے جس طرح مرکز کی حکومت کو ختم کیا جائے اسی طرح ہمیں قطعاً صوبے کی حکومت کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ میرے ساتھی کہتے ہیں، آج وہ یہاں پر نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جناب جمہوریت میں یہ حق ہے کہ اکثریت بنا کے کسی کے خلاف عدم اعتماد کر کے گورنمنٹ کو TOPPLE کیا جا سکتا ہے۔ میں اس بات سے

سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن SUBJECTIVE CONDITION دیکھیں۔ معروضی حالات دیکھیں کہ وہ کن ملکوں میں ہوتا ہے۔

وہ ان ملکوں میں ہوتا ہے جہاں جمہوریت کا درخت تن آور ہے۔ جہاں ہوا کے جھونکوں سے وہ ختم نہیں ہو سکتا ہے۔ جو کلہاڑوں اور آروں سے بھی تباہ و برباد نہیں ہو سکتا۔ وہاں جمہوریت کا مضبوط تن آور درخت ہے۔ مثلاً ہندوستان، اسی طرح برطانیہ، وہاں اگر آپ یہ ٹیسٹ کریں گے تو جمہوریت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن میں بالکل دیانتداری سے کہتا ہوں کہ اگر ہم اس مرحلہ پر اس صورتحال میں جو کہ ہمارے ارد گرد PREVAIL کر رہی ہے اگر ہم یہ نسخہ استعمال کریں گے تو پھر جناب یہ حکومت کی بات کرتے ہیں۔، حکومت نہیں رہے گی۔ ملک میں افراتفری، بے چینی اور انتشار پیدا ہوگا جس سے وہی قوتیں فائدہ اٹھائیں گی جنہوں نے پہلے گیارہ سال تک اس ملک کو رگڑا دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جمہوریت کا یہ صفحہ ہم اس کتاب سے نہ پھاڑ دیں۔ اس کو اگر برقرار رکھنا ہے تو ہمیں بڑے ہی صدق دل سے ایک دوسرے کی اکثریت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ آئی جے آئی والے حضرات مرکز کی حکومت کو تسلیم کریں اور ہم لوگ، میرے جو ساتھی ہیں وہ یہ تسلیم کریں کہ جناب والا! یہ ٹھیک ہے۔ اس کو حکومت کرنے کا حق ہے۔ کیونکہ اگر ہم کوئی بات کریں گے تو خدانخواستہ، خدانخواستہ پھر یہ جمہوریت ختم ہو کر پھر اس ملک میں مارشل لاء کا دور دورہ نہ ہو جائے۔ پھر ہم پچھتائیں گے۔ پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ پھر کچھ نہیں بنے گا۔ پھر دیکھیں گے۔ پھر سوچیں گے کہ کیا کریں یا کیا نہ کریں۔

جناب والا۔ اب میں یہی کہتا ہوں اور اب یہاں یہ بات آجاتی ہے کہ نواز شریف کو بدل کر ہم نے مسلم لیگ سے ہی آدمی لینا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کو مسلم لیگ سے کیا پیار ہے جناب؟ کیوں اس سے پیار ہے؟ کس شخص سے آپ کو محبت ہے؟ کیا وجہ ہے؟ اس کی میں مثال ایسے لیتا ہوں کہ اگر وہ کہے کہ بے نظیر کی بجائے کوئی اور شخص پیپلز پارٹی کا ہم وزیر اعظم بنانا چاہتے ہیں۔ تو کیا ہم اس بات کو تسلیم کر لیں گے؟ نہیں کریں گے جناب سپیکر۔ نہیں کریں گے۔ بالکل نہیں کریں گے۔ بلکہ عوام سڑکوں پر آجائیں گے جو پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ ہمیں بے نظیر کے علاوہ کوئی

وزیر اعظم منظور نہیں ہے کیونکہ عوام کی طرف سے مینڈیٹ ہے۔ میرا نواز شریف سے قطعاً کوئی واسطہ یا تعلق نہیں ہے۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اگر نواز شریف کو مینڈیٹ ملا ہے۔ ان ساتھیوں نے اکثریت دی ہے۔ تو پھر ہمیں کون سا حق حاصل ہے کہ ہم کہیں جناب نواز شریف کی بجائے کوئی اور آجائے۔ تو پھر یہ بددیانتی والی بات ہے ہم اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تھوڑی سی بات کے لئے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو یہی کہوں گا یہی گزارش کرونگا کہ یہ جو حالات ہیں یہ ایسی بات نہیں ہے۔

اور پھر میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ اجلاس ہم نے بلایا تھا۔ REQUISITION میں نے فریم کی تھی۔ پچھلے اجلاس میں کی تھی۔ نمبر ۱ پر میرا نام تھا۔ آپ دیکھ لیں وہی REQUISITION اٹھا کر۔ وہ کیوں کیا تھا کہ AT A PROPER TIME ہم دستخط کرا کے لیکن PROPER TIME کو دیکھا ہی نہیں گیا۔ ایک اور ساتھی نے ایسے ہی جب کہ ہمارے پاس کوئی ایسا وقت نہیں تھا۔ یہ اجلاس بلالیا۔ تو جناب والا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اجلاس ہم نے بلایا ہے۔ اور مجھے شرم آتی ہے کہ یہاں ہماری کیا صورتِ حال ہے۔ اس کو کوئی نہیں لے گا۔ اس بات کو کوئی نہیں لے گا کہ آج ہم کھانے کی دعوت پر چلے جائیں۔ جناب کھانے کی دعوتیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک قومی سرمایہ ہے۔ یہاں بھی ہم نے اجلاس بلایا۔ ہم نے اخراجات کئے۔ یہاں راجہ صاحب نے بھتہ کی بات کی ہے۔ ٹھیک ہے یہ غریب قوم ہے۔ خون پسینے کی کمائی ہے۔ عوام کیا توقعات رکھتے ہیں؟ جناب والا میں یہاں یہ بھی گزارش کر دوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو صرف دو وجہ سے ووٹ ملے تھے۔ ایک تو ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت، مظلومیت، پھانسی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عوام نے اور چھوٹے طبقہ نے یہ توقع کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حاجی محمد افضل چن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر میاں منظور احمد موہل صاحب سے گزارش کرونگا کہ یہاں جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اسی کے بارے میں بات کی جائے یہاں پر تقریر نہ کی جائے نہ پیپلز پارٹی کی بات کی جائے اور نہ ہی کسی اور کی بات کی جائے جو فاضل ممبر نے تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ اسی کے متعلق بات کریں کبھی یہ مارشل لاء کی بات کرتے ہیں تو میں عرض کرونگا کہ کسی کے آنے جانے

سے مارشل لاء نہیں آجاتا مارشل لاء خود چل کر نہیں آتا یہاں پر تو ایسے بھی سیاستدان ہیں جو خود کہتے ہیں کہ مارشل لاء لگاؤ لعنت ہے ایسے سیاستدانوں پر جو مارشل لاء کو خود دعوت دیتے ہیں۔ جناب والا! ایسے سیاستدان بھی ہیں جو خود کہتے ہیں کہ مارشل لاء لگاؤ۔ تو جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے عرض کرونگا کہ یہ صرف اپنی تحریک استحقاق کے متعلق بات کریں۔

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب، آپ اپنا مختصر بیان اپنے موضوع تک محدود رکھیئے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا۔ میں یہی گزارش کر رہا تھا۔

ایک بات تو میں نے بتادی اور دوسری جو بات تھی وہ یہ تھی کہ لوگوں نے تو یہ سوچا تھا کہ یہ آکر ہماری حالت بدلیں گے ہمارے لئے کوئی ایسا پروگرام دیں گے لیکن جناب والا ہوا کیا ہے وہ پروگرام تو وہاں پر ہی ہے اس کو تو کوئی پوچھتا نہیں ہم تو خود اقتدار میں آنا چاہتے ہیں ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمیں اگر مرکز کی حکومت ملی ہے تو پنجاب کی بھی مل جائے عوام اگر جہنم میں جاتے ہیں تو چلے جائیں تو جناب والا یہ ہے ہمارا نقطہ نظر، تو جناب والا! میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہی ہے کہ میں نے اس لئے فارورڈ بلاک بنایا ہے۔ کہ مجھے ان لوگوں کی جو میرے ساتھ ہیں مجھے ان کی بڑی قدر ہے میں طوطا نہیں بن سکتا کہ جس طرح سے اوپر سے حکم آئے میں اسی طرح کروں جناب والا میں اپنا ضمیر رکھتا ہوں میں اپنا ذہن رکھتا ہوں میں اپنی سوچ رکھتا ہوں میں اپنے ضمیر اور اپنی سوچ کے مطابق بات کرونگا اور جو مجھے غلط لگے گی خواہ وہ کسی کی طرف سے ہو میں اس کی مخالفت کرونگا۔ شکریہ

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جناب منظور موہل صاحب ہمارے قابل صد احترام دوست ہیں اور آپ رولز اور پروسیجر کے حوالے سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں تو جناب والا استحقاق کی جو تحریک ہوتی ہے اور اس پر جو سٹیٹمنٹ ہوتی ہے اور اس کا SUBJECT MATTER ہوتا ہے وہ اس سے متعلقہ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اگر کوئی تھوڑی سی بھی DEVIATION ہو تو اسے ACCEPT کیا جاسکتا ہے مگر میرے دوست نے ایک آدمی کا جو بیان تھا اس سے ہٹ کر پارلیمانی جمہوریت، MANDATE اور پارٹی سسٹم کی بات کی اور ضمیر کی بات کی ہے اور فارورڈ بلاک کی بات کی ہے تو جناب

والا اس سے کچھ ابہام پیدا ہوا ہے اور انہوں نے جو اس کی CLASSIFICATION کی ہے اور DEFINITION کی ہے، میں سیاسیات کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے مجھے اس سے اتفاق نہیں اور میں یہ بیان کرونگا کہ جب ایک آدمی----------

(آوازیں- یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے)

نوابزادہ غضنفر علی گل- جناب والا- یہ اس کے جواب میں ہے اور یہ POINT OF EXPLANATION ہے-

جناب سپیکر- نوابزادہ صاحب- جو موبل صاحب کی تحریک استحقاق ہے اس پر میں

نوابزادہ غضنفر علی گل- جناب والا- پہلے آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں

جناب سپیکر- تو پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر فرمائیے-

نوابزادہ غضنفر علی گل- جناب والا- میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ چونکہ میرے فاضل دوست نے اپنے استحقاق کے مجروح ہونے سے ہٹ کر باتیں کی ہیں اور وہ ایسی ہیں جو ایک ACADEMIC DISCUSSION کو تحریک دیتی ہیں اور انہوں نے چند باتیں کی ہیں اور چونکہ انہوں نے موضوع سے ہٹ کر بات کی ہے اس پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں-

جناب سپیکر- نہیں- آپ پوائنٹ آف آرڈر پر----------

میاں منظور احمد موبل- جناب والا- میں انہیں نہیں چلنے دونگا اگر یہ IRRELEVANT چلیں گے- کیونکہ بات یہی ہے- اب میں پوائنٹ آف آرڈر کی طرف آتا ہوں-

جناب سپیکر- میاں صاحب آپ کو اس میں رولز QUOTE کرنے کی ضرورت نہیں نوابزادہ صاحب رولز کو جانتے ہیں اور یہ نوابزادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے-

نوابزادہ غضنفر علی گل- جناب والا- میری میاں منظور احمد موبل سے درخواست ہے کہ انہوں نے اپنے GRIEVANCES کو EXPLAIN کر دیا اور اس سے ہٹ کر بھی انہوں نے بہت سی باتیں کر لی ہیں کیونکہ وہ آدمی اس ایوان میں موجود نہیں ہے جو اس کا جواب دے سکے تو جناب والا آپ کی وساطت سے میری ان سے گزارش ہے کہ انہوں نے بہت کچھ کہہ لیا اب اسے پریس نہ کریں-

جناب سپیکر۔ جی میاں صاحب۔ اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملک شاہ محمد محسن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں اس بات میں نہیں جانا چاہتا کہ کسی کا کردار کیا ہے موہل صاحب کا کیا ہے یا کسی اور کا کیا ہے مگر عمل کسی کے کردار کو ثابت کرتا ہے۔ کہ اس کا کردار کیا ہے باتوں سے کردار کی بات نہیں بنتی۔ جناب منظور موہل صاحب اپنی باتوں میں بہت دور چلے گئے ہیں یہ ان کے اپنے خیالات تھے اور ان کا اپنا جذبہ تھا جو انہوں نے کہا ہے لیکن میں جناب والا۔ اس میں نہیں جانا چاہتا میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تحریک قواعد انضباط کار کے تحت تحریک استحقاق بنتی ہے کیونکہ ان کے بیان کے پیش نظر چونکہ انہوں نے اخبار کا حوالہ دیا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ لغاری صاحب نے کہا ہے کہ اچھا ہوا کہ ہم سے گند نکل گیا بات صرف یہ ہے۔ اس میں منظور موہل صاحب کا نام نہیں لیا گیا اور آج تک منظور صاحب نے پارٹی بھی نہیں چھوڑی تو جناب والا۔ انہوں نے یہ کس طرح سے PRESUME کر لیا کہ ان کے بارے میں یہ بات کی گئی ہے اس لئے منظور موہل صاحب خود اس میدان میں آ گئے ہیں ورنہ اس بیان میں نہ ان کا نام ہے اور نہ ہی ان کا حوالہ ہے بلکہ جناب والا واقعات کے مطابق تو منظور موہل صاحب نے آج تک اس پارٹی کو چھوڑا تک نہیں۔ یہ خود انہوں نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ تو جناب والا جو چھوڑ گئے ہیں وہ کون تھے اور کونسا گند تھا وہ تو منظور موہل صاحب پر لاگو نہیں ہوتا۔ اس لئے ان بیانات سے یہ کبھی بھی اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ منظور صاحب کے بارے میں ہیں لہذا یہ منظور موہل صاحب کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔

جناب محمد صدیق خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو تحریک استحقاق میاں منظور موہل صاحب نے پیش کی ہے یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اس لئے کہ یہ بات اخبارات میں بھی آئی ہے اور خود موہل صاحب نے اس کو تسلیم کیا ہے اور پیپلز پارٹی نے تسلیم کیا ہے کہ ایک فارورڈ بلاک بنا ہے تو جناب والا لغاری صاحب کا جو بیان ہے اس سے موہل صاحب اور ان کے جتنے بھی ساتھی صاحبان ہیں ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس میں ایک نام کی ضرورت نہیں ہے جس طرح سے میرے فاضل دوست نے بتایا

ہے کہ چونکہ ان کے نام کا ذکر نہیں ہے تو جناب والا میری استدعا ہے کہ اس میں نام کا ذکر ہونے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ فارورڈ بلاک کا ذکر ہے لہذا اس میں جتنے بھی ممبران ہیں ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر! میاں منظور احمد موہل صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس تحریک کے تحریک استحقاق نہ ہونے کے بارے میں جو اراکین مخالف نشستوں پر بیٹھے ہیں انہوں نے جو دلائل دیئے ہیں ان میں کوئی وزن نہیں ہے اس لئے کہ فاروق لغاری صاحب نے جو اخبارات کو بیان دیا ہے اور انہوں نے جو باتیں کہی ہیں وہ واضح طور پر فارورڈ بلاک بنانے والے اراکین اسمبلی کے بارے میں کہی ہیں اور یہ بات کہنا کہ جو "گند" ہمارے میں تھا وہ نکل گیا ہے یہ یقیناً ایک ایسا الزام ہے جو کسی بھی رکن اسمبلی کے استحقاق کو واضح طور پر مجروح کرتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اور اسے ایوان میں پیش کیا جانا چاہیئے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے بھی سپرد کیا جانا چاہیئے مزید اس سلسلے میں میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ نوابزادہ صاحب نے جس انداز میں اس کی مخالفت کرنے کی کوشش کی ہے اور مجھے تو یہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے جو دلائل دیئے ہیں وہ دلائل ہی نہیں تھے اور آج ان سے بات بنانے سے بھی بن نہیں رہی تھی اور میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں منظور موہل صاحب نے فاروق لغاری کے بارے میں جو باتیں کہی ہیں وہ اس ایوان میں تمام اراکین اسمبلی جانتے ہیں کہ پچھلے اجلاس کے دوران جناب فاروق لغاری صاحب نے ----------

جناب سپیکر۔ نہیں! چودھری صاحب یہ بات RELEVANT نہیں رہیگی۔

میاں صاحب نوابزادہ صاحب نے آپ سے گزارش کی ہے کہ آپ اس کو پریس نہ کریں۔ اب آپ اس بات پر کچھ کہیں تو میں اس تحریک استحقاق پر اپنا فیصلہ دوں۔

میاں منظور احمد موہل۔ اس سلسلہ میں جب ملک شاہ محمد محسن صاحب نے یہ کہا ہے تو اگر وہ CATEGORICALLY کہتے ہیں کہ انہوں نے میرے اور میرے ساتھیوں کے

بارے میں نہیں کہا تو پھر میں اس پر پریس نہیں کرتا ہوں لیکن اگر وہ کہتے ہیں کہ یہ میری متعلق یا میرے ساتھیوں کے بارے میں ہے تو پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ منظور کی جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ اس میں موہل صاحب کا کہیں نام نہیں ہے اور یہ جو تحریک استحقاق ہے یہ GRANTED UNDER THE CONSTITUTION نہیں ہے۔ IT STILL HOLDS یہ ابھی تک پیپلز پارٹی میں ہیں اور اگر یہ کہیں کہ میں پیپلز پارٹی میں نہیں ہوں پھر تو کوئی اور بات ہو گی۔ وہ ابھی اس پارٹی میں ہیں۔ یہ تو ان کے لئے ہے جو پارٹی چھوڑ گئے ہیں۔

سردار طفیل احمد خان۔ جناب سپیکر جیسے ملک شاہ محمد محسن صاحب نے فرمایا ہے کہ "گند" نکل گیا ہے اور انہوں نے خود لغاری صاحب کے بیان کی تصدیق کی ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ اس کی وضاحت بھی فرما دیں کہ اگر موہل صاحب کا گروپ "گند" نہیں ہے تو پھر وہ دوسرا کونسا گروپ "گند" ہے اگر ان کی نظر میں کوئی اور گروپ "گند" ہے تو پھر ہمیں اس گروپ کی نشاندھی کر دیں ہم لوگ تو کم از کم اس سے بچ کر رہیں۔ تحریک استحقاق تو ایک طرف رہی لیکن لوگ اپنا آپ تو ان لوگوں سے بچاتے رہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب لاء منسٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وزیر قانون۔ جناب والا! جب سے یہ موجودہ اسمبلی قائم ہوئی ہے اس وقت سے جبکہ ابھی ہمارا حلف بھی نہیں ہوا تھا جناب فاروق لغاری صاحب اس اسمبلی کے بارے میں اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ باتیں کرتے رہے کہ ہم اکثریت میں ہیں۔ ایک مرحلہ پر تو وہ اس حد تک بھی چلے گئے کہ انہوں نے وائس آف امریکہ کو ایک بیان دیا جس میں انہوں نے یہ فرمایا کہ ہم چالیس، پچاس آدمیوں کو مراعات دے کر، لالچ دے کر توڑ لیں گے اور پنجاب کی حکومت ۹۰ دنوں میں الٹا دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پائے کے ایک سیاستدان اور ایک اہم پوزیشن پر فائز شخص کو اس قسم کی بات ہر گز زیب نہیں دیتی۔ وہ جب اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو پھر وہ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر وہ اس قسم کا سلسلہ یہاں شروع کریں گے تو شاید ایسا سلسلہ مرکز میں بھی شروع ہو سکتا ہے۔ کیا اس وقت ہماری سیاسی فضا اور سیاسی

صورتحال اس قسم کی عیاشی کی متحمل ہو سکتی ہے؟ جناب والا ہاوس کا آپ نے موڈ دیکھا ہے کہ اس وقت ہاوس کا موڈ یہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس ہاوس کا موڈ یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق فوری طور پر استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ لیکن جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ------

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا وزیر قانون تو اس پر رائے دے رہے ہیں -----

جناب سپیکر۔ جی وہ رائے دے رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ تو پھر مجھے آپ نے رائے دینے سے روکا تھا-----

وزیر قانون۔ میں اپنا پوائنٹ پیش کر رہا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر جب اس میں MANDATE کا اور پارٹیز کا ایک DEFINITE MATTER آیا تھا تو اس وقت آپ نے مجھے اس پر بولنے سے روکا تھا۔ اب وزیر قانون اس پر رائے نہ دیں۔ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔ موہل صاحب نے یہ کہا ہے کہ اگر یہ ان کے متعلق نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ فکر نہ کریں --------

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ نہیں، تو پھر اس طرح بات بڑھ جاتی ہے----

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب اگر اس کے مرک اس کو پریس نہیں کریں گے تو یہ ختم ہو جائے گی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا وزیر قانون جو حق استعمال کر رہے ہیں اس سے مجھے پہلے روکا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب وزیر قانون کو میں نے اپنی رائے دینے کے لیے کہا ہے۔ میں ان سے رائے لے سکتا ہوں۔ آپ نے بھی اس پر رائے دی ہے اور میں نے سنا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! آپ نے مجھے رائے کا حق نہیں دیا۔ I WANT TO ELUCIDATE IT۔ میں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ چونکہ اس تحریک کے مرک نے اس کو پریس نہیں کیا اس لئے بات ختم ہو جانی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں۔ میں آپ کو

واضح کر دیتا ہوں۔ اس میں صورت یہ ہے کہ تحریک استحقاق کے بارے میں عام طور پر یہ پریکٹس ہے کہ گورنمنٹ کا POINT OF VIEW معلوم کرنے کے لئے لاء منسٹر صاحب سے اس بارے میں اظہار رائے کرنے کو کہا جاتا ہے تو محرک میاں منظور احمد موہل صاحب ہیں۔ انہوں نے اپنی تحریک پیش کی، مختصر بیان دیا اور میں نے لاء منسٹر صاحب کو اس پر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے کہا۔ وہ اپنا نقطہ نظر پیش کر رہے ہیں۔ اس پر فنی نقطہ نگاہ سے بھی کہ یہ تحریک استحقاق ٹھیک ہے یا نہیں یا اپنی حکومت کی آراء اس پر پیش کر رہے ہیں تو اس پر اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کی ADMISSIBILITY پر آپ کوئی بات کریں تو میں آپ کو اس کا حق دے دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا یہ بات نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ تحریک حکومت کے خلاف نہیں ہے اور میاں منظور احمد موہل صاحب نے اپنی بات کی ہے اس کے بعد پھر اس پر ملک شاہ محمد محسن نے یہ فرمایا ہے کہ اس میں ان کا نام نہیں ہے وہ پیپلز پارٹی میں ہیں اس لئے ان کے نکلنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ان کا حوالہ ہی نہیں بنتا اس کے اوپر آپ نے محرک سے پوچھا کہ آپ کو کوئی اعتراض ہے تو انہوں نے کمال مہربانی سے فرمایا کہ چونکہ ملک شاہ محمد محسن صاحب نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ آپ کا حوالہ نہیں ہے اس لئے میں اس کو پریس نہیں کرتا۔ اس کے بعد حکومت کی یا کسی اور کی اس پر رائے لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ پوائنٹ بھی واضح ہے کہ ہمارے وزیر قانون اور فاروق لغاری ایک ہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی آپس میں ایک سیاسی رقابت بھی ہے تو وہ اگر بات کریں گے تو اس میں کچھ اور پہلو نکلے گا اور یہ معاملہ ہماری اسی سمت ختم ہو چکا ہے۔ ان کے کورٹ میں ہم نے ابھی بال نہیں پھینکا اور اگر آپ پھینک رہے ہیں وہ اس کو کھیلیں گے تو پھر ہم نے بھی اس بال کو واپس کرنا ہے اس لئے یہ جو کھیل ختم ہو گیا ہے اس کو کھیلنے کا کوئی فائدہ یا مفید مقصد نہیں ہو گا اور میاں صاحب نے چونکہ کہہ دیا ہے کہ -- THE MATTER IS OVER.

I WOULD REQUEST YOU MR. SPEAKER THAT IN THE GREATER INTEREST OF THE HOUSE AND THE

PRIVILEGES OF THE HOUSE WE SHOULD NOW CONCLUDE THE MATTER THAT THE MOTION IS NOT PRESSED.

اس میں ہم اس کے فنی پہلوؤں میں بھی نہیں جاتے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب اپنی بات ختم کریں----

وزیر قانون۔ جناب والا---

جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

میں نے کوئی اس قسم کی بات نہیں کی ہے۔ اس تحریک میں انہوں نے کہا ہے کہ ۴۰، ۵۰ آدمی توڑیں گے۔ یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے۔ اور ایک معزز رکن کو "گند" کہنا اس سے زیادہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح اور کس طرح ہو سکتا ہے؟ میں تو یہ عرض کرنے لگا تھا کہ معقولیت کا تقاضا ہے، موجودہ جو سیاسی صورتحال ہمارے ملک میں ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہمیں اس قسم کی چیزیں نہیں پڑنا چاہیئے۔ باوجود اس کے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اور اس ہاؤس کا موڈ بھی یہی ہے اس کے باوجود بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے مرکز کے ایک معزز رکن ہیں۔ کابینہ کے ممبر ہیں اور انہوں نے اگر اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ بات کی بھی ہے تو بھی میں جناب منظور موہل صاحب کی خدمت میں اپیل کروں گا کہ یہ ان کی اپنی پارٹی کا معاملہ ہے۔ ان کے اپنے گھر کا مسئلہ ہے زیادہ بہتر ہو گا کہ یہ اس مسئلہ کو اپنے گھر میں نمٹا دیں تو اس سے اچھی سیاسی فضاء اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس سے صوبے اور مرکز کے تعلقات کو بہتر کرنے میں مدد ملے گی تو میں ان کی خدمت میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے اس پر مزید زور نہ دیں۔

جناب سپیکر۔ جی! شکریہ۔ میاں منظور احمد موہل۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر۔ میں اپنے فاضل ساتھی شاہ محمد محسن صاحب کی طرف سے یقین دہانی آنے پر اور فاضل لاء منسٹر کی طرف سے یقین دہانی پر اور اس مقصد کے لئے کہ یہ محاذ آرائی مرکز اور صوبہ کی اور پر امن فضا قائم کرنا چاہتے ہیں اس کی خاطر میں اس کو

پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر۔ نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کی تحریک استحقاق ہے نمبر ۱۴۔

پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کو چائے پر بلانے پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گجرات کا تبادلہ

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "امروز" مورخہ ۸۹-۲-۲۲ میں خبر چھپی ہے کہ "پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کو چائے پر بلانے پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گجرات کا تبادلہ"۔۔۔۔ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گجرات پروفیسر حسین احمد بھٹی کو فوری طور پر گجرات سے تبدیل کر کے انہیں وزارت تعلیم لاہور میں رپورٹ کرنے کو کہا گیا ہے۔ فی الحال ان کی جگہ کسی کی تقرری عمل میں نہیں آئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ان کے خلاف انضباطی کارروائی اس لئے عمل میں لائی گئی ہے کہ انہوں نے پیپلز پارٹی کے ضلعی جنرل سیکرٹری نواب زادہ غضنفر علی گل ایم پی اے کو اپنے دفتر میں چائے پلائی تھی۔ حسین احمد بھٹی کے تبادلہ کے بعد اب ملازمین میں خوف و ہراس پایا جاتا ہے اور وہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے ملنے سے گھبرانے لگے ہیں۔ اس طرز عمل سے میرا ہی نہیں تمام ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور جمہوری قدروں اور حق نمائندگی کی توہین ہوتی ہے۔ لہذا مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لا کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ معاملہ کی مکمل چھان بین ہو سکے اور جو تاثر دیا گیا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اسے دور کیا جائے تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو۔

جناب والا، یہ اگر چائے پلانے والی بات ہے تو کل جناب نصر اللہ دریشک صاحب کو بھی وزارت سے نکال دیا جائے گا کیونکہ میں ان کے ساتھ بھی چائے پی سکتا ہوں۔ میں جناب والا کے ساتھ بھی چائے پی لیتا ہوں اور دیگر ہمارے دوست بھی حکومتی بنچوں پر ہیں کہ ان کے ساتھ اگر ہم چائے پی لیں تو اس پاداش میں انہیں ان کی نوکری سے نہیں نکالنا چاہیے۔ واقعات کچھ ایسے ہیں کہ گجرات کے اندر تین پی ٹی سی اساتذہ کے تبادلے کئے گئے اور ان

تبادلوں کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ان کو فلاں مقام سے فلاں مقام پر تبدیل کر دیا جائے۔ حالانکہ اس وقت ان تبادلوں پر پابندی لگی ہوئی تھی چنانچہ میں لاہور آ کر جناب وزیر تعلیم سے ملا اور ان سے یہ عرض کی کہ کیونکہ تبادلوں پر پابندی لگی ہوئی ہے، اس لئے یہ جو تبادلے ہو رہے ہیں، اس سے کیا مقصد ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے حق ہے کہ میں اس پابندی کو نرم (RELAX) کر سکتا ہوں تو یہ بات ختم ہو گی۔ اس کے بعد میں ایک ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کے پاس گیا، ان سے عرض کی کہ اگر ان کے تبادلہ کا حکم آیا ہے تو ان کو اتنی دور بھیجنے کی بجائے ان پی ٹی سی ٹیچرز کو آپ کہیں قریب ترین سٹیشن پر لگا دیں، تو ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر نے کہا کہ یہ اوپر سے حکم آیا ہے اور انہوں نے مجھے حکم دکھایا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں آپ کے لئے مشکلات پیدا نہیں کروں گا۔ میں یہ معاملہ وزیر تعلیم سے طے کراوں گا، چنانچہ میں دوبارہ لاہور آیا اور میں نے وزیر تعلیم سے یہ عرض کی کہ حضور یہ چھوٹے ملازمین کے ساتھ زیادتی ہے کہ ان کو ایک جگہ سے اٹھا کر اتنی دور پھینک دیں، تو وزیر تعلیم نے ایک حکم دیا اور میری درخواست پر یہ لکھا کہ ان اساتذہ کے تبادلے فلاں فلاں مقام پر کر دئے جائیں، اور انہوں نے یہ حکم ڈی ای او کو لکھا اب میں ڈی ای او کے پاس نہیں گیا۔ مجھے یہ علم ہے کہ اکثر دفاتر میں میرے جانے سے آفیسرز کو مشکلات پیش آ جاتی ہیں، تو انہوں نے اپنے وزیر تعلیم کے حکم سے اپنے ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر تحصیل گجرات کو یہ حکم دیا کہ آپ ان کے تبادلے کر دیں۔ اب انہوں نے ان اساتذہ کے تبادلے بحکم وزیر کر دیے، اس کے بعد کچھ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ایک سی۔کے حسین نامی آدمی ہے، وہ وزیر اعلیٰ کے سٹاف میں ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ کیونکہ وہ روز وہاں سے ضلعی ایجوکیشن آفیسر کو فون کرتا ہے کہ میں سی کے حسین بول رہا ہوں اور یہ وزیر اعلیٰ کا حکم ہے کہ وزیر تعلیم کے احکامات پر عمل در آمد نہ کیا جائے۔ چنانچہ ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر نے وزیر تعلیم کے احکامات پر عمل در آمد کر کے اس کو پھر منسوخ کر دیا۔ اب جناب حسین احمد بھٹی کو اس لئے تبدیل کیا گیا کہ ان پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے وزیر تعلیم کے حکم پر اپنے ڈپٹی کو یہ حکم دیا کہ آپ ان اساتذہ کے تبادلے کر دیں۔ اب اس کے بعد نہ میں ان کے پاس گیا ہوں اور نہ ہی ان سے عرض کی ہے

(اس مرحلہ پر بیگم نجمہ حمید کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں۔) نعرہ ہائے تحسین

جناب سپیکر۔ میں کوئی اتنی ثقیل بات نہیں کر رہا ہوں کہ آپ یہ ایوان چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ میڈم چیئرپرسن۔ ہمیں تو خوشی ہوتی ہے جب ایک خاتون بلند کرسی پر بیٹھتی ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ شکریہ

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ میں اس کے بعد نہ ہی ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کے دفتر میں گیا اور نہ ہی مجھے اس کی ضرورت پیش آئی۔ اب بات جناب والا یہ ہے کہ یہ حقیقت ہے کہ اس ضلعی ایجوکیشن آفیسر کا تبادلہ ہوا ہے اور اس نے موجودہ ممبران کی اور ان کے وزراء کی کبھی حکم عدولی نہیں کی ہے اور اس تبادلہ کا حکم بھی انہوں نے وزیر تعلیم کے حکم پر دیا۔ اس کی نقل میرے پاس موجود ہے۔ تو اس ضلعی ایجوکیشن آفیسر کو اس لئے تبدیل کیا گیا، بلکہ ان کو بلا کر یہ کہا گیا، ان کو ٹیلیفون پر ایک وزیر نے کہا اور بلا کر کہا کہ تم نے اس شخص کی لائی ہوئی درخواست پر کیوں عملدرآمد کیا، ضلعی ایجوکیشن آفیسر نے کہا کہ میں نے اس کے کہنے پر عمل نہیں کیا ہے، حکم تو وزیر تعلیم کا تھا، میں نے تو اس حکم پر عملدرآمد کیا، اس کی پاداش میں اس آدمی نے جو وزیر اعلیٰ کے سٹاف میں ہے سی کے حسین نامی جو کہ اسے روزانہ فون کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وزیر اعلیٰ کے سٹاف کا آدمی بول رہا ہوں، اور یہ پنسل کے ساتھ ضلعی ایجوکیشن آفیسر کی فائل پر لکھا ہوا ہے "پیغام سی کے حسین" کہ آپ وزیر تعلیم کے حکم پر عمل درآمد نہ کریں، کیونکہ وزیر اعلیٰ کا حکم آرہا ہے۔ آپ اس پر جناب والا انکوائری کروائیں، اور ایک کمیٹی بٹھائی جائے، آپ یہ مسل منگوا کر دیکھ لیں۔ وزیر تعلیم یا متعلقہ آفیسر دیکھیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ بیگم بشریٰ رحمٰن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ یہ میرا مختصر بیان جاری ہے اور اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا ہے۔ آپ وزیر قانون سے یہ پوچھ لیں کہ کیا مختصر بیان کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ یہ میری تحریک استحقاق پر مختصر بیان جاری ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب چیئرمین پہلے تو نواب زادہ صاحب بہت ٹھیک ٹھاک تقریر کر رہے تھے محترمہ جب سے آپ نے کرسی سنبھالی ہے۔ تو یہ صاحب اپنی تقریر کے ساتھ آپکو دیکھ

کر اداکاری بھی کرنے لگ گئے ہیں۔ ان سے کہیں کمر پر ہاتھ رکھے بغیر تقریر کریں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جس طرح سے کوئی بات سمجھے، میں اسی طرح سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ تو جناب میڈم چیئرپرسن۔۔۔۔ کتنا اچھا لگتا ہے جب جب میں یہ کہتا ہوں "میڈم چیئرپرسن"

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ جی بہت اچھا لگتا ہے خاص طور پر آپ کے منہ سے اچھا لگتا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ ان سے کہیں، کہ ایک ہی سے کہا کریں، سب سے نہ کہا کریں میڈم چیئرپرسن۔ ایک ہی سے کہا کریں۔۔۔۔۔ ہرجائی پن اچھا نہیں ہے۔

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ یہاں پر یہ باتیں ہوئی ہیں کہ ہم نے جمہوریت چلائی ہے لیکن ہم جمہوریت اس طرح سے چلا رہے ہیں۔ جناب والا انتخابات ہوئے کچھ لوگ جیت گئے کچھ لوگ ہار گئے، عوام نے اس کیلئے جو فیصلہ کیا اس کو ہم نے قبول کیا۔ اب اگر ہمارا ہوا آدمی۔۔۔۔۔۔

ملک طیب خان اعوان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ (بیگم نجمہ حمید)۔ ملک صاحب نوابزادہ صاحب اپنا مختصر بیان دے رہے ہیں اس میں پوائنٹ آف آرڈر پیش نہ کریں۔

حاجی طیب خان اعوان۔ جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ بتائیں کہ ان کا استحقاق کیا مجروح ہوا ہے؟ ہمیں صرف یہ بات بتائیں اس طرح کے بیان سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں چل رہا کہ استحقاق کس کا مجروح ہوا ہے؟ ہمیں تو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ استحقاق نوابزادہ صاحب کا مجروح ہوا ہے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کا ہوا ہے یا کس کا ہوا ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ یہ میں آپ کو بات کرکے بتاتا ہوں کہ استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے؟

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ نوابزادہ صاحب آپ موضوع پر آئیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کچھ لوگ الیکشن جیت گئے کچھ لوگ الیکشن ہار گئے۔ لیکن اگر کوئی ہارا ہوا آدمی بے صبرا ہو جائے یا گرمی سردی میں آجائے اور

غصے میں اساتذہ کے تبادلے کروادے، اور جو لوگ جیت گئے ہیں اور وہ اکیلے نہیں دو دو تین تین آدمی جیت گئے ہیں تو پی ٹی سی ٹیچر جو کہ ایک معمولی سا اہل کار ہوتا ہے۔ ان کے تبادلے کیوں کروائے جا رہے ہیں کہ ان کو اس بات کا شک ہو گیا ہے کہ اس آدمی نے فلاں کو ووٹ دیا ہے اور فلاں کو ووٹ نہیں دیا۔ اس طرح سے جمہوریت نہیں چلے گی اور میں میاں منظور احمد موہل سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر جمہوریت چلانی ہے تو اس میں TOLERANCE پیدا کرنی ہو گی اور REPRESENTATION کے ساتھ RESPONSIBILITY کا بھی احساس کرنا ہو گا۔ یہ METHOD ہے پولیٹیکل سائنس اور جمہوریت کا۔ ACCEPTED NORM کہ REPRESENTATION کا جو تصور ہے RESPONSIBILITY کے ساتھ ہے اور جو REPRESENTATION اور RESPONSIBILITY کے NORMS ہیں ان کا جاننا ضروری ہے۔ ایک آدمی نے اگر آپ کو ووٹ نہیں دیا تو کیا اس کو جینے کا حق نہیں ہے؟ اگر وہ آدمی آپ کو اچھا نہیں لگتا تو آپ اس کا ووٹ خارج کروائیں۔ اگر اس کا ووٹ بنا ہوا ہے تو اس کو ووٹ دینے کا حق ہے اور اس نے ووٹ ایک آدمی کو دینا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کا دیا ہوا ووٹ ہارنے والے کو گیا ہو، ہو سکتا ہے اس کا ووٹ جیتنے والے کو گیا ہو۔ اس کا یہ کوئی قصور نہیں ہے کہ اس کو ملازمت میں تنگ کیا جائے اور اس کا دور کسی جگہ تبادلہ کر دیا جائے۔ پی ٹی سی ٹیچر کیلئے محکمہ تعلیم کے احکامات ہیں کہ انہیں اپنے گھر کے قریبی سٹیشن پر لگایا جائے۔ آپ دیکھیں ایک آدمی کو علاقہ صدر گجرات سے اٹھا کر آزاد کشمیر کے پاس نہیں بلکہ مقبوضہ کشمیر کے بارڈر پر قلعہ سورہ سنگھ میں اس کو تعینات کر دیا جائے۔ اور پھر وزیر تعلیم نے کمال مہربانی سے اس کو REGRET کیا اور ان کو گھر کے قریب لے آئے۔ لیکن اس کے تبادلے کے بعد ایک اور مسئلہ پیش آیا کہ ضلعی ایجوکیشن آفیسر کا جب تبادلہ ہوا ہے تو اس کی جگہ ضلع کا جو ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر (جنرل) ہے، اصولی طور پر اس نے ضلع کے قائم مقام آفیسر کا چارج لینا تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ اس تحصیل کے ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کو ضلع کا چارج دے دیا گیا ہے۔ جس نے وزیر تعلیم صاحب کے حکم کو ADMIT کر کے اس کو دوبارہ رد کر دیا ہے۔ یہ وزیر صاحب کے نوٹس میں آرہا ہے اور

اس تحصیل کے ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کے خلاف ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ اس کے خلاف میری تحریک التوائے کار بھی ہے۔ ضلع گجرات کے تمام اساتذہ نے اس قائم مقام ایجوکیشن آفیسر کے خلاف ہڑتال کر رکھی ہے اور گجرات کے سکولوں میں کلاسیں نہیں ہو رہیں۔ اور اس آفیسر کے خلاف بدعنوانی کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ میرے پاس ان کے اشتہارات ہیں جو انہوں نے بانٹے ہیں۔ اس کی تفصیل آئی ہے۔ PURCHASE میں خورد برد ہوا ہے کون سے ٹنڈر دیے ہیں۔ جناب والا میرا استحقاق یہ مجروح ہوا ہے کہ تبادلہ کیا گیا ہے۔ وزیر تعلیم کے حکم سے اور اس ایجوکیشن آفیسر کے تبادلے کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی جا رہی ہے۔ اس تمام مسئلے کی چھان بین کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے کیونکہ یہ میرا نام لے کر خبر آئی ہے۔ اگر یہ جنرل خبر ہوتی تو پھر مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ اگر خبر یہ ہوتی کہ ایک ایم پی اے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے تو پھر ایک ایم پی اے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس خبر میں میرا نام لیا گیا اور مجھے MALIGN کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور میرے متعلق یہ تاثر دیا گیا ہے کہ اگر میں کسی آفیسر کے پاس جاتا ہوں تو میں اس کیلئے باعث مصیبت بن سکتا ہوں۔ اس خبر سے چھوٹے افسران میں خوف و ہراس کی فضا پائی جا رہی ہے۔ اس لئے میری آپ کی وساطت سے یہ درخواست ہے کہ وزیر متعلقہ اس کیس کی فائل منگوائیں۔ جس فائل پر وہ آرڈر کئے گئے ہیں وہ فائل استحقاق کمیٹی میں پیش کی جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر کی تقریر اتنی دلچسپ ہے لیکن ان سے یہ پوچھیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا اس آفیسر کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

نوابزدہ غضنفر علی گل۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ اس سلسلے میں میری نام کیوں لیا گیا میری نام لیکر مجھے اس تبادلے میں MALIGN کیا گیا۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ کوئی تبادلہ ہو یا نہ ہو یہ محکمے کا کام ہے۔ میرے نام کو ملوث کیا گیا ہے اس سے میری توہین اور تضحیک کا پہلو نکلتا ہے۔ اسلئے آپ سے یہ درخواست ہے کہ تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور اس بات کی انکوائری کی جائے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

جناب محمد لطیف مغل۔ جناب سپیکر! نوابزادہ صاحب نے جو مختصر بیان بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ہمیں تو اس میں یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ کردار کیا کیا ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایک اخبار کی خبر ہے۔ لیکن اس میں یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ خبر کس حوالے سے دی گئی ہے۔ حالانکہ انتظامی طور پر تبادلے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میری استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مجھے تو خوشی ہوئی ہے ان کیلئے تو بڑی CREDIT کی بات ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ایک افسر کے ساتھ چائے پی ہے اور ان کا تبادلہ ہو گیا۔ اب میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ ہمارے ساہیوال میں آئیں ہم نے بھی دو تین آفسروں کے تبادلے کروانے ہیں۔ ہمارے کہنے پر تو وزیر اعلیٰ صاحب تبادلے نہیں کرتے۔ اگر ان کے کہنے پر تبادلے ہوتے ہیں تو جو آفسران کا کام نہیں کرتے ان کے ساتھ جا کر یہ کھانا کھایا کریں یا چائے پیا کریں اس میں استحقاق مجروح ہونے والی کونسی بات ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں اسلئے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہو۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا انہوں نے یہ میرے حق میں دلائل دیے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ۔ جناب والا نوابزادہ صاحب نے جو بات کی ہے وہ بھی بتائیں صرف چائے پینے سے تو تبادلہ نہیں ہوتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا چائے تو میں نے پی ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا میرے معزز بھائی نے جس تبادلے کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اپنی لمبی چوڑی تقریر میں انہوں نے کافی تفصیل پیش کی ہے۔ اور مختصر بیان بھی دیا ہے۔ نوابزادہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے چائے نہیں پی ہے۔ اخبار میں خبر آئی ہے کہ انہوں نے چائے پی ہے۔ اور چائے پینے کے نتیجہ میں ان کا تبادلہ ہوا ہے۔ اگر چائے پینے کی خبر غلط آسکتی ہے تو کیا ان کا نام غلط نہیں لکھا جا سکتا ہے۔ یہ بالکل ROUTINE کا تبادلہ ہے انتظامی معاملہ ہے۔ اس آدمی کو تین سال وہاں پر تعینات ہوئے ہو گئے تھے۔ اس قسم کے تبادلے روزانہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس میں حکومت کی کوئی بدنیتی نہیں ہے اور میں اپنے معزز بھائی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت جب بھی کوئی اس قسم کا فیصلہ کرتی ہے

تو وہ پالیسی کے تحت کرتی ہے اور وہ انتظامی فیصلے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے فیصلے میں کسی معزز رکن کے چائے پینے یا نہ پینے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کسی معزز رکن کے ساتھ کسی سرکاری ملازم کا کوئی تعلق ہے تو ہمارے انتظامی فیصلے کو وہ تعلق متاثر نہیں کرتا۔ بلکہ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ پچھلے دنوں میرے حلقہ انتخاب سے چند لوگ آئے اور وہ بڑے جذبات میں تھے کہ فاروق لغاری صاحب مرکزی وزیر پانی و بجلی نے تین لائن مینوں کے تبادلے کئے تھے اور یہ تبادلے صرف اس غصے میں کئے ہیں کہ ان کا تعلق مسلم لیگ سے تھا۔ لہذا انہوں نے وزیر تعلیم صاحب سے کہا کہ آپ بھی ایک دو اساتذہ کے تبادلے کر دیں۔ یہ بات انہوں نے میری موجودگی میں سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب سے کی۔ کھوسہ صاحب نے میری موجودگی میں ان لوگوں کو یہ جواب دیا کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ انہوں نے تو اس قسم کا اقدام کیا ہے کہ "چیونٹی کو توپ سے مارا ہے۔" کہاں وزیر پانی و بجلی اور کہاں اسسٹنٹ لائن مین۔ معمولی گریڈ ایک کا ملازم ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے اس قسم کا اقدام کیا ہے تو آپ مجھے اس کیلئے مجبور نہ کریں اور مجھ سے اس قسم کی حرکت نہ کروائیں اسلئے میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں اور میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ میری موجودگی میں انہوں نے یہ باتیں کی۔ لہذا اس سلسلے میں معزز رکن کو یا تو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ بعض اوقات اخبار میں ایسی خبر چھپ جاتی ہے جس میں ان کو پورے واقعات کا پتہ نہیں ہوتا، اسلئے اخبارات میں ذرا مختلف خبر آجاتی ہے۔ لہذا میں اپنے معزز بھائی کو ایک دفعہ پھر یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ یہ تبادلے انتظامی وجوہ کے تحت ہوا ہے۔ ورنہ اس افسر کو اسلیئے وہاں سے تبدیل نہیں کیا گیا کہ معزز رکن اس کے پاس گئے تھے اور اس کے پاداش میں انہیں یہ سزا ملی ہے۔ اس کا دور سے بھی تبادلے کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! وزیر موصوف نے بالکل یہی کہا ہے جو میں نے کہا ہے کہ کسی افسر کا تبادلہ ہونا یا نہ ہونا، کسی کی وجہ سے ہونا یا نہ ہونا یہ استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ انتظامی مسئلہ ہے اس پر آپ جو بھی فیصلہ کریں یہ میرا استحقاق نہیں ہے۔ یہ محکمے کا اپنا مسئلہ ہے اور انتظامی مسئلہ ہے۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ مجھے اس تبادلے میں MALIGN کیا گیا ہے اور انہیں نے فرمایا ہے کہ آپ کا نام غلطی سے لکھا گیا ہے۔ یہ

ایک ایڈمنسٹریٹو مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں جو بھی ہو میرا استحقاق نہیں ہے۔ یہ محکمہ کا حق ہے۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ مجھے اس تبادلے میں MALIGN کیا گیا اور انہوں نے فرمایا کہ آپ کا نام غلطی سے لکھ دیا گیا ہے۔ جناب والا، میری نام تو اتنا مشکل ہے کہ وہ ارادتاً بھی لکھنا اکثر اوقات مشکل ہوتا ہے۔ لیکن غلطی سے بالکل ہی نہیں لکھا جا سکتا۔ یہ انتہائی پڑھا لکھا آدمی سوچ سمجھ کر ہی لکھ سکتا ہے۔ میرے نام کے مجھے ایسے نہیں آسانی سے لکھے جا سکیں۔ جناب والا، یہ غلطی سے نہیں لکھا گیا یہ ارادتاً لکھا گیا ہے اور میں آپ سے گذارش کرتا ہوں اور آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ وزیروں کو چھوٹے ملازمین کے تبادلوں میں INVOLVE نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا، گجرات میں یہ واقعہ ہوا ہے کہ محکمہ کے سربراہ کو بلا کے ایک وزیر موصوف نے یہ کہا ہے اور ایک ایک کو کھڑا کر کے کہا ہے کہ اگر فلاں فلاں آدمی کے کہنے پر کوئی کام ہوا تو سمجھ لینا کہ تو نے نوکری کرنی ہے یا نہیں۔ میں اس کا گواہ نہیں۔ میں اس کو استحقاق بنا کے ایوان میں نہیں لایا۔ یہ وزیر کے اختیار میں ہے کہ ایک پی ٹی سی ٹیچر یا کلاس چہارم کے ملازم کو یا ایک چپڑاسی کو اٹھا کر کسی دوسرے سکول میں پھینک دے اور اسے احساس ہو کہ میں وزیر ہوں اور خدا نہ کرے کہ ان لوگوں کی سیاست چپڑاسی اور پی ٹی سی اساتذہ کے خلاف استعمال ہو۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ آپ اس پہ کافی بول چکے۔ آپ نے اس پر مختصر بیان بھی دے دیا ہے۔ آپ کی تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ کیسے نہیں بنتی۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ محکمہ میں معمول کے مطابق تبادلے ہوتے رہتے ہیں یہ نہیں ہے کہ آپ نے چائے پی اور اس کا تبادلہ ہو گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، میں نے یہ نہیں کہا۔ تبادلے ہوتے رہتے ہیں۔ وہ تو وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ آپ اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ آپ کی تحریک استحقاق پر میں اپنی رولنگ دے چکی ہوں۔

ایک معزز رکن۔ میرے خیال میں کورم پورا نہیں ہے۔

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ تحاریک التوائے کار کے لیے آدھ گھنٹہ ہے۔ اگر آپ ان کو لینا

چاہتے ہوں تو کارروائی آگے چلائیں۔ ویسے معزز رکن نے کورم کا سوال اٹھایا ہے۔ گنتی کی جائے۔

(ایوان میں کورم نہیں تھا۔ کارروائی پانچ منٹ کے لیے معطل کر دی گئی)

دوبارہ کورم پورا نہ ہوا تو ایوان کی کارروائی کو پندرہ منٹ کے لئے معطل کر دیا گیا)

(اس مرحلہ پر محترمہ چیئرپرسن بیگم نجمہ حمید صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئرپرسن صاحبہ۔ گنتی کی جائے۔۔۔۔۔ گنتی کی گئی کورم نہیں ہے۔ پرسوں ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء شام ۵ بجے تک ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی منگل ۲۸ فروری شام ۵ بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء

(سہ شنبہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

جلد IV شمارہ ۳

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء

(بشمول جلد IV شمارہ جات ۱ تا ۴)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ - - - - - - - - - - - - - - - - - - ۱۲۳

سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف احتجاج کرنے والے شہدا کیلئے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی ۱۲۴

نشان زدہ سوالات اور اُنکے جوابات - ۱۲۵

نشان زدہ سوالات اور اُنکے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) - - - - - - - - - - ۱۵۲

غیر نشان زدہ سوالات اور اُنکے جوابات - - - - - - - - - - - - - - - - - - ۱۷۷

اراکین اسمبلی کی رخصت - ۱۸۷

تحریک استحقاق نمبر ۲۰ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا - - - - ۲۰۴

مسئلہ استحقاقات :-

غیر آئینی طور پر وزیر اعلیٰ کے آٹھ مشیروں کا تقرر - - - - - - - - - - - - - - - - ۲۰۶

مولانا منظور احمد چنیوٹی کو قادیانیوں کے دھمکی آمیز خطوط - - - - - - - - - - - - - ۲۱۷

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

منگل ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء

(سہ شنبہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام ۳۰ - ۶ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

(سورۃ النساء پارہ ۵ آیت ۶۵ تا ۷۰)

تمہارے پروردگار کی یہ لوگ جب تک اپنے نزاعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے اور اگر ہم انہیں حکم دیتے کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالو یا اپنے گھر چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں سے تھوڑے ہی ایسا کرتے اور اگر یہ اس نصیحت پر کاربند ہوتے جو ان کو کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر اور (دین میں) زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا اور ہم ان کو اپنے ہاں سے اجر عظیم بھی عطا فرماتے۔ اور سیدھا رستہ بھی دکھاتے۔ اور جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے یہ خدا کا فضل ہے اور خدا جاننے والا کافی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

سلمان رُشدی کی کتاب کے خلاف احتجاج کرنے والے شہدا کے لئے دُعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! میں تحریک پیش کرتا ہوں "کہ سانحہ اسلام آباد کا ایک اور نوجوان شہید ہو گیا ہے۔ اسی طرح بمبئی میں بھی ۲۰ کے قریب مسلمان اس سانحے میں شہید ہو گئے ہیں۔ وہ ہمارے مسلمان بھائی سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اسلئے ان کیلئے دعائے مغفرت اور فاتحہ پڑھی جائے۔"

جناب سپیکر یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"کہ سانحہ اسلام آباد کا ایک اور نوجوان شہید ہو گیا ہے۔ اس طرح بمبئی میں بھی ۲۰ کی قریب مسلمان اس سانحہ میں شہید ہو گئے ہیں وہ ہمارے مسلمان بھائی سلمان رُشدی کی کتاب کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اس لئے اُن کے لئے دعائے مغفرت اور فاتحہ پڑھی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

(اس مرحلہ پر شہدا کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

صاحبزادہ محمد احمد۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ۲۳ تاریخ سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ہے۔ اس دن سے لیکر آج تک مسلسل ڈیڑھ گھنٹہ روزانہ اسمبلی کا اجلاس تاخیر سے شروع ہو رہا ہے لہذا میں یہ گذارش کروں گا کہ وقت کی پابندی نہایت اہم چیز ہے۔ خاص طور پر یہ ایک عظیم ادارہ ہے قوم ہم سے توقعات وابستہ رکھتی ہے اور یہاں پر قوم کا سرمایہ خرچ ہوتا ہے۔ اسلئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرنی چاہیے اور آپ کی وساطت سے میں اپنے معزز ممبران سے بھی یہ التماس کروں گا کہ ہم سب کو چاہیے کہ ہم وقت کی پابندی کریں تاکہ قوم کو ہم بتا سکیں کہ ہم ان کیلئے کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ ہم قوم کے منتخب نمائندے ہیں۔ اسلئے میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ ایک فوری نوعیت کا مسئلہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس طرف توجہ دیں گے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ! بڑی اچھی تجویز ہے۔
ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش۔ جناب والا میں تو کافی دیر سے ایوان میں بیٹھا ہوا ہوں۔ البتہ حکومتی بنچوں کے لوگ ذرا دیر سے آتے ہیں وہ اس بات کو دھیان میں رکھیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔
میاں محمود الحسن ڈار۔ جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ کل بھی شام کا اجلاس ہونا چاہیے۔ کیونکہ کل امام صادق اور امام جعفر علیہ السلام کی نیاز کا دن ہے۔ اسلئے اوّل تو آپ کل چھٹی کرلیں ورنہ شام کا اجلاس کیا جائے۔
جناب سپیکر۔ ابھی تو اجلاس شروع ہوا ہے۔ جب آج کا جلاس ملتوی کرنے کا وقت آئے گا تو پھر آپ کی تجویز پر غور کیا جائے گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ تعلیم سے متعلق آج سوالات ہیں۔
میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر یہ پہلا سوال نمبر ۳۵ جب زیر بحث تھا جب آپ نے وقفہ سوالات کو DEFER کر دیا تھا۔
جناب سپیکر۔ میاں محمود الحسن ڈار صاحب۔

ہیڈ کلرکوں کی براہ راست تقرری کی تحقیقات

*۳۵۔ میاں محمود الحسن ڈار۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-------
(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ ہذا میں ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کی ہے۔
(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ نچلے طبقہ کے سرکاری ملازموں کے ساتھ زیادتی کے مترادف نہیں ہے۔ اور قانون کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے۔
(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت براہ براست بھرتی کئے گئے ہیڈ کلرکوں کی تعیناتی ختم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ محکمہ نے اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کو براہ راست بھرتی کیا ہے۔

(ب) اس بھرتی سے نچلے طبقوں کے سرکاری ملازمین کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ منسٹریل اینڈ سوبارڈینیٹ سروس رولز ۱۹۶۳ء کی شق نمبر ۵ (ب) کے تحت محکمہ ہذا ۲۵ فیصد اسسٹنٹ ہیڈ کلرکوں کی براہ راست بھرتی کرنے کا مجاز ہے۔

(ج) جزب کے جواب میں یہ غیر متعلقہ ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار۔ جناب سپیکر کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے فیصل آباد میں کتنے ہیڈ کلرکوں کو براہ راست بھرتی کیا ہے۔؟

جناب سپیکر۔ اس کیلئے تو نیا سوال چاہیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ اگر آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ورنہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ میاں منظور احمد موہل ضمنی سوال کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ۲۵ فیصد ہیڈ کلرکوں کو ہم براہ راست بھرتی کرتے ہیں۔ میں ان سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ۲۵ فیصد سے زیادہ آپ نے بھرتی کئے ہیں تو کیا آپ انہیں ملازمت سے نکالیں گے اور ان کی جگہ چھوٹے اہل کار جن کا حق بنتا ہے ان کو ترقی دے دیں گے۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کے توسط سے ایوان میں یہ عرض کر دوں اس وقت تک ہم نے کل ۱۸ فیصد ہیڈ کلرک براہ راست بھرتی کئے ہیں۔ اس کی تفصیل میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ کل آسامیاں۔ ۶۰۴، براہ راست بھرتی۔ ۱۰۶

جناب سپیکر۔ سردار صاحب ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر آپ نے ۲۵ فیصد سے زیادہ براہ راست ہیڈ کلرک بھرتی کئے ہوں تو کیا آپ ان کو ملازمت سے نکال دیں گے اور ان کی جگہ پر ان لوگوں کو ترقی دیں گے جن کا حق بنتا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ہم ۲۵ فیصد سے تجاوز نہ کریں۔
جناب سپیکر۔ اور اگر ایسی صورت حال ہو تو۔۔۔۔۔۔
وزیر تعلیم۔ یہ صورت حال پیدا نہیں ہو گی کیونکہ ہمارے اوپر ۲۵ فیصد کی قید ہے۔۔۔۔۔۔۔
میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر انہوں نے ۲۵ فیصد سے زیادہ کئے ہیں تو پھر کیا یہ انہیں ہٹا دیں گے۔ اور اگر انہوں نے ۲۵ فیصد سے زیادہ نہیں کئے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔
وزیر تعلیم۔ ٹھیک ہے۔ اگر ۲۵ فیصد سے زیادہ ہوئے تو ہم انہیں ہٹا دیں گے۔
میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف۔ جناب والا میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ اگر یہ تعداد ۲۵ فیصد سے زیادہ ہوئی تو یہ ان کو ہٹا دیں گے اور حقدار لوگوں کو ترقی کا موقع دیں گے۔
جناب سپیکر۔ خواجہ صاحب اس کا جواب آچکا ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ یہ آپ نے فرمایا ہے کہ قواعد کے تحت یہ بھرتیاں ہوئی ہیں اس لیے یہ زیادتی نہیں ہوئی۔ کیا کوئی ایسا قاعدہ بنایا جا سکتا ہے کہ جس کے تحت ملازمین کے ساتھ زیادتی ہو جائے۔؟
جناب سپیکر۔ اپنا سوال دہرائیے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔
جناب سپیکر۔ میں نے ؟
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب میں وزیر تعلیم کی بات کر رہا ہوں۔ آپ سے تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ویسے میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ پرسوں سے آپ انتہائی معنی خیز طور پر مسکرا رہے ہیں۔ میں اس میں بھی الجھا ہوا ہوں۔ اور میں سوچتا رہا ہوں کہ آخر یہ اچانک پر اسرار اور معنی خیز مسکراہٹ اپنے اندر کوئی طوفان لیے ہوئے تو نہیں؟۔ جناب سوال وزیر تعلیم سے یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس قاعدے کے تحت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
جناب سپیکر۔ میرے مسکرانے پر بھی آپ کو اعتراض ہے؟
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، اعتراض نہیں ہے۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

میں تو چاہتا ہوں کہ لوگ ہنستے اور مسکراتے رہیں۔ اور ہم تو صوبے کا مستقبل آپ میں دیکھ رہے ہیں۔ (قہقہے) اور جناب والا، میرا ضمنی سوال یہ ہے۔

میاں محمود الرشید۔ یہ صوبے کا مستقبل آپ میں دیکھ رہے ہیں۔ کبھی ادھر بھی دیکھ لیا کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ انشاء اللہ صوبے کا مستقبل کبھی ان کے ہاتھ میں نہیں جائے گا۔ خدا وہ دن نہ لائے کہ وہ ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ MINISTERIAL RULES کے اندر ان کو اختیار ہے کہ ۲۵ فیصد اپنے آپ رکھ سکتے ہیں اور اس کے ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ ملازمین کے ساتھ زیادتی نہیں ہوئی۔ کہ ایسا قاعدہ بنایا جا سکتا ہے جس کے تحت ملازمین کے ساتھ زیادتی ہو جائے۔ جناب والا، یہ قاعدہ بذات خود زیادتی ہے۔ کیا قواعد کے تحت زیادتی کی جا سکتی ہے۔ میں اس طرح سے سوال کر دیتا ہوں۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر، یہ قاعدہ اس حکومت نے نہیں بنایا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا یہ ۱۹۶۲ء سے یہ قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ ان کے تحت یہ ۲۵ فیصد کا کوٹہ رکھا گیا تھا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میرا سوال یہ نہیں ہے کہ یہ قواعد اس حکومت نے بنائے ہیں۔ بلکہ میرا سوال یہ ہے کہ اس رول کے تحت زیادتی کی جا سکتی ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب سپیکر! نوابزادہ صاحب کے بعد میں کافی دیر سے کھڑا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو جتنا چاہے شور مچا لے اس کی باری اتنی ہی زیادہ آئے گی۔ دس منٹ ہو گئے ہیں میں ضمنی سوال پہ کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ سے زیادہ شور مچانے والے کا نام لیں جناب جاوید صاحب۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر تعلیم صاحب یہ فرمائیں گے کہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ چار پانچ تک ساری بھرتی وزیر تعلیم ہی کرتے ہیں یا مقامی طور پر

بھی کسی کو اجازت ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا، یہ غیر متعلقہ سوال ہے یہ ہیڈ کلرکس اور اسسٹینٹس سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کوئی دوسرا سوال کرنا چاہیں گے؟

جناب جاوید محمود گھمن۔ جی! اس کا تو جواب آیا ہی نہیں۔

جناب سپیکر۔ ذرا یہ سوال دہرایئے گا۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب والا، میں اپنا سوال دہرا رہا ہوں کہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ ۵ تک جو بھرتی ہوتی ہے وہ وزیر تعلیم براہ راست خود کرتے ہیں یا متعلقہ افسران کو بھرتی کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ غیر متعلقہ سوال ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب والا، یہ اوپر دیا ہوا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ ھذا میں ہیڈ کلرکوں کی بھرتی-----

جناب سپیکر۔ یہ ہیڈ کلرکوں کی بھرتی کے متعلق ہے۔ گریڈ ۱ سے گریڈ ۵ تک کے کیڈر میں ہیڈ کلرک اور اسسٹینٹس نہیں آتے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ گریڈ ۴ میں ہیڈ کلرک آجاتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ گریڈ ۵ سے اوپر آتے ہیں۔ -------- جی کنور اعجاز صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب کنور اعجاز علی۔ جناب سپیکر، میں اس بات پر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہیڈ کلرک صاحبان کی بھرتی جو محکمہ تعلیم میں کی گئی ہے۔ اگر یہ ثابت ہوا کہ ۲۵ فیصد سے زائد بھرتی ہوئی ہے تو کیا ان کے پاس زائد بھرتی کیے گئے ہیڈ کلرک صاحبان کو فارغ کرنے کے اختیارات ہیں؟

جناب سپیکر۔ اس سوال کا جواب آچکا ہے۔

جناب کنور اعجاز علی۔ ان کو ہٹانے کے اختیارات ان کے پاس ہیں یا نہیں۔؟

وزیر تعلیم۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب تعیناتی کے

احکامات جاری کئے جاتے ہیں تو اس میں مدت آزمائش ہوتی ہے۔ اس آزمائشی مدت کے اندر ہمیں اطلاع فراہم کر دیں گے تو ہم کارروائی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ سید ناظم حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے وہ اتنی دھیمی آواز میں دیا گیا ہے کہ آپ نے تو سن لیا ہو گا میں نہیں سمجھ سکا۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ دوبارہ وضاحت سے وہ فرما دیں۔

جناب سپیکر۔ اب میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وہ ذرا اونچی آواز میں جواب دیں۔

جناب کنور اعجاز علی۔ جناب سپیکر۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ جواب چاہتا ہوں کہ اگر وہ تین ماہ کی مدت بھی پوری ہو چکی ہو تو اس صورت میں ان کے پاس اختیارات ہوں گے۔؟

وزیر تعلیم۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ اول تو ہم اس وقت تک صرف ۱۸ فیصد بھرتی کر چکے ہیں اور ۲۵ فیصد سے تجاوز نہیں کریں گے لیکن بار بار اصرار کیا جا رہا ہے تو تب میں نے عرض کیا کہ اگر اس قسم کی کوئی صورت حال کہیں سے یہ پوائنٹ آوٹ کریں گے تو ہم ہٹا دیں گے۔ اس کا طریقہ کار انہوں نے پوچھا ہے تو میں نے پھر عرض کیا ہے کہ آزمائشی مدت کے اندر اگر اطلاع ملے گی تو اس کو ضابطے کے تحت ہم ہٹا سکتے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین۔ ضمنی سوال۔ جناب والا، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ فرمانا پسند کریں گے کہ یہ ۲۵ فیصد آدمیوں کو جو زائد بھرتی کیا گیا۔ کیا انتخابات میں یہ بددیانتی کے مترادف نہیں ہے اور انہیں سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا گیا ہو۔؟

جناب سپیکر۔ یہ سارے بیانات ایک مفروضے پہ کیے جا رہے ہیں

جناب عبدالقادر شاہین۔ جناب یہ مفروضے پر نہیں بلکہ ہمارے پاس ایسی دستاویزات موجود ہیں کہ وزیر موصوف اور چیف منسٹر صاحب نے ہمارے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کو DIRECTIVES بھیجے ہیں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کے لوگوں کو کہ فلاں شخص کو اس حلقہ میں اتنا کوٹہ دے دیا گیا۔ اگر آپ حکم کریں تو وہ دستاویزات پیش کی جا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر۔ میرے بھائی اس سوال کا جواب تفصیل سے دیا جا چکا ہے اور وزیر تعلیم نے یہ کہا ہے کہ ۲۵ فیصد سے تجاوز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان کے پاس اعداد و شمار ہیں اور

انہوں نے CATAGORICALLY یہ کہا ہے کہ ۱۸ فیصد سے زیادہ ہم نے بھرتی نہیں کیے۔ اب اگر ان کا بیان غلط ثابت ہوتا ہے تو آپ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ روایات بھی ہیں اور ضوابط بھی کہ وزیر ایوان میں جو بیان دے گا اس کو صحیح تسلیم کیا جائے گا۔ کوئی اور ضمنی سوال ہے۔؟ اسلم گورداسپوری صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالقادر شاہین۔ جناب سپیکر۔ دو آدمیوں کو ایک ہی دفعہ ایک ہی ضلع میں پہلے تقرر کیا گیا پھر احکام منسوخ کیے گئے، پھر DIRECTIVE بھیجا گیا لیکن انہیں اپنے محکمے کے مکمل کوائف کا علم نہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جناب اسلم گورداسپوری ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب سپیکر، وزیر موصوف کے بیان سے کوئی اختلاف نہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اگر محکمے میں کلرک موجود تھے تو ان کو اسسٹنٹ ہیڈ کلرک بنایا جا سکتا تھا۔ یہ براہ راست اوپر سے لا کر جو بھرتی کی گئی ہے لیکن جو کلرک وہاں پہلے بیٹھے تھے ان کے ساتھ یہ زیادتی نہیں ہے؟

جناب سپیکر۔ محمود الحسن ڈار صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

جناب محمود الحسن ڈار۔ ٹھیک ہے یہ قانون میں ۲۵ فیصد کی بات کرتے ہیں لیکن اس میں یہ دیکھنا ہے کہ جو بیچارے غریب کلرک، جو نیئر کلرک بیٹھے ہوئے ہیں ان کی سنیارٹی بنتی ہے انہوں نے براہ راست بھرتی کر کے اسے روک دیا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بتائیں تو سہی کہ آپ نے کتنے آدمی بھرتی کئے ہیں تاکہ فلور پر پتہ چل سکے کہ موجودہ حکومت نے ضمنی انتخابات کی وجہ سے آدمی براہ راست بھرتی کئے ہیں؟ اور انہوں نے میرٹ کو بھی نہیں دیکھا ہے۔

جناب سپیکر۔ ڈار صاحب اس پر تازہ سوال ہو گا۔ جناب امجد حمید دستی صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، میں دستی صاحب کو ضمنی سوال کرنے کے لیے کہہ چکا ہوں اس کے بعد خواجہ صاحب کوئی بہت ہی ضروری ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد اس سوال پر

ضمنی سوالات کا سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ اس کے بعد اگلا سوال بھی آنا ہے۔ اگلے سوال پر ضمنی سوال کیجئے۔ تشریف رکھیے یہ میں دستی صاحب کو ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ آپ کا خیال ہے کہ آج کے وقفہ سوالات میں صرف ایک سوال پر ضمنی سوال کئے جائیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو سوال کریں گے ورنہ نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اجازت نہیں دیتا۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ۲۵ فیصد کوٹہ ہے اس کی بھرتی کا کیا CRITARIA اور کیا اصول ہے؟ نمبر ۲ میں اس کے ساتھ ہی کر دیتا ہوں کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ ایک ہی سوال ہو گا۔

جناب سپیکر۔ جی ہاں ایک ہی سوال ہو گا۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ ایک بات یہ ہے کہ بھرتی کرتے وقت ڈویژن وار فیصلہ کیا جاتا ہے یا ہر ضلعے کا کوٹہ الگ ہوتا ہے۔ یہ دو سوال ہیں کہ CRITARIA کیا ہے وہ ضلع وار ہوتا ہے یا ڈویژن وار؟

ملک طیب خان اعوان۔ پوائنٹ آف آرڈر سر،

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، ملک طیب خان اعوان پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا! جب سب وزراء نے قواعد کے مطابق ایک فیصلہ کر لیا ہے تو پھر میرے خیال میں یہ وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ میرے معزز ممبر نے جتنے سوال کئے ہیں ان میں سے کوئی ایک سوال بھی ایسا نہیں ہے جو قانون اور قواعد کے مطابق ہو۔

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب! تشریف رکھئے۔ دستی صاحب تشریف رکھئے آپ کا سوال ہو گیا۔ اس کے آپ کتنے حصوں کے جوابات پوچھنا چاہتے ہیں۔؟

سردار امجد حمید خان دستی۔ تیسرا جناب والا نہایت ہی اہم حصہ ہے۔

جناب سپیکر۔ فرمائیے۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ کون سی اتھارٹی ہے جو تقرری

کرتی ہے؟ یہ تین جزو ہیں جن کے میں جوابات چاہتا ہوں۔

جناب وزیر تعلیم۔ جناب والا میں عرض کرتا ہوں۔ ایک تو انہوں نے ڈویژن اور ضلع وار کوٹے کے بارے میں کہا تو میں آپ کی وساطت سے عرض کر دوں کہ ڈویژن کے ہی لوگ لئے جاتے ہیں باہر سے نہیں لئے جاتے۔ دوسرا غالباً انہوں نے تعلیم اور CRITARIA کا کہا تھا۔ تو وہ CRITARIA WAIVE نہیں کیا جاتا، تو جو تعلیمی معیار ہے، جو اسکی اہلیت و قابلیت درکار ہوتی ہے وہ لازمی ہے وہ اس طرح سے لازمی دیکھی جاتی ہے اب سوال کا تیسرا حصہ ہے۔

جناب سپیکر۔ تیسرا حصہ کہ وہ کونسی اتھارٹی ہے؟

جناب وزیر تعلیم۔ تو یہ اتھارٹی کے بارے میں کہہ رہے ہیں تو وہ ڈسٹرکٹ آفیسر اور اس کے اوپر ڈائریکٹر ایجوکیشن ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ ایک ہی تقرر کنندہ حاکم ہے، نیچے اوپر کا کوئی مسئلہ نہیں۔

EITHER HE IS D.E.O. OR THE GOVERNMENT

جناب سپیکر۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ کہ ہیڈ کلرک کیلئے ایک ہی اتھارٹی ہے۔ یہ وزیر تعلیم اس بارے میں بتائیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ یہ اپنے عملے سے پوچھ لیں کہ کون اتھارٹی ہے؟

جناب سپیکر۔ جی خواجہ صاحب آپ کا آخری ضمنی سوال ہوگا۔

خواجہ محمد یوسف۔ جناب والا آپ کی اجازت سے میں صرف آخری ایک ہی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ ذرا انتظار فرمائیے وزیر تعلیم ابھی ارشاد فرمانے والے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اور ڈائریکٹر ایجوکیشن میں سے کون تقرر کنندہ حاکم ہے۔

جناب وزیر تعلیم۔ ریجنل ڈائریکٹر اس کا تقرر کنندہ حاکم ہے۔

جناب سپیکر۔ جی خواجہ یوسف صاحب ضمنی سوال کیجئے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا میں آپ کی توجہ ایک نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی دستی صاحب نے اپنے ضمنی سوال میں بڑی وضاحت سے یہ کہا تھا کہ

ڈویژن وائز یا ڈسٹرکٹ وائز کوٹہ مقرر ہے یا نہیں تو وزیر موصوف نے وہ جواب نہیں دیا، اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان سے گذارش کروں گا کہ وہ اس بات کا بھی جواب دیں کہ جب بھرتی ہوتی ہے تو اس کا ڈویژن وائز یا ضلع وائز کوٹہ مقرر کیا جاتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر۔ جی خواجہ صاحب! ضمنی سوال۔

خواجہ محمد یوسف۔ جناب والا میرا ضمنی سوال آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ ہے کہ کیا وہ یہ مناسب فرمائیں گے کہ وہ اس ہاؤس میں جواب دیں کہ کیا انہوں نے جب یہ حوالداروں کی اٹھارہ (۱۸) فیصد بھرتی کی ہے تو انہوں نے عوام کو آگاہ کرنے کیلئے اس کا کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے؟ وہ کسی COMPETITION میں آئے، انہوں نے کوئی امتحان دیا یا کوئی اور سلیکشن کا طریقہ ہے یا صرف اور صرف سفارشات تھیں اور انتخابات کے دن تھے۔

جناب سپیکر۔ خواجہ صاحب یہ سوال پہلے ہو چکا ہے۔

خواجہ محمد یوسف۔ جناب والا یہ سوال پہلے نہیں ہوا کہ بھرتی کرنے کا کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔؟

جناب سپیکر۔ آپ متوجہ نہیں تھے سوال ہو چکا ہے۔

خواجہ محمد یوسف۔ جناب والا یہ ہیڈ کلرک کی تقرری کے متعلق سوال ابھی تک نہیں ہوا۔ اور یہ تازہ سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، اگلا سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب۔ ڈار صاحب تشریف رکھیں۔

جناب محمود الحسن ڈرا۔ جناب والا میں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے شہر میں یہ بات ہوئی ہے وہاں پر ڈائریکٹر نے بھرتی کی ہے اور نہ ہی کسی اور نے بھرتی کی ہے وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائے اور بھرتی کی، میں وہ چٹیں پیش کر سکتا ہوں جس پر احکامات جاری کئے، آپ یہ کہیں کہ وزیر اعلیٰ جو ہے وہ ہی انتظامی اختیارات کا مالک ہے وہ ہی بھرتی کر سکتے ہیں نہ کوئی منسٹر بھرتی کر سکتا ہے اور نہ ہی وہاں پر کسی ڈائریکٹر نے بھرتی کئے ہیں۔ میں یہ ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، میں ان کو وہ چٹ دوں گا۔

جناب سپیکر۔ چیمہ صاحب کیا آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا میری آپ سے وساطت سے یہ عرض ہے اور روایات بھی یہ ہے کہ عام طور پر جو محرک ہوتا ہے وہ ایک سے تین سوال کر لیتا ہے۔ اس سے پہلے پچھلے تین سالوں میں ایک سوال پر پانچ چھ ضمنی سوال سے زائد کبھی نہیں ہوئے۔ جناب والا یہ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک سوال پر کبھی بھی پچاس ساٹھ ضمنی سوال نہیں آئے۔

جناب سپیکر۔ مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ۔ تو جناب والا آئندہ مہربانی کی جائے کہ اتنے زیادہ ضمنی سوالات نہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھئے۔ اس پر کوئی HARD AND FAST RULES نہیں ہیں۔ سوال کی اہمیت کے لحاظ سے اس پر ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ لیکن بالعموم ایک ہی سوال پر چھ سات سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں ہونے چاہئیں۔ اس میں خواجہ صاحب یہ ہوگا کہ آج کے وقفہ سوالات میں ۳۵ سوالات ہیں، مختلف دوستوں نے سوالات کئے ہیں۔ اگر آپ سب صاحبان ایک ہی سوال پر ضمنی سوالات کرنا چاہیں گے تو پھر ایک ہی سوال DISPOSE OF ہوگا۔ سارے ایک گھنٹے میں ایک ہی سوال DISPOSE OF ہوگا باقی ۳۴ سوال رہ جائیں گے۔ اس میں بہتر صورت یہی ہے کہ آپ NORMALY چار پانچ ضمنی سوالات کیجئے، اگلا سوال آئے اس پر ضمنی سوالات کیجئے پھر اگلا سوال آئے تو اس پر چار پانچ ضمنی سوالات کیجئے تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ سوالات DISPOSE OF کر سکیں۔ اس کی اصلی روح یہ ہے کہ جو ہمارے ممبر کا استحقاق ہے کہ وہ گورنمنٹ سے زیادہ سے زیادہ سوالات پوچھیں اور ان کے سوالات کے جوابات دئے جائیں وہ ان کے استحقاق کے مطابق اس پر عمل کیا جائے۔

اگلا سوال۔ راجہ جاوید اخلاص

گرلز پرائمری سکول سسرال کی عمارت کی تعمیر

*۳۹۔ راجہ جاوید اخلاص۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول سسرال کو ۱۹۸۶ء میں مڈل کا درجہ دیا گیا اور کلاسوں کا اجراء بھی ہو گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول ہذا کی عمارت کی تعمیر کے لئے ٹینڈر بھی طلب کئے گئے لیکن تین سال گزرنے کے باوجود عمارت کی تعمیر نہیں شروع کی گئی جسکی وجہ سے بچیوں کے بیٹھنے کے لئے شدید مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ سکول کی عمارت کی تعمیر شروع کرے گی۔ اور تاخیر کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ جزوی طور پر درست ہے۔

(ج) جناب چیف انجینئر نارتھ زون سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ سکول کی عمارت کی تکمیل کے لئے تخمینہ تیار کر کے ارسال کریں۔ اُن کی طرف سے تخمینہ موصول ہوتے ہی رواں مالی سال کے دوران ضروری فنڈز فراہم کروائے جائیں گے۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب والا سوال کے جزو (ب) کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ جزوی طور پر درست ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس میں سوال کا کون سا حصہ صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب آپ اپنا ضمنی سوال دہرائے گا۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب والا میں سوال کے جزو (ب) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ سوال جزوی طور پر درست ہے۔ جناب والا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جزوی سے ان کی کیا مراد ہے اور سوال کا کون سا حصہ درست نہیں ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا میں نے جیسے عرض کیا ہے کہ ٹینڈر طلب کرنے اور باقی عمارت کی تعمیر کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ اسی کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں کہ چیف انجینئر نارتھ زون کے پاس یہ نقشہ جا چکا ہے جب وہ اس کا تخمینہ بنا دیں گے اس کے بعد ٹینڈر طلب کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر۔ وزیر تعلیم صاحب جواب کے جزو (ب) میں آپ نے کہا ہے کہ یہ جزوی طور

پر درست ہے۔ اور سوال یہ تھا کہ عمارت کی تعمیر کے لئے ٹینڈر بھی طلب کئے گئے لیکن تین سال گزرنے کے باوجود عمارت کی تعمیر نہیں شروع کی گئی جس کی وجہ سے بچیوں کو بیٹھنے کے لئے شدید مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ جزوی طور پر آپ فرمایا کہ یہ درست ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر اس کے دو جزو ہیں کہ تعمیر کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے اب یہ بتائیں کہ ٹینڈر طلب کئے گئے ہیں۔ اسکے آگے ہے کہ تین سال گزرنے کے باوجود عمارت تعمیر نہیں ہوئی۔ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ ان میں سے کون سا جزو ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا! اس میں جو تاخیر واقع ہوئی ہے جیسے کہ میرے خیال میں معزز حضرات کو علم ہوگا کہ نرخوں کے بارے میں ٹھیکیدار صاحبان کا حکومت سے کوئی تنازعہ چل رہا تھا اور نرخوں پر نظر ثانی ہونی تھی۔ لہذا ٹینڈر طلب کرنے اور ٹینڈر دینے میں تاخیر ہوئی۔ اب ایک ڈیڑھ ماہ ہو چکا ہے نظر ثانی شدہ نرخ حکومت نے منظور کر لئے ہیں۔ اب اس میں اور تاخیر نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر۔ اب مزید تاخیر نہیں ہوگی۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال صرف اتنا ہے کہ تین سال پہلے ہی گزر چکے ہیں اب مزید تخمینہ تیار کرنے میں کتنا عرصہ لگے گا؟

جناب سپیکر۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ اب مزید کتنے دنوں تک اسکی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا جیسے میں عرض کر چکا ہوں کہ ابھی ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ نظر ثانی شدہ نرخوں کی منظور کا گزرا ہے اب انشاءاللہ مزید اس میں تاخیر نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر۔ اس کی تعمیر کب تا شروع ہو جائے گی؟

وزیر تعلیم۔ صرف چیف انجینئر سے جب ہمیں تخمینہ واپس آجائے گا اسکے بعد ٹینڈر لگا دیئے جائیں گے اور باقی کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! آپ اس کے لئے کوئی وقت مقرر کر سکتے ہیں اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر تعلیم۔ زیادہ سے زیادہ تین ماہ کے اندر کام شروع ہو جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ تین ماہ کے اندر۔

وزیر تعلیم۔ جی۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب تین ماہ کے اندر کام شروع ہو جائے گا۔

راجہ جاوید اخلاص۔ ٹھیک ہے۔

جناب عبدالقادر شاہین۔ جناب والا کیا اسکی یہ وجہ نہیں ہو سکتی کہ ان کو کوئی منظور نظر ٹھیکے دار نہ ملا ہو اور بھتے کا آپس میں کوئی طے نہ ہوا ہو۔ کوئی ایسی صورت حال تو نہیں؟

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ جب ایک ٹینڈر ہو جاتا ہے تو قواعد و ضوابط کے مطابق اس کی تکمیل نہیں ہوئی جبکہ تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا وزیر موصوف اب یہ بتائیں گے کہ اب جیسے انہوں نے وعدہ فرمادیا ہے کہ یہ تین ماہ میں کام مکمل ہو جائے گا؟

حاجی طیب خان اعوان۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا اسی سکول میں جو مڈل ہوا ہے کام ہو گا یا اور بھی جو تین چار مڈل ہوئے ہیں ان کی عمارتیں نہیں بنیں ان کے متعلق بھی وزیر تعلیم کوئی رائے رکھتے ہیں کہ ان کی عمارتیں بھی بنیں گی۔ تین سال سے مڈل سکول بن چکے ہیں لیکن عمارتیں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا آپ کا اس طرف زیادہ دھیان ہوتا ہے پتہ نہیں کہ ہم کیا گناہ کر بیٹھے ہیں۔؟

جناب سپیکر۔ وینس صاحب سیٹوں کی تبدیلی میں نے قائد حزب اختلاف کی درخواست پر کی ہے۔ میں نے آپ کو کوئی دانستہ طور پر یہاں نہیں بٹھایا۔ میں نے تو آپ کو وہاں بٹھایا تھا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا، یہ حصہ بھی آپ کے ماتحت اسی اسمبلی میں واقع ہے۔ یہ ممنوعہ علاقہ نہیں ہے۔ کیا آپ ہماری طرف کبھی دیکھتے ہی نہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ سیٹوں کی تبدیلی کی ناراضگی مجھ سے مت کیجئے گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا میں ناراضگی کی بات نہیں کر رہا۔ میں آپ کو یہ باور

کرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ حصہ بھی آپ کی عملداری میں آتا ہے۔ آپ کی حکمرانی میں واقع ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب ارشاد فرمائیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا یہ بات بنیادی طور پر میری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ سکول ھذا کی عمارت کی تعمیر کے لئے ٹینڈر بھی طلب کئے گئے۔ کیا کبھی تخمینہ لگنے سے پہلے ٹینڈر طلب کئے جا سکتے ہیں۔ جواب میں فرمایا گیا ہے کہ چیف انجینئر نارتھ زون سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ سکول کی عمارت کی تکمیل کے لئے تخمینہ تیار کریں۔ یہ کیا بوالعجبی ہے کہ پہلے تو ٹینڈر بھی طلب کئے گئے ہیں۔ جواب کے جزو (ج) میں کہا گیا ہے کہ تخمینے کے لئے چیف انجینئر کو کہا گیا ہے۔ یہ کیا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ یہ کیا صورت حال ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ شاید میرے جواب کو فاضل ممبر نے غور سے نہیں سنا۔ نظر ثانی شدہ نرخوں کے بعد جو تخمینہ از سر نو تیار کرنا ہے اس کے بارے میں عرض کیا تھا۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا وزیر موصوف جو جواب دیتے ہیں وہ سنائی نہیں دیتا یا تو وہ اپنا مائیک اونچا کر لیں یا وزیر موصوف کا قد ذرا چھوٹا کر دیں۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز کریں۔

وزیر تعلیم۔ میں اس کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنا قد ذرا اونچا کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ بات درست ہے کہ وزیر صاحب کی بات سمجھ نہیں آ رہی لیکن میری بات بھی یہ درست ہے کہ پچھلے تین سال سے وزیر ہی اس کو لگایا جا رہا ہے جس کی بات نہ سمجھ میں آتی ہو۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔

بوائز مڈل سکول ماچھیا کی عمارت کی تکمیل

*۰۰۰ راجہ جاوید اخلاص۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال ۱۹۸۶ء میں بوائز مڈل سکول ماچھیا کو ہائی کا درجہ دیا گیا اور

اسکی عمارت کی تعمیر بھی شروع کی گئی تھی۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ تین سال گزرنے کے باوجود صرف دیواریں تو کھڑی کر دی گئی ہیں مگر چھتیں نہیں ڈالی گئیں جس کے سبب لڑکے کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس عمارت کو مکمل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز کب تک اس کو مکمل کیا جائے گا۔
وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)
(ا) یہ درست ہے۔
(ب) یہ جزوی طور پر درست ہے۔
(ج) جناب چیف انجینئر نارتھ زون سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ سکول کی عمارت کی تکمیل کیلئے تخمینہ تیار کر کے ارسال کریں۔ ان کی طرف سے تخمینہ موصول ہوتے ہی رواں مالی سال کے دوران ضروری فنڈز فراہم کروائے جائیں گے۔
راجہ جاوید اخلاص۔ جناب والا یہ سوال بھی پہلے سوال کی طرح کا ہے اگر تین مہینوں میں اس کی بھی تعمیر شروع ہو جائے تو میرا کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اس کی بھی یقین دہانی کرا دی جائے۔ یعینہ وہی مسئلہ ہے۔
وزیر تعلیم۔ جناب والا یہ بالکل اسی نوعیت کا معاملہ ہے جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کیونکہ نظر ثانی شدہ تخمینہ کا مسئلہ تھا جیسے ہی وہاں سے نظر ثانی شدہ تخمینے آجاتے ہیں انشاءاللہ یہ کام شروع ہو جائے گا اور اندازاً وہی تین مہینے کے اندر کام شروع ہو جائے گا۔
سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو یہ تسبیح شروع ہو گئی ہے کہ (ب) جزوی طور پر درست ہے۔ کیا اس میں جزوی طور پر درست ہے یا نہیں ہے؟
جناب سپیکر۔ کنور اعجاز علی خان صاحب، ضمنی سوال ---- سردار صاحب، آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ آپ کو صرف "جزوی" پر اعتراض ہے۔
سردار امجد حمید خان دستی۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ کچھ درست ہے، کچھ غلط ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا غلط ہے اور کیا درست ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا، جیسا کہ میں پہلے آپ کی وساطت سے عرض کر چکا ہوں، چونکہ نرخوں کی نظر ثانی کا مسئلہ تھا، اس لیے میں نے یہ "جزوی" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ حالانکہ پہلے ٹینڈر لگائے گئے تھے۔ لیکن ٹھیکیداروں کا حکومت سے نرخوں کی نظر ثانی کا مطالبہ تھا، لہذا وہ تخمینے دوبارہ بنانے پڑے۔

جناب کنور اعجاز علی خان۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس عمارت کے لیے جو پہلا تخمینہ لگایا گیا اور جو خرچ ہو چکا ہے، وہ رقم کتنی تھی اور وہ ساری رقم لگ چکی ہے؟ اس کی وضاحت وزیر صاحب فرمائیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا یہ تازہ سوال ہے۔ اس سوال کا جواب اگر یہ چاہتے ہیں تو بھیج دیں، آئندہ اجلاس میں اس کا جواب پیش کر دیا جائے گا۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: POINT OF ORDER, MY HUMBLE SUBMISSION IS THAT THERE IS NO PROVISION IN THE RULES OF PROCEDURE WITH REGARD TO THE ANSWER. " JUZVI" IS PARTLY CORRECT AND THIS IS THE METHOD WHICH IS APPLIED IN THE COURTS WHERE THE EVIDENCE IS GIVEN. I WOULD SUBMIT SIR THAT THE ASSEMBLY IS FULLY AUTHORISED TO MAKE RULES UNDER ARTICLE 67 OF THE CONSTITUTION. THEREFORE, THIS ASSEMBLY SHOULD FRAME A RULE WITH REGARD TO THE MODE OF ANSWERS GIVEN BY VARIOUS MINISTERS ON THE FLOOR OF THE HOUSE. ALTHOUGH " JUZVI" IS PARTLY CORRECT BUT IT IS NOT CLEAR WHICH IS CORRECT AND WHICH IS NOT CORRECT. MY SUBMISSION IS THAT THE ASSEMBLY SHOULD MAKE A RULE WITH REGARD TO THE

GIVING OF ANSWERS UNDER THE PROVISION GIVEN IN THE RULES OF PROCEDURE.

جناب سپیکر۔ قانون و پارلیمانی امور کی جو کمیٹی بنے گی، آپ اپنی طرف سے یہ تجویز ان کو دیجئے گا، وہ اس پر غور کر لیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! یہ ایک بڑی واضح بات ہے کہ یہاں سوال کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس معاملے کو اسمبلی میں اٹھایا جاتا ہے، اس کے بارے میں مکمل طور پر چھان بین اور چھان پھٹک ہو جائے۔ اس لیے ضمنی سوالات ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ متعلقہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بات پھر وہی ہے۔ یہ ایک سوال ہے اور اتنا واضح ہے: کیا یہ درست ہے کہ تین سال گزرنے کے باوجود صرف دیواریں تو کھڑی کر دی گئی ہیں (یہ ایک جز ہے) مگر چھتیں نہیں ڈالی گئیں (یہ دوسرا جز ہے) جس کے سبب لڑکے کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ (یہ تین جز بنتے ہیں) جواب یہ ہے: یہ جزوی طور پر درست ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ معاملے سے پہلو تہی اختیار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور جان بوجھ کر ایسا کیا جا رہا ہے۔ اور یہ آپ کا فرض ہے کہ جو معاملہ اسمبلی کے اندر اٹھتا ہے آپ اس کو اس کے انجام تک پہنچا کر چھوڑیں، یہاں اکٹھے ہونے کا مطلب یہ ہے۔ اگر یہ جزوی طور پر درست ہے تو تینوں میں سے کون سا جز صحیح ہے اور کون سا جز غلط ہے۔ یہ کوئی اتنا تکلیف دہ نہیں کہ وہ اس کا جواب نہ دے سکیں۔ اب وہ بتائیں کہ کون سا جز ٹھیک ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ تین سال گزرنے کے باوجود دیواریں کھڑی ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ چھت نہیں ڈالی گئی اور بچے وہاں کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ بتائیں کہ اس میں کون سی بات غلط ہے۔ کون سی صحیح ہے۔ اب آپ بھی انہیں نکلنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ نکل جائیں۔ ہم بھی چاہیں گے کہ وہ نکل جائیں لیکن کچھ بتا کر نکلیں۔ یہ بڑی واضح بات ہے۔ اس کا یہ جواب دینا کہ جناب، چیف انجینئر نارتھ سے درخواست کی گئی ہے اور یہ بھی مبہم ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ اس میں ایک بات میں آپ سے عرض کروں، آپ ذرا تشریف رکھیے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ آپ کا حق ہے کہ وقفہ سوالات میں آپ حکومت کے کسی محکمے سے سوال

پوچھیں۔ اور متعلقہ وزیر کا یہ فرض ہے کہ وہ ان سوالات کے جوابات معزز رکن کو دیں اور ایوان کے سامنے بھی دیں۔ تو یہ اپنے GRIEVANCES کو AGITATE کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو راجہ جاوید اخلاص صاحب نے اپنے سوال میں کیا ہے جس پر جناب وزیر تعلیم نے جواب دیا ہے اور راجہ صاحب مطمئن ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں تین مہینے کے اندر اس کی تعمیر پر کام شروع کروا دوں گا اور راجہ صاحب کا اب کوئی مطالبہ باقی نہیں ہے۔ اب آپ اس کی باریکیوں میں جانا چاہتے ہیں۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کی باریکیوں میں جانے کی نسبت، کہ جس سوال کا محرک مطمئن ہو چکا ہے، آپ نئے سوال کی طرف آئیے اور اس پر ضمنی سوالات کیجئے، وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! سوال ایوان کی ملکیت ہے اور ایوان کو مطمئن کرنا بھی ضروری ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف سے بہتر جواب ہمیں عنایت حسین بھٹی فراہم کر سکتا ہے جو جواب انہوں نے فراہم کیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو آپ نے فرمایا ہے، اس پر گزارش یہ ہے کہ یہ صرف ایک ممبر کے استحقاق کی بات نہیں ہوتی۔ ہم پورے پنجاب کے ممبر ہیں۔ یہ مسئلہ صرف راجہ صاحب ہی کا نہیں۔ یہ ہمارا استحقاق ہے کہ ہمیں صحیح جواب فراہم کیا جائے۔ گول مول جواب نہ دیا جائے۔ مجھے تو اس پر بھی اعتراض ہے کہ ان کو درخواست کی گئی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں وزیر تعلیم پورے طور پر بااختیار ہیں۔ یہ ان کے اختیارات میں ہے۔ وہ DIRECTIVE بھی دے سکتے ہیں۔ اس طریقے سے EYE WASH نہیں کرنا چاہیے۔ صحیح طریقے سے پورا جواب دینا چاہیے۔ اگر یہی رسم ڈالی گئی تو اگر آج ہم ادھر بیٹھے ہیں تو کل کچھ اور لوگ بھی بیٹھیں گے تو پھر انہیں بھی جواب ایسے ملے گا۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں کہ اس ایوان میں جو بھی جواب ہونا چاہیے، وہ واضح ہونا چاہیے اور حقائق پر مبنی ہونا چاہیے۔ مبہم نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ اس میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں کہ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے مجھے

اتفاق ہے۔

جناب امان اللہ ملک۔ جناب والا۔ "جزوی" پر بات ہو رہی تھی۔ اگر وزیر موصوف "جزوی وزیر" ہیں، پھر تو یہ حق بجانب ہیں۔ اگر یہ بااختیار وزیر ہیں تو آئندہ کے لیے انہیں جزوی کا لفظ اپنے ہاں سے نکال دینا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال۔ جناب محمد خان جسپال۔ ملک صاحب، تشریف رکھیے۔

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا، ہمیں تو ابھی جواب نہیں ملا۔ ہمارے جو مڈل سکول بنے ہیں، ان کی عمارتیں نہیں بنیں۔

جناب سپیکر۔ آپ تازہ سوال دیں۔

ہائر سیکنڈری سکول پھلروان میں پرنسپل کی تعیناتی

*۱۴۱۔ چودھری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہائر سیکنڈری سکول پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں عرصہ دراز سے پرنسپل تعینات نہیں کیا گیا ہے جس سے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت کب تک سیکنڈری سکول مذکورہ میں پرنسپل تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) ہائر سیکنڈری سکول پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں اس وقت انچارج پرنسپل کام کر رہا ہے۔

(ب) پبلک سروس کمیشن کی طرف سے جونہی اس اسامی کو پر کرنے کے لئے امیدوار کا انتخاب ہو گا۔ فوراً پرنسپل کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

چودھری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر تعلیم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کب سے وہاں پرنسپل تعینات نہیں ہیں؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا یہ ۱۹۸۷ء سے ہائر سیکنڈری سکول کی سکیم شروع کی گئی ہے اور جب سے اس سکول کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا گیا ہے اس وقت سے یہاں انچارج پرنسپل کام کر رہا ہے۔

چودھری محمد خان جسپال۔ جناب میں نے یہ پوچھا ہے کہ کب سے وہاں پرنسپل کام نہیں کر رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کا واضح جواب آ گیا ہے۔

چودھری محمد خان جسپال۔ انہوں نے کہا ہے کہ انچارج پرنسپل کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس وقت سے پرنسپل نہیں ہے۔ انچارج پرنسپل کام کر رہے ہیں۔

چودھری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر تعلیم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب نے پبلک سروس کمیشن کو اس ضمن میں کوئی تحرک کیا ہے۔ کہ پرنسپل کی تعیناتی کا انتخاب کیا جائے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا پرنسپل کی تقرری کے لئے قواعد و ضوابط بنائے جا رہے ہیں۔ وہ اس وقت زیر غور ہیں اس میں دو محکمے اور بھی شامل ہیں۔ ایک محکمہ قانون ہے اور دوسرا محکمہ مالیات ہے۔ جونہی وہ قواعد و ضوابط مکمل کر لئے جاتے ہیں۔ پرنسپل کی تعیناتی میں کوئی اور تاخیر نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر۔ چودھری محمد خان جسپال صاحب اس جواب سے مطمئن نظر نہیں آتے۔

چودھری محمد خان جسپال۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا ہے کہ حکومت پنجاب پرنسپل کی تعیناتی کے لئے کوئی تحرک کر رہی ہے۔ کہ وہاں پرنسپل کو تعینات کیا جائے گا۔؟

جناب سپیکر۔ یہ ان کا ضمنی سوال درست ہے اس کا جواب دیا جائے۔ کہ کافی سالوں سے یہ سکول پرنسپل کے بغیر ہے۔ کیا حکومت پنجاب نے یا محکمہ تعلیم نے پبلک سروس کمیشن کو تحرک کیا کہ یہاں پرنسپل کی نامزدگی کی جائے۔

وزیر تعلیم۔ میں نے ابھی آپ کی وساطت سے یہ عرض کیا ہے کہ اس کے لئے قواعد تشکیل کئے جا رہے ہیں اس میں کم از کم تین محکمہ جات ہیں۔ وہ یہ ہیں محکمہ قانون، محکمہ تعلیم اور محکمہ خزانہ۔ جب یہ قواعد تشکیل پا جائیں گے تو اسی وقت یہ کیس پبلک سروس کمیشن کو بھیج دیا جائیگا۔

جناب سپیکر۔ اس وقت پبلک سروس کمیشن کو بھیجا جائیگا۔ آخری سوال محمد خان جسپال صاحب۔

چودھری محمد خان جسپال۔ وزیر موصوف کوئی یقین دہانی کرا سکیں گے کہ کب تک پرنسپل تعینات کرنے کا امکان ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا میں یہ عرض کرونگا کہ اس میں صرف محکمہ تعلیم نہیں ہے بلکہ محکمہ قانون اور خزانہ شامل ہے مجھے اس ضمن میں مہلت دی جائے میں ان سے معلوم کر کے اسمبلی کو آگاہ کر دونگا۔

جناب سپیکر۔ یہ درست ہے کہ وزیر تعلیم دیگر متعلقہ محکموں سے رابطہ کر کے اس ایوان کو بتائیں گے کہ یہ کب تک تحرک کریں گے؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خاں بنگش۔ جناب سپیکر! کوئی صاحب ایک سال کے عرصہ سے بطور قائم مقام پرنسپل کام کر رہے ہیں اس ایک سال کے عرصے میں اور کالجز میں بھی پرنسپل تعینات کئے گئے ہونگے کیا وزیر تعلیم بتائینگے کہ وہ کن قواعد کے تحت ان کی تعیناتی کی گئی ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا میں آپ کے توسط سے عرض کرونگا کہ یہاں ہائر سیکنڈری سکولز کی بات ہو رہی ہے نہ کہ کالجز کی بات ہو رہی ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ کیا کالجز کے پرنسپل صاحبان کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کرتا ہے۔ یا جو پہلے لیکچررز ہیں ان میں سے سینئر لیکچررز بھرتی کئے جاتے ہیں یہ آج تک نہیں ہے کہ کسی کالج کے پرنسپل کو پبلک سروس کمیشن نے براہ راست بھرتی کیا ہو۔

جناب سپیکر۔ یہاں کالجز کے پرنسپل کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ہائر سیکنڈری سکول کے پرنسپل کی بات ہو رہی ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ کیا وزیر تعلیم یہ بتائیں گے کہ کیا کالجز کے اور ہائر سیکنڈری سکولز کے پرنسپل صاحبان کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کرتا ہے یا لیکچررز اور سینئر لیکچررز میں سے پرنسپل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اس پر POLICY STATEMENT چاہتے ہیں۔

وزیر تعلیم۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کالجز کی بات نہیں ہو رہی یہ

۱۹۸۷ء میں ایک نئی سکیم شروع کی گئی تھی یہ ہائر سیکنڈری سکول کی سکیم کہلاتی ہے۔ اس کے لئے ہمیں پرنسپل صاحبان کی تعیناتی کے لئے قواعد تشکیل دیے ہیں جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس کے قواعد و ضوابط جلد از جلد بن جائیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میں وزیر تعلیم کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ یہ سکیم ۱۹۶۰ء میں بھی تیار ہوئی تھی۔ اس کے قواعد تشکیل دیئے گئے تھے۔ ہائر سیکنڈری سکولوں میں ایف اے کی کلاسز ہوتی ہیں۔ اور یہ انٹرمیڈیٹ کالج ہوتا ہے اس لئے کوئی اور قواعد بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا جواب مبہم ہے اگر قواعد نہیں بنائے گئے تھے تو ادارے کیسے قائم ہوئے تھے۔ قواعد و ضوابط پہلے بنائے جاتے ہیں ادارے بعد میں بنائے جاتے ہیں اور ان کا اجراء بھی بعد میں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب ہائر سیکنڈری سکولز کے قواعد و ضوابط بنائے گئے تھے۔ اور یہ قواعد و ضوابط پہلے بنے ہیں اور بعد میں اداروں کے پرنسپل کی تعیناتی ہوتی ہے۔ اسلئے جب کوئی ادارہ بنایا جاتا ہے تو اسکے قواعد و ضوابط پہلے بنائے جاتے ہیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا! اگر آپ مجھے موقع عنایت فرمائیں گے تو میں عرض کرونگا ہائر سکنڈری سکول علاقائی اور شہری ضرورتوں کے تحت فوری کھول دئے گئے تھے۔ اور پرنسپل کی تعیناتی کے قواعد و ضوابط بنانا کوئی اتنی مشکل بات نہیں تھی کہ ان ہائر سکنڈری سکولز کے اجراء کو التواء میں ڈال دیا جاتا چونکہ یہ علاقائی ضرورت تھی جہاں انٹر کالجز موجود نہ تھے وہاں یہ سسٹم فوری طور پر جاری کر دیا گیا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ اپنے سوال کو دہرائیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر قواعد پہلے بنتے ہیں کیا اس سکیم کے اجراء سے پہلے قواعد نہیں بنائے گئے تھے۔ دوسرے اگر اسکی فوری ضرورت تھی تو آج دو سال کے بعد بھی قواعد و ضوابط تشکیل نہیں دیئے گئے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا! درمیان میں اسمبلیوں کو توڑ دینا اور اسمبلیوں کا موجود نہ ہونا بھی اس

میں شامل ہے اور میں نے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ اس میں محکمہ تعلیم ہی نہیں بلکہ دو اور محکمہ جات بھی شامل ہیں۔ اور تینوں محکموں کا آراء اس میں شامل ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ قواعد کب تک تشکیل پا جائیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میں یہ نہیں پوچھوں گا۔ بلکہ انکا جواب MALAFIDE ہے نہ کوئی قواعد بن رہے ہیں۔ نہ انکا بنانے کا کوئی ارادہ ہے۔

جناب کنور اعجاز علی خاں۔ کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے جو پرنسپل اسوقت انچارج ہیں انہی کو وہاں پرنسل لگانے میں کیا امر مانع ہے؟

گرلز ہائی سکول بھلوال کی عمارت میں توسیع

*۴۹۔ چودھری محمد خان جسپال۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بھلوال کی عمارت ناکافی ہونے کے سبب چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعت کی طالبات کھلے آسمان کے نیچے تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول مذکور میں سائنس کی معلمات بہت کم ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بوائز مڈل سکول بھلوال کی عمارت کو بلڈنگ انجینئر نے خطرناک قرار دیدیا ہے اور کچھ عرصے تک متذکرہ سکول جنازگاہ اور اب ہسپتال کی پرانی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی عمارت میں توسیع اور بوائز مڈل سکول بھلوال کی عمارت کی تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ مذکورہ سکول میں سائینس کی دو معلمات اس وقت تعینات ہیں جو ضروریات کے لئے کافی ہیں۔

(ج) بوائز مڈل سکول بھلوال کا اجراء ۷۷-۴-۱۶ کو بطور سیکنڈ شفٹ سکول کیا گیا تھا اس کی عمارت کی تعمیر کے لئے تا حال بھلوال شہر میں زمین مہیا نہیں ہو سکی۔ مقامی لوگ کسی اضافی بستی میں اس کی منتقلی کے خلاف ہیں۔ لہذا اس وقت ہسپتال کی پرانی عمارت میں چل رہا ہے۔

(د) (I) گرلز ہائی سکول بھلوال کی عمارت میں کمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سکول میں دو اضافی کمروں کی تعمیر کے لئے فنڈز فراہم کئے جا چکے ہیں۔ اور تعمیر کا کام شروع ہے۔ آئندہ ترقیاتی پروگراموں کے ذریعے استحقاق کی بنیاد پر مزید کمرے بھی تعمیر کرائے جائیں گے۔

(II) مڈل سکول بھلوال کی عمارت کی تعمیر کے لئے زمین مہیا نہیں ہے۔ تاہم کوشش جاری ہے، جونہی زمین مل گئی۔ سکول کی عمارت کی تعمیر کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

چودھری محمد خاں جسپال۔ جناب والا! میں نے سوال کیا تھا کہ یہ درست ہے کہ بوائز مڈل سکول بھلوال کو بلڈنگ انجینئر نے خطرناک قرار دیا ہے اور کچھ عرصہ تک متذکرہ سکول جنازگاہ اور اب ہسپتال کی پرانی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔ لیکن اس کے جواب میں انہوں نے نہ تو یہ بتایا کہ بلڈنگز انجینئر نے کوئی ایسی خطرناک رپورٹ دی ہے یا نہیں اور نہ ہی یہ بتایا کہ سکول جنازگاہ میں بھی چلتا رہا ہے؟

جناب سپیکر۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری محمد خاں جسپال۔ جناب والا: یہی کہ میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ اور کیا یہ سکول جنازگاہ میں چلتا رہا ہے اور کیا بلڈنگز انجینئر نے رپورٹ خطرناک دی تھی؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے کہ صرف اور صرف سیکنڈ شفٹ کے طور پر یہ سکول شروع کیا گیا تھا۔ اس کے لئے علیحدہ جگہ محکمہ تعلیم نے نہ کوئی مقرر کی ہے نہ حاصل کی ہے۔ اگر مقامی طور پر یہ ہسپتال میں چلایا جا رہا ہے تو اسے ہم سختی سے چیک کریں گے اور اس کا کوئی نعم البدل اختیار کریں گے۔

چودھری محمد خاں جسپال۔ جناب والا! بلڈنگز انجینئر نے کیا یہ رپورٹ دی تھی کہ بلڈنگ

بالکل خطرناک حالت میں ہے؟ میرا سوال بھی یہی ہے جناب والا۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا! یہ میں معلومات حاصل کرنے پر ہاؤس کو عرض کر دونگا۔

جناب سپیکر۔ جسپال صاحب! اس کے بارے میں وزیر تعلیم صاحب ہاؤس کو مطلع کرینگے۔

چودھری محمد خاں جسپال۔ جناب والا! میرا دوسرا سوال یہ ہے۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ آخری سوال۔

چودھری محمد خاں جسپال۔ بہت اچھا جناب۔ تو کیا وزیر تعلیم مطلع فرمائیں گے کہ جو پرانا ہسپتال ہے جس میں سکول چل رہا ہے وہ بھی صوبائی گورنمنٹ کا رقبہ ہے اور ہسپتال کی بلڈنگ کہیں دوسری جگہ بن چکی ہے۔ اب وہ جگہ جو پرانے ہسپتال والی کہلاتی ہے اس کو الاٹ کرانے کے لئے لوگ مزید بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ تو کیوں نہ اس پرانے ہسپتال والی جگہ پر پروگرام بنایا جائے کہ یہیں سکول بن جائے؟

وزیر تعلیم۔ جی۔ ہم اس کے لئے کوشش کریں گے کہ اگر وہ زمین محکمہ تعلیم کو مل سکے تو اس پر ہم نیا سکول تعمیر کر دیں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! انہوں نے ایک سوال دیا تھا۔ اس میں بڑا واضح تھا کہ اس نے اس کو خطرناک قرار دیا ہے یا نہیں دیا۔ اور جناب وزیر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ معلومات اکٹھی کر کے پھر ہاؤس کو مطلع کریں گے۔ جناب سپیکر! ہاؤس نے تو پہلے ہی ان سے پوچھا ہے۔ اور لکھ کر پوچھا ہے کہ اس کو خطرناک قرار دیا تھا یا نہیں دیا تھا۔ اب پہلے سے یہ معلومات اکٹھی کیوں نہیں کی گئیں۔ جب یہ سوال کا حصہ ہے۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں کیا جا رہا۔ یہ تو سوال کا حصہ ہے۔ اور جو سوال کا حصہ ہے اس کے بارے میں معلومات کو اکٹھا کر کے ہاؤس میں نہ پیش کرنا یہ تو ہاؤس کی توہین ہے۔ اگر ہم یہ ضمنی سوال کر رہے ہوں پھر ہم ان کا یہ جواب مان لیں گے۔ ہم درست مانیں گے۔

جناب سپیکر۔ یہ اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے تو کتنی RELEVANT بات تھی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میں نے یہ ضمنی سوال تو نہیں کیا۔ میں نے تو آپ

کو توجہ اس طرف دلائی ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہیے تھی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہی ہے۔ میں نے اگر اس کو نہیں کہا تو اس کو تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر تصور کر لیتے ہیں!

جناب فضل حسین راہی۔ ہاں جناب والا! تصور کر لیا جائے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

ملک طیب خاں اعوان۔ جناب والا! اب یہ سوال پر توہین ہونی شروع ہو گئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! یہ ذرا جزوی ممبر کو بٹھائیں۔

جناب سپیکر۔ سوال آپ کا درست ہے لیکن ذرا ضابطے کے مطابق نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر تصور کیا جائے کہ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کو پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں کہ یہ سوال کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر تعلیم صاحب! یہ جائز بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ یہ جائز بات ہے کہ یہ سوال کا واقعی حصہ ہے جس میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ بلڈنگز انجینئر نے بوائز مڈل سکول کی عمارت کو خطرناک قرار دے دیا ہے اور اس حصے کا جواب آنا چاہیے تھا اور اگر یہ تحریر میں نہیں آیا تو کیا آپ زبانی بتانی کی پوزیشن میں ہونگے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات اگر کچھ معلومات حاصل کرنے میں تاخیر ہوئی ہے۔ وہ جو محکمہ تعلیم سے غیر متعلقہ یا اور محکمہ جات سے معلومات حاصل کرنے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ لیکن میں عرض کر چکا ہوں کہ محکمہ تعلیم نے یہ سکول صرف اور صرف SECOND SHIFT کے طور پر منظور کیا تھا۔ کسی اور عمارت یا کسی اور جگہ کا اس میں تعلق نہیں تھا۔ مقامی طور پر اگر وہ انتظام کر لیا گیا تو وہ غیر مناسب ہو گا اسے روک لیا جائے گا اور سیکنڈ شفٹ کے طور پر سکول چلنا چاہیے۔ انجینئر کی رپورٹ کے بارے میں راہی صاحب فرما رہے تھے تو وہ میں عرض کر چکا ہوں کیونکہ ان سے رپورٹ مانگنے میں ہم نے تو تاخیر نہ کی وہاں سے جواب اب تک نہ ملنے کی وجہ سے میں نے

عرض کیا ہے کہ مجھے اجازت دی جائے آئندہ میں اس بارے میں عرض کردونگا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! اگر جناب منسٹر کو ان کا محکمہ سوال کا جواب فراہم نہیں کرتا تو ان کو استعفے دے دینا چاہیے۔ ان کو سیٹ پر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ ان کا محکمہ پر اتنا قابو نہیں ہے کہ ہمارے سوالات کا جواب مکمل طور پر لے سکیں۔ یہ جزوی وزیر نہیں ہیں بلکہ مکمل وزیر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کی توہین ہے کہ ہاؤس کو لاعلم رکھا جارہا ہے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! جان بوجھ کر ایسا کیا جارہا ہے۔ جو وزیر اتنا قابو نہیں رکھتا کہ محکمہ ان کو مطلوبہ جواب فراہم کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بھی توہین ہے۔ یہ ان کی بے عزتی ہے۔ ان کا اپنا محکمہ کررہا ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب! تشریف رکھیں۔ ڈار صاحب تشریف رکھیے بات جائز ہے کہ سوالات کے جوابات بروقت آنے چاہیں۔ لیکن اس میں اگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر تاخیر ہو جائے جیسے وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ وہ ایوان کی میز پر سوال کا جواب رکھیں گے کہ یہ جو معاملہ ہے یہ محکمہ عمارات کے متعلقہ ہے براہ راست ان کے محکمے کا نہیں ہے۔ تو وہ ایوان کی میز پر اس سوال کا جواب رکھیں گے کہ آیا اس عمارت کو خطرناک قرار دیا گیا تھا اور اس اجلاس کے دوران رکھیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! اگر نہ رکھنے کی پوزیشن میں ہوں۔ نہ جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں تو کم از کم وہ ناگزیر وجوہات ہی ہاؤس کے سامنے پیش کی دی جائیں کہ وہ کونسی ایسی ناگزیر وجوہات ہیں۔ کونسے ایسے حالات ہیں جن کی وجہ سے وہ اطلاعات اکٹھی نہیں کرسکے۔ یہ ناگزیر وجوہات ہی ہمیں بتادی جائیں۔ یا پھر یہ تصور کرلیا جائے کہ یہ پنجاب اسمبلی کو میونسپل کارپوریشن سمجھ رہے ہیں۔ اس کا مطلب تو یہی ہے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

یونین کونسل ٹھٹھہ خلیل ضلع راولپنڈی میں ہائی سکول کا اجراء

*۷۱- جناب غلام سرور خان- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں بچیوں اور بچوں کا ایک ایک سکول کھولا جائے گا لیکن یونین کونسل ٹھٹھہ خلیل جو کہ راولپنڈی ضلع میں واقع ہے وہاں پر ابھی تک بچیوں اور بچوں کا کوئی ہائی سکول نہیں کھولا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ۸۹-۱۹۸۸ء میں اس یونین کونسل میں پالیسی کے مطابق کوئی ہائی سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں، وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ)

(الف) حکومت پنجاب نے ہر یونین کونسل میں ایک گرلز مڈل سکول اور ایک بوائز ہائی سکول استحقاق کی بنیاد پر کھولنے کا پروگرام بنایا لیکن ٹھٹھہ خلیل میں گرلز پرائمری اور بوائز مڈل سکول موجود ہے جن کا درجہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت بڑھایا جائیگا۔

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں جزو (ب) کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول برنالی کی عمارت کی تعمیر

*۹۷- چودھری محمد صفدر- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول برنالی ضلع گجرات کو پچھلے سال مڈل کا درجہ دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مڈل سکول کی عمارت کے لئے چودھری افتخار احمد خان چیئرمین یونین کونسل برنالی کے ذریعہ چار کنال رقبہ بھی سکول کی عمارت کے لئے محکمہ کے نام کروادیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک سکول کی عمارت کی تعمیر شروع نہیں کی گئی۔
(د) تو اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سکول کی عمارت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول برنالی کو ترقیاتی پروگرام ۸۹-۱۹۸۸ء کے تحت مڈل کا درجہ دیا گیا ہے۔
(ب) یہ درست نہیں ہے۔ چودھری افتخار احمد خان صاحب نے ابھی تک ۴ کنال زمین کا محکمہ تعلیم کے نام انتقال نہیں کرایا ہے۔
(ج) یہ درست ہے۔
(د) ۴ کنال زمین محکمہ تعلیم کے نام منتقل ہو جانے کے بعد حکومت عمارت کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کر دیگی اور تعمیر کا کام شروع ہو جائیگا۔

گورنمنٹ ہائی سکول برنالی کی عمارت کی تعمیر

۹۸۰- چودھری محمد صفدر۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول برنالی ضلع گجرات کی مرمت کے لئے محکمہ نے جولائی اگست ۱۹۸۶ء میں ٹھیکہ دیا تھا۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک سکول کی عمارت کی مرمت شروع نہیں ہوئی جس کی وجہ سے طالبعموں کو تکلیف کا سامنا ہے۔
(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مرمت شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہے؟

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔
(ب) یہ درست نہیں ہے۔ عمارت کی مرمت کا کام شروع ہے۔ تین کمرے اور ایک دفتر مکمل ہو چکا ہے۔ اور برآمدے کی مرمت کا کام جاری ہے۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

گورنمنٹ ہائی سکول برنالی کی عمارت کی تفصیلات

*۱۰۴۔ سید ذاکر حسین شاہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء تک گورنمنٹ ہائی سکول برنالی ضلع گجرات کی مرمت کے لئے کس قدر رقم مہیا کی گئی سال وار تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) ہر سال مرمت کا کام کس ٹھیکیدار کے ذریعے ہوا یا کسی کمیٹی کے ذریعے ہوا اگر کسی کمیٹی کے ذریعے ہوا تو کمیٹی کے ممبران کے نام نیز استعمال شدہ رقم اور تکمیل کے کام کی تفصیل الگ الگ سال وار بتائی جائے۔

(ج) ہر سال مرمت کے کام کی چیکنگ کس افسر نے کی اس کا عہدہ اور نام کیا ہے۔

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول برنالی کی مرمت کی تفصیلات سال ۸۶-۱۹۸۵ء میں کوئی رقم فراہم نہ کی گئی۔

سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں ۱۵،۰۰۰ روپے مرمت کیلئے مہیا کئے گئے۔

سال ۸۸-۱۹۸۷ء میں کوئی رقم فراہم نہ کی گئی۔

سال ۸۹-۱۹۸۸ء میں ایک لاکھ کی رقم مختص ہے۔

(ب) سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں کام پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے ہوا۔ تفصیل یہ ہے۔

۱۔ عبدالطیف ہیڈ ماسٹر ہائی سکول برنالی۔

۲۔ محمد شریف SST ہائی سکول برنالی۔

۳۔ غلام سرور کونسلر ہائی سکول برنالی۔

۱۵۰۰۰/۰۰ روپے کی رقم بذریعہ کمیٹی خرچ کی گئی۔ لہذا کوئی ٹھیکیدار مقرر نہ ہوا۔ اس رقم سے سفیدی کرانے کے علاوہ دیگر معمول کی مرمت کا کام کیا گیا۔

سال ۸۹-۱۹۸۸ء میں مرمت برآمدہ اور چار کمروں کی چھتوں کی تبدیلی پر مشتمل ہے۔ کام بذریعہ انجینئرنگ سیل محکمہ تعلیم شروع کیا جارہا ہے۔ جو کہ پراجیکٹ کمیٹی کروارہی ہے۔ ٹھیکیدار کا نام طلعت منیر ہے۔

۸۶- ۱۹۸۵ء اور ۸۸- ۱۹۸۷ء میں مرمت کا کوئی کام نہیں ہوا- ۸۷- ۱۹۸۶ء میں ۱۵۰۰۰/۰۰ روپے کی رقم بذریعہ پراجیکٹ کمیٹی خرچ کی گئی- کمیٹی کے ارکان کے نام حسب ذیل ہیں-

۱- عبداللطیف ہیڈماسٹر ہائی سکول برنالی-
۲- محمد شریف SST ہائی سکول برنالی-

۸۹-۱۹۸۸ء میں مرمت کا کام مندرجہ ذیل افسران کی زیر نگرانی شروع ہے-

۱- محمد اسلم ایکسین محکمہ تعلیم گوجرانوالہ-
۲- محمد انور SDO گجرات محکمہ تعلیم-
۳- عبدالغفور سب انجینئر

ممبران پراجیکٹ کمیٹی

۱- چودھری ریاست علی ہیڈماسٹر ہائی سکول برنالی
۲- عبداللطیف SST ہائی سکول برنالی
۳- محمد شریف SST ہائی سکول برنالی
۴- غلام سرور کونسلر

گورنمنٹ ہائی سکول برنالی میں سائنس لیبارٹری کی تفصیلات

*۲۵- جناب غلام سرور خان- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) سال ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء تک گورنمنٹ ہائی سکول برنالی ضلع گجرات میں سائنس لیبارٹری کے لئے کس قدر رقم دی گئی اور کن کن کے ذریعے سامان خریدا گیا ان کے نام بتائے جائیں-

(ب) یہ سامان محکمہ کے کسی افسر نے چیک کیا تھا اور کیا یہ سامان اس وقت سکول اسٹاک میں موجود ہے تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ) ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۷ء تک سکول کے لئے کوئی گرانٹ سامان لیبارٹری کی خرید کے لئے نہیں دی گئی البتہ ۱۹۸۸ء میں ۱۰،۰۰۰/۰۰ روپے لیبارٹری کے سامان کی خرید کے لئے دیئے گئے جو کہ انچارج ہیڈماسٹر محمد رفیع کے ذریعہ خرچ

ہوئے۔

محکمہ تعلیم کے دو ہیڈ ماسٹر صاحبان (I) چوہدری محمد عالم ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھوتہ

(II) محمد مختار شاہ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سرائے عالمگیر نے سامان چیک کیا جو کہ سٹاک رجسٹر پر موجود ہے۔

لاہور کے مضافاتی علاقہ میں پرائمری اور مڈل سکول کا اجراء

*۱۰۹۔ میاں منظور احمد موہل۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ غنی کالونی، موڑہ شریف، نیو مسلم پارک، نگینہ کالونی ناصر کالونی، شیرا کوٹ بند روڈ لاہور میں متوسط طبقے کے افراد کے لئے ایک بھی گورنمنٹ مڈل / پرائمری سکول نہیں ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس علاقے میں واقع پرائیویٹ سکول جن کی فیس حد سے زیادہ ہے جو کہ اس علاقے کے عوام کی دسترس سے باہر ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ طلباء اور طالبات کے لئے گورنمنٹ پرائمری / مڈل سکول قائم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ کسی حد تک درست ہے کہ پرائیویٹ مدارس کی فیس زیادہ ہے۔

(ج) شہری علاقوں میں پرائمری تعلیم کی سہولیات مہیا کرنے کی تمام تر ذمہ داری لوکل کونسل ایکٹ کے تحت میونسپل کمیٹیوں کی ہے اس لئے حکومت صرف دیہاتی علاقوں میں یہ سہولیات مہیا کرنے پر زور دے رہی ہے۔

ملتان کے سکولوں میں ہیڈ ماسٹروں کی تعیناتی

*۱۱۴۔ ملک طیب خان اعوان۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کے۔۔۔۔۔۔

(الف) میرے حلقہ انتخاب میں پی پی ۱۷۲ (ملتان) میں کتنے ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور کتنے

ہائی سکینڈری سکولوں میں پرنسپل تعینات نہیں ہیں۔
(ب) کیا حکومت ایسے ہائی سکولوں اور ہائی سیکنڈری سکولوں میں جہاں پر مذکورہ بالا عملہ تعینات نہیں ہے۔ جلد از جلد ہیڈ ماسٹر اور پرنسپل تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو ان کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) مندرجہ ذیل سات ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹرز اور ایک زنانہ ہائر سیکنڈری سکول میں پرنسپل نہ ہے

(۱) گورنمنٹ ہائی سکول قطب پور
(۲) گورنمنٹ ہائی سکول جھنڈیرواہ
(۳) گورنمنٹ ہائی سکول ۳۴۳/ڈبلیو۔بی
(۴) گورنمنٹ ہائی سکول نور گڑھ
(۵) گورنمنٹ ہائی سکول ۳۸۴/ڈبلیو۔بی
(۶) گورنمنٹ ہائی سکول مروانی
(۷) گورنمنٹ اسلامیہ پبلک ہائی سکول ۳۶۳/ڈبلیو۔بی
۱۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سکینڈری سکول ۳۶۵/ڈبلیو۔بی

(ب) ان خالی تعلیمی اداروں میں سینئر پوسٹ اساتذہ بطور انچارج پرنسپل/ہیڈ ماسٹرز کام کر رہے ہیں پرنسپل/ہیڈ ماسٹرز کی ترقیوں کا کیس حکومت کے زیر غور ہے۔ یہ ترقیاں بہت جلد متوقع ہیں۔ ان کی ترقیوں کے بعد تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔

پنجاب کے دیہی علاقوں میں ماڈل سکولوں کا اجراء

*۱۱۹۔ ملک غلام شبیر جوئیہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عام طور پر رورل ایریا میں تعلیم کا معیار کم ہے۔ دیہات کے محنتی اور غریب افراد کو اچھے سکول میسر نہیں ہیں۔
(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہی علاقوں میں ماڈل سکول

قائم کر کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کو تیار ہے۔؟

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ کلی طور پر درست نہیں۔

(ب) حکومت دیہی علاقوں میں تعلیمی معیار بہتر بنانے کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔

پابندی کے دوران پی۔ ٹی۔ سی۔ سی۔ ٹی اور ایس، ای، ٹی اساتذہ کی بھرتی کی تفصیلات

*۱۲۳۔ چودھری شبیر احمد خان۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔

(الف) محکمہ تعلیم میں پی ٹی سی، سی ٹی اور ایس ای ٹی اساتذہ کی بھرتی پر پابندی کونسی تاریخ سے لگائی گئی ہے اور اس اثناء میں وزیر اعلیٰ کے خصوصی احکامات کے تحت کس کس درجہ میں کتنے اور کن کن اساتذہ کے تقرری نامے جاری کئے گئے ہیں اور کس قدر ہر سہ کیٹیگری کے تربیت یافتہ اساتذہ تاحال بے روزگار پھر رہے ہیں۔

(ب) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان کی ضلع وار تفصیلات مہیا کی جائے۔

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) محکمہ تعلیم میں بھرتی پر پابندی بمطابق چٹھی نمبر PA/AS(ESTT)EDUI-۱/۸۹ ۷ فروری ۱۹۸۹ء سے لگائی ہے۔ (کاپی لف ہے) اور اس تاریخ سے وزیر اعلیٰ کے خصوصی احکامات کے تحت کسی بھی استاد کا تقرری نامہ جاری نہیں کیا گیا۔

سردست یہ اعداد و شمار مہیا نہیں ہیں۔

(ب) جزہائے بالا کے جواب کی روشنی میں جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی)

صوبہ میں پی ٹی سی۔ سی ٹی اور ایس ای ٹی اساتذہ کی بھرتی کی تفصیلات

*۱۲۴۔ چودھری شبیر احمد خان۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) پنجاب میں پی ٹی سی۔ سی ٹی اور ایس ای ٹی اساتذہ کی ضلع وار منظور شدہ آسامیاں کتنی ہیں اور کس قدر آسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ب) کتنی خالی آسامیوں پر غیر تربیت یافتہ اساتذہ کی تقرری کے عبوری احکامات صادر کئے گئے ہیں۔

(ج) کس قدر تربیت یافتہ پی ٹی سی۔ سی ٹی اور ایس ای ٹی امیدوار تاحال بیروزگار پھر رہے ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(۱) پنجاب میں ضلع وار منظور شدہ پی ٹی سی۔ سی ٹی اور ایس ای ٹی اساتذہ کی آسامیوں اور خالی آسامیوں کی فہرست لف ہے۔

(ب) ۱۹۶۷۱ غیر تربیت یافتہ اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

(ج) سرِدست یہ اعداد و شمار مہیا نہیں ہیں۔

صوبہ پنجاب میں پی ٹی سی۔ سی ٹی اور ایس ای ٹی / ایس ایس ٹی کی ضلع وار منظور شدہ اور خالی آسامیوں کی فہرست

نام ضلع	پی ٹی سی P. T. C.		سی ٹی C. T.		ایس ای ٹی/ایس ایس ٹی S. E. T. / S. S. T.	
	منظور شدہ آسامیاں	خالی آسامیاں	منظور شدہ آسامیاں	خالی آسامیاں	منظور شدہ آسامیاں	خالی آسامیاں
ملتان	۶۵۶۸	۴۸۰	۱۶۵۰	۵۰	۱۱۸۸	۸
ساہیوال	۵۵۹۹	۵۷	۱۰۷۰	۳۸	۱۰۳۵	۷۶
وہاڑی	۳۷۶۴	۱۰	۱۴۱۶	۶۹	۵۵۱	۳۶
خانیوال	۴۵۷۷	۱۵	۱۰۱۳	-	۶۳۶	۶
بہاولپور	۴۹۰۷	۶۴	۹۳۰	۴۵	۷۹۱	۷
بہاولنگر	۵۳۱۳	-	۹۱۱	۶۶	۸۴۹	۲۸
رحیم یار خاں	۶۷۳۳	۵۴۸	۱۱۷۷	۷۱	۹۶۴	۱۱
فیصل آباد	۱۳۶۳	۲۱۲	۲۲۶۱	۹	۱۷۰۰	۱۲
جھنگ	۶۴۵۶	۴۸۷	۹۸۴	۹۰	۸۹۸	۱۶
ٹوبہ ٹیک سنگھ	۳۴۳۴	۱۲	۷۱۷	۷۰	۶۴۷	۹
لاہور سٹی	۲۷۸۱	۵۷	۶۷۱	۱۸	۶۹۵	-
لاہور کینٹ	۴۹۱۱	۱۶	۹۶۰	۱۵	۱۰۴۱	-
قصور	۴۴۷۱	۲۴۳	۶۳۴	۸۷	۶۳۳	۱۷
شیخوپورہ	۶۴۴۵	۲۲۷	۱۰۴۲	۱۹۰	۱۰۰۰	۴۸
اوکاڑہ	۴۲۱۷	۴۱۶	۶۲۶	۹۷	۷۲۱	۴

نام ضلع	پی ٹی سی P.T.C.		سی ٹی C.T.		ایس ای ٹی/ایس ایس ٹی S.E.T. S.S.T.	
	منظور شدہ آسامیاں	خالی آسامیاں	منظور شدہ آسامیاں	خالی آسامیاں	منظور شدہ آسامیاں	خالی آسامیاں
گوجرانوالہ	۵۱۰۵	۷۸۷	۱۵۲۹	۸۰۹	۱۳۰۰	۸۰
سیالکوٹ	۱۰۱۵۳	۱۰۶۱	۱۹۶۰	۶۲۵	۱۴۰۰	۶۷
گجرات	۱۰۶۲۹	۳۹۲	۱۳۴۳	۱۴۴	۱۳۹۴	۶۳
راولپنڈی	۱۰۳۴	۳۳۸	۱۱۶۵	۹۵	۱۱۰۵	۴۲
اٹک	۳۴۸۳	۳۸	۵۶۷	-	۵۹۵	۱۹
جہلم	۲۹۵۰	۵۵	۶۷۵	۴۹	۴۷۲	۲۹
چکوال	۳۴۵۶	۲۹	۵۹۳	۱۶	۵۳۸	۹
ڈیرہ غازیخاں	۳۹۲۷	۲۲۴	۴۱۵	۳۰	۵۲۰	۵۴
راجن پور	۲۶۳۴	۴۵۷	۳۳۰	۳۳	۲۲۵	۷۱
مظفر گڑھ	۴۵۸۷	۱۶۹	۵۶۴	۴۵	۵۲۳	۳۱
لیہ	۲۷۷۶	۵۷	۳۵۹	۲۱	۲۸۸	۳۷
سرگودھا	۵۶۰۵	۲۷	۹۰۲	۶	۱۱۲۸	۲
خوشاب	۲۷۶۶	۴۲	۳۳۶	۷	۳۷۴	۵
میانوالی	۳۴۴۰	۱۷۹	۴۶۴	۱۸	۴۹۹	۶
بھکر	۲۴۰۶	-	۲۶۸	۱	۴۰۸	۲

چک نمبر ۲۹ تحصیل پھالیہ میں مڈل سکول کا اجراء

*۱۳۸- حاجی محمد افضل چن- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ-----

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر ۲۹ تحصیل پھالیہ میں گرلز مڈل سکول کے اجراء کے لئے اہلیان گاؤں نے اپنی مدد آپ کے تحت گرلز مڈل سکول کے لئے عمارت بنا کر دی تھی-

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اہلیان گاؤں نے کئی بار محکمہ کو استدعا کی ہے کہ مذکورہ گاؤں میں گرلز مڈل سکول کا باقاعدہ اجراء کیا جائے- مگر ابھی تک سکول کا اجراء نہیں ہوا-

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس گاؤں میں گرلز مڈل سکول جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

ا- یہ کلی طور پر درست نہیں- اہالیان دیہہ نے اپنی مدد آپ کے تحت تین کمرے بمعہ برآمدہ اور چار دیواری تعمیر کرائی ہے-

ب- یہ درست ہے-

ج- اس گاؤں کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے کا سردست کوئی پروگرام نہیں- کیونکہ اس یونین کونسل میں گرلز مڈل سکول درٹیات پہلے ہی چل رہا ہے-

ہائر سیکنڈری سکول کھیوہ ضلع گجرات میں پرنسپل کی تعیناتی

*۱۳۹- حاجی محمد افضل چن- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ------

(الف کھیوہ ہائر سیکنڈری سکول (ضلع گجرات) میں پرنسپل کی آسامی کب سے خالی پڑی ہے اور خالی رہنے کی کیا وجوہات ہیں-

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سکول ہذا میں پرنسپل نہ ہونے کی وجہ سے طالب علموں کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے-

(ج) اگر ایسا ہے تو حکومت کب تک متذکرہ سکول میں پرنسپل مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے-؟

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) پرنسپل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کھیوہ ضلع گجرات میں پرنسپل کی آسامی ۸۷-۱۹۸۸ سے خالی پڑی ہے گریڈ ۱۸ میں افسران کی کمی کی وجہ سے یہ آسامی پر نہیں ہو سکی۔

(ب) انچارج پرنسپل کام کر رہا ہے جس سے سکول کا کام باحسن طریقے چل رہا ہے۔

(ج) پرنسپل کی تعیناتی بہت جلد کر دی جائے گی

کراڑوالا کلاں تحصیل کھاریاں میں مڈل سکول کا اجراء

*۱۴۶۔ میاں طارق محمود۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کراڑی والا کلاں تحصیل کھاریاں میں پرائمری سکول قیام پاکستان سے پہلے قائم ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پچھلے سال گاؤں کے لوگوں نے مڈل سکول قائم کرنے کے لئے زمین کا عطیہ محکمہ تعلیم کو دیا تھا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ گاؤں میں مڈل سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب یہ بھی درست ہے۔

(ج) مذکورہ سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے لیے اسے پروگرام میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اور استحقاق کی بنیاد پر آئندہ سالوں کے ترقیاتی پروگرام کے تحت اس کو مڈل کا درجہ دیدیا جائیگا۔

ڈنگہ شہر میں اضافی گرلز مڈل سکول کا اجراء

*۱۴۷۔ میاں طارق محمود۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈنگہ گنجان آباد شہر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس شہر میں لڑکیوں کا صرف ایک ہی گرلز ہائی سکول ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ شہر میں لڑکیوں کا کوئی مڈل سکول نہیں جسکی وجہ سے طالبات کو حصول تعلیم میں دقت پیش آتی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈنگہ شہر میں اس سال میں کوئی نیا گرلز مڈل سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر ٹاؤن کمیٹی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ طالبات کے لئے ڈنگہ شہر میں گرلز پرائمری سکول اور گرلز ہائی سکول دونوں موجود ہیں۔

(د) اس وقت ڈنگہ شہر میں طالبات کی تعلیم کیلئے سہولیات موجود ہیں۔ لہذا سردست نیا گرلز مڈل سکول بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

گرلز ہائی سکول چک نمبر ۱۶ میاں چنوں میں سٹیشنری اور سائنس لیبارٹری کے سامان کی فراہمی

*۱۶۳۔ حاجی سکندر حیات بوسن۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ--------

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک نمبر ۱۶ ایٹ بی آر میاں چنوں میں ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء تک کسی قدر فرنیچر تختہ سیاہ سیٹشنری اور سائنس لیبارٹری کے لئے سامان فراہم کیا گیا ہے۔

(ب) آیا فراہم کردہ سامان طالبات کی ضرورت کے مطابق ہے اگر نہیں تو حکومت مزید سامان فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ۸/۱۶ بی آر میاں چنوں میں ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء تک حسب ذیل سامان فراہم کیا گیا۔

سامان سائنس

لائبریری کتب		۵۰۰۰/-
ٹائپ رائٹر		۸۰۰۰/-
فرنیچر (آہنی الماریاں)	۸	
تھری سیٹر ڈیسکیں	۵۱	
کرسیاں	۳۰	
چھوٹی میزیں	۱۴	۵۴۰۰۰/-
پریکٹیل ٹیبل	۴	
بلیک بورڈ (تختہ سیاہ)	۱۱	
میزان		۷۷۰۰۰/-

(ب) جی ہاں فراہم کردہ سامان طالبات کی ضرورت کے مطابق ہے تاہم ۸۹-۱۹۸۸ء کے دوران بھی مزید فرنیچر مہیا کیا جائے گا۔

پرائمری سکول چک نمبر ۱۶-ایٹ بی آر میاں چنوں کی مرمت

*۱۶۵-ڈاکٹر خاور علی شاہ! کیا وزیر تعلیم سوال نمبر ۱۴۷۰ جس کا جواب سابقہ اسمبلی کے منعقدہ اجلاس مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں دیا گیا تھا کے حوالہ سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال ۸۸-۱۹۸۷ء میں گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر ۱۶ ایٹ بی آر میاں چنوں کی عمارت تعمیر کے لئے استحقاق کی بنیاد پر رقم فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اس سکول کی تعمیر کے لئے فنڈز فراہم نہیں کئے گئے ہیں حالانکہ اب مالی سال ۸۹-۱۹۸۸ء جاری ہے۔

(ج) اگر جزائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک مذکورہ سکول کو رقم مہیا نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں نیز حکومت کب تک سکول مذکورہ کی تعمیر کے لئے فنڈز دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں۔؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سکول مذکورہ کی عمارت کی تعمیر ۸۹-۱۹۸۸ء کے پروگرام میں استحقاق کی بنیاد پر شامل کرلی گئی ہے۔

(ج) سکول مذکورہ کی تعمیر کے لیے ضروری فنڈز محکمہ لوکل گورنمنٹ کی تحویل میں دیدئے گئے ہیں۔ تاکہ کام شروع ہوسکے۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک ۱۶ ایٹ بی آر میاں چنوں میں بجلی کی فراہمی

*۱۶۶۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک ۱۶ ایٹ بی آر میاں چنوں میں ابھی تک بجلی فراہم نہیں کی گئی جس کی وجہ سے طالبات کو سردیوں اور گرمیوں میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز الف بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں بجلی فراہم کرنے کے علاوہ بجلی کے پنکھے اور دیگر سامان مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

سکول مذکورہ کو حال ہی میں ہائی کا درجہ دیا گیا ہے۔ سٹینڈرڈ پلان کے مطابق بجلی کی فراہمی تخمینہ میں شامل نہیں ہوتی کیونکہ بعض جگہ پر یہ سہولت مہیا نہیں۔ لہذا انفرادی طور پر مستحق مدارس کو بجلی کی فراہمی کے لئے رقوم فراہم کی جاتی ہیں۔ سکول ہذا کو بھی استحقاق کی بنیاد پر آئیندہ سال میں بجلی کی فراہمی کے لئے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

میونسپل کمیٹی خانیوال کے سکولوں کو حکومت کی تحویل میں لینا۔

* ۱۹۱۔ حاجی عرفان احمد خان ڈاھا۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کمیٹی خانیوال کے زیر تحت سکولوں کے اخراجات کمیٹی کو از خود برداشت کرنا پڑتے ہیں جبکہ کمیٹی تمام سکولوں کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتی جس کی وجہ سے حصول تعلیم میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس وقت میونسپل کمیٹی کے زیر تحت سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب اگر نہیں تو اسکی کی وجوہات میں ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی خانیوال کے زیر تحت سکولوں کے اخراجات کمیٹی کو از خود برداشت کرنا پڑتے ہیں یہ میونسپل کے فرائض میں ہے کہ اس کے تحت چلنے والے سکولوں کے مالی اخراجات برداشت کرے۔

(ب) موجودہ پالیسی کے تحت میونسپل کمیٹیوں کے زیر انتظام سکولوں کو حکومت کا اپنی تحویل میں لینے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

بورے والا میں ٹیکنیکل کالج کا قیام

* ۱۹۲۔ چودھری قربان علی چوہان۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دو سال قبل بورے والا میں ٹیکنیکل کالج کی منظوری دی گئی تھی۔

(ب) اگر جواب ہاں میں ہو تو متذکرہ کالج میں تعمیر شروع نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں۔ مکمل تفصیل ایوان کی میز پر مہیا کی جائے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ ادارہ کے لئے زمین کا حصول سب سے بڑا مسئلہ تھا۔ کافی تگ و دو کے بعد زمین حاصل کر لی گئی ہے۔ اب اس منصوبے کے تفصیلات کے مطابق نقشے تیار کئے جا چکے ہیں۔ ان کے تخمینہ جات بن جانے کے بعد تعمیر کے لئے ضروری فنڈز فراہم کرائے جائیں گے۔

ضلع وہاڑی میں سکولوں کی تفصیلات

*۲۰۱- چودہری قربان علی چوہان- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----------

(الف) ضلع وہاڑی میں پرائمری- مڈل- میٹرک اور ہائی سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے تحصیل وار فہرست مہیا کی جائے۔

(ب) موجودہ مالی سال میں کتنے نئے سکول کھولنے کا منصوبہ ہے- مرادنہ و زنانہ سکولوں کی علیحدہ علیحدہ فہرست مہیا کی جائے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) ضلع وہاڑی میں سکولوں کی تحصیل وار تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

تحصیل	مسجد مدارس	پرائمری مدارس زنانہ مردانہ	مڈل مدارس زنانہ مردانہ	ہائی مدارس زنانہ مردانہ	ہائر سیکنڈری زنانہ مردانہ
وہاڑی	۷۱	۱۶۰ ۱۵۵	۱۸ ۱۶	۱۵ ۱۲	۳ -
بورے والا	۶۳	۱۸۵ ۱۹۱	۲۱ ۲۴	۱۷ ۸	۳ ۲
میلسی	۱۶۳	۲۰۹ ۱۵۵	۱۷ ۱۰	۱۶ ۸	۴
میزان	۲۹۷	۵۵۴ ۵۰۱	۵۶ ۵۰	۴۸ ۲۸	۱۰ ۲

(ب) رواں مالی سال میں ضلع وہاڑی میں مندرجہ ذیل آمداد میں نئے مدارس کھولنے کا منصوبہ ہے۔

I- مسجد مدارس ۴

II- گرلز پرائمری مدارس ۲۰

فہرست لف ہذا ہے۔

اجراء گرلز پرائمری سکول

۱۔ بستی امیر بخش
۲۔ رحیم شاہ
۳۔ رتہ مز
۴۔ چک نمبر ۳۵ کے بی
۵۔ تاجوانہ
۶۔ چک نمبر ۳۶ کے بی
۷۔ چک نمبر ۹۲ ڈبلیو بی
۸۔ چک نمبر ۲۳۲ ای بی
۹۔ چک نمبر ۱۹۵ ای بی
۱۰۔ چک نمبر ۱۸۷ ای بی
۱۱۔ چک نمبر ۳۳۱ ڈبلیو بی
۱۲۔ بستی تلوک پور
۱۳۔ چک نمبر ۲۵۱ ای بی
۱۴۔ چٹاری
۱۵۔ چک نمبر ۵۷ کے بی (شرقی)
۱۶۔ چک نمبر ۲۷۳ ای بی
۱۷۔ کوٹ سُیرو
۱۸۔ چک نمبر ۵۷۵ ای بی
۱۹۔ چک نمبر ۱۷۶ ای بی
۲۰۔ چک نمبر ۱۹۳ ڈبلیو بی

اجراء مسجد سکول

۱۔ چک نمبر ۱۴۷۳ ای بی
۲۔ چک بابو والا
۳۔ کھچی
۴۔ کوٹ ٹھٹہ

گلشن راوی میں کالج کا اجراء

*۲۰۵- چودھری غلام قادر- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ---------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ نمبر پی پی ۱۲۹ جو کہ سانده گلشن راوی شیرا کوٹ پر مشتمل ہے میں طلباء و طالبات کے لئے کوئی کالج نہیں ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو کیا گورنمنٹ اسی سال متذکرہ علاقہ میں کوئی کالج کھولنے کا پروگرام رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ نئے کالجز کے اجراء کی بجائے مرحلہ وار پروگرام کے تحت ترجیحی بنیادوں پر چیدہ چیدہ ہائی سکولوں کا درجہ ہائر سیکنڈری سطح تک بڑھا دیا جائے۔ فی الحال اس علاقہ کی ضروریات کو درج ذیل کالجز و ہائی سکینڈری سکولز بطریق احسن پورا کر رہے ہیں مراحلہ وار پروگرام کے مطابق مناسب وقت پر اس علاقہ کی تعلیمی ضروریات کو بھی پورا کر دیا جائیگا۔

۱- ایم۔اے۔او کالج برائے طلباء
۲- سائنس کالج وحدت روڈ برائے طلباء
۳- انٹر کالج برائے طلباء فیصل ٹاؤن
۴- ڈگری کالج سمن آباد برائے طالبات
۵- کلیات البنات کالج چوبرجی برائے طالبات
۶- ہائر سیکنڈری سکول دیو سماج روڈ برائے طالبات
۷- ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد برائے طالبات

موضع آڑاتلہ تحصیل و ضلع ساہیوال میں سکول کی مرمت

*۲۰۷- جناب عبدالقادر شاہین- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ-------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۸۸ء کے زبردست سیلاب کی وجہ سے فصلوں کے علاوہ عمارتوں کو بھی کافی نقصان پہنچا ہے موضع آڑاتلہ تحصیل و ضلع ساہیوال میں لڑکیوں اور لڑکوں کے سکولوں کی عمارتوں کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔
(ب) موضع اڑاتلہ میں لڑکوں کے سکول کی عمارت پرانی ہونے اور سیلاب کی وجہ سے خطرے کی علامت بن گئی ہے اور عمارت میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔
(ج) موضع اڑاتلہ میں لڑکیوں کے سکول کو کافی نقصان پہنچا۔ اگرچہ لڑکیوں کے سکول کی عمارت نئی تھی اس سے عمارت تو محفوظ رہی مگر سکول کی چار دیواری گرنے سے بے پردگی ہوتی ہے۔
(د) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے لڑکوں کے سکول کی مرمت اور چار دیواری کی تعمیر اور لڑکیوں کے سکول کی مکمل نئی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟
وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)
(الف) یہ درست ہے۔
(ب) یہ درست ہے کہ عمارت میں ڈراڑیں پڑ چکی ہیں۔
(ج) سیلاب سے تقریباً ۳۰۰ فٹ چار دیواری متاثر ہوئی ہے۔
(د) حکومت پنجاب کے زیر غور صرف یہی سکول نہیں بلکہ تمام تعلیمی ادارے ہیں۔ جو سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان اداروں کا سروے کرنے کے بعد نقصان کا تخمینہ لگایا جا چکا ہے۔ جس کی بنیاد پر تیار کردہ ایک منصوبہ وفاقی حکومت کے زیر غور ہے۔ جوں ہی اس کام کے لیے رقم فراہم ہو گی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جلال پور آرائیاں تحصیل فیروزوالا میں پرائمری سکول کی عمارت کی تکمیل

*۲۱۰ - میاں منظور احمد موہل۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----------

(الف) موضع جلال پور آرائیاں تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں ۸۸-۱۹۸۷ء میں ایک پرائمری گرلز سکول تعمیر کرنے کی منظوری ہوئی تھی۔
(ب) اگر ایسا ہے تو مذکورہ بلڈنگ کا ٹھیکہ کتنے تخمینہ میں دیا گیا اور بلڈنگ کی تعمیر کے لئے کتنی مدت درکار تھی۔
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بلڈنگ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔
(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیڈول کے مطابق مذکورہ سکول کی چاردیواری اور چھتوں پر ٹائلیں لگانا مقصود تھیں۔
(ہ) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی چاردیواری اور چھتیں مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ کلی طور پر درست نہیں۔ سکول مذکورہ کی عمارت کی تعمیر کے لئے فنڈز ترقیاتی بجٹ بابت سال ۸۷-۱۹۸۶ء میں سے منظور کئے گئے تھے۔
(ب) مذکورہ بلڈنگ کی تعمیر کے لئے ۱۰۱۸۵ لاکھ روپے منظور کئے گئے اور تعمیر کے لئے ۶ ماہ کا وقت درکار تھا۔
(ج) یہ درست ہے۔
(د) یہ درست ہے چاردیواری بنائی گئی تھی۔ لیکن بوجہ سیلاب گر گئی ہے۔
(ہ) سیلاب سے متاثرہ مدارس کی تعمیر نو کے لئے پروگرام تیار کر لیا گیا ہے۔ فنڈز فراہم ہوتے ہی اس منصوبہ پر عمل درآمد شروع کر دیا جائیگا۔

موضع سعد اللہ پور ضلع گجرات میں پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینا

۲۳۹* - چودھری منور حسین تارڑ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل گجرات نے موضع سعد اللہ پور گورنمنٹ پرائمری گرلز سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے ریزولیشن منظور کیا گیا۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ مواضعات سعد اللہ پور۔ کونک کامونکے۔ گڈھو۔ پنڈی رتی کی

آبادی تقریباً ۸/۷ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور یہاں کی طالبات مذکورہ بالا سکول سے تعلیم حاصل کر سکیں گے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ لوئر مڈل سکول سعد اللہ پور کی عمارت برلب سڑک ہے۔

(د) اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سعد اللہ پور پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست نہیں

(ب) یہ درست ہے کہ ان مواضعات کی طالبات سعد اللہ پور میں تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ لیکن ان کے بالکل قریب گرلز پائی مدارس کا جو کار اور لنگے میں موجود ہے وہاں بھی طالبات زیادہ آسانی سے تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔

(ج) یہ جزوی طور پر درست ہے۔ سابقہ عمارت سڑک سے نصف فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔

(د) جزوہائے بالا کے جواب کی روشنی میں اس جز کے جواب کی ضرورت نہیں رہی۔

سعد اللہ پور مڈل سکول کا درجہ بڑھانے کیلئے اقدامات

*۲۴۵۔ چودھری منور حسین تارڑ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مڈل سکول موضع سعد اللہ پور تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کا درجہ میٹرک تک بڑھانے کی منظوری ہو چکی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ سکول کا درجہ بڑھانے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست نہیں

(ب) جز الف کے جواب کی روشنی میں جزوب کے جواب کی ضرورت نہیں رہی۔

گورنمنٹ ڈگری کالج ہارون آباد میں اساتذہ کی تقرری

*۲۵۵ - جناب علی اکبر مظہر وینس۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج ہارون آباد برائے خواتین میں کئی سالوں سے انگریزی اور کئی دوسرے مضامین کی اساتذہ نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کس کس مضامین کی اساتذہ موجود نہیں ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مطلوبہ اساتذہ تعینات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) صرف انگریزی لیکچرار ایک آسامی خالی ہے۔

(ب) یہ آسامی جلد از جلد پُر کر دی جائے گی۔

گرلز ہائی سکول ہارون آباد ہوسٹل کی عمارت میں توسیع

*۲۵۶ - جناب علی اکبر مظہر وینس۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) گرلز ہائی سکول ہارون آباد میں ہوسٹل کی عمارت طالبات کی تعداد کے مطابق ناکافی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ہوسٹل کی عمارت میں توسیع کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سکول میں سردست ہوسٹل کی تعمیر کی تجویز زیر غور نہیں تاہم ترجیحات کا اندازہ کرنے کے بعد منصوبہ بنایا جائے گا۔

ڈگری کالج برائے خواتین گوجر خان میں لیکچراروں کا تقرر

*۲۵۷ - چودھری محمد ریاض۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈگری کالج برائے خواتین تحصیل گوجر خان میں تقریباً دو سال سے مندرجہ ذیل مضامین کے لیکچرار کی آسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں اور طالبات کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے۔

۱۔ انگریزی دو۔

۲۔ فارسی ایک۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ آسامیاں کر پر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) کلی طور پر درست نہ ہے۔

(ب) انگریزی کی دونوں آسامیاں پُر کی جا چکی ہیں۔ فارسی لیکچرار کی تعیناتی بھی جلد از جلد کر دی جائی گی۔

ہائر سیکنڈری سکول پنڈی بھٹیاں میں خالی آسامی پر کرنے کے لئے اقدامات

*۲۷۶ - میاں انتصار حسین بھٹی۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکولز برائے طلباء و طالبات پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں ایف اے کلاسوں کے لئے سبجیکٹ سپیشلیسٹ کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایف اے کے سالانہ امتحان قریب ہیں اور طلباء و طالبات کا تعلیمی حرج ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا آسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ سینئر اساتذہ ایف اے کلاسوں میں مضامین پڑھا رہے ہیں۔

(ج) آسامیوں کو پُر کرنے کے کیلئے سیلکشن بورڈ کے انٹرویو ہو رہے ہیں۔

صوبہ کے پرائمری سکولوں میں چوکیداروں کی آسامیوں کی منظوری

*۲۷۷- میاں انتصار حسین بھٹی- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امسال صوبہ میں کھولے گئے گورنمنٹ پرائمری سکول برائے طالبات میں چوکیداروں کی آسامیاں نہیں رکھی گئی جبکہ پچھلے سال ۲۹۰۰ سکولوں میں اساتذہ کرام کے ساتھ ہی ۲۹۰۰ چوکیداروں کی آسامیاں بھی منظور ہوئی تھیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سال بھی نئے کھولے گئے سکولوں میں چوکیداروں کی آسامیاں اساتذہ کے ساتھ ہی منظور کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔ کہ پچھلے سال (۸۸-۱۹۸۷ء) میں کھلنے والے ۲۹۰۰ گرلز پرائمری سکولوں میں چوکیداروں کی آسامیاں منظور ہوئی تھیں اس (۸۹-۱۹۸۸ء) میں گرلز پرائمری سکولوں میں ۶۰۲۹ چوکیدار مہیا کرنے کے لئے محکمہ خزانہ کو لکھا جا چکا ہے۔ محکمہ خزانہ سے منظوری کی صورت میں اس سال کھلنے والے گرلز پرائمری سکولوں کو بھی چوکیدار مہیا کئے جائیں گے۔

(ب) الف) کے جواب کی روشنی میں اس کے جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُنکے جوابات

گرلز ہائی سکول ڈنگہ میں معلمات کی تعداد میں اضافہ

۵- میاں طارق محمود- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ------

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ڈنگہ (ضلع گجرات) میں کل کتنی معلمات کام کر رہی ہیں۔ معلمات کی منظور شدہ تعداد کیا ہے۔؟
(ب) اگر منظور شدہ معلمات کی تعداد طالب علموں کی تعداد کے مطابق نہیں ہے۔ تو کیا حکومت مزید آسامیاں CREAT کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟
وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)
(الف) سکول ہذا میں کل گیارہ معلمات کام کر رہی ہیں۔ معلمات کی منظور شدہ تعداد بارہ ہے۔
(ب) سکول ہذا میں منظور شدہ معلمات کی تعداد طالبات کی تعداد کے مطابق کم ہے مزید آسامیاں پیدا کرنے کے لیے تجویز نئے مالی سال میں شامل کرلی جائے گی۔

ڈائریکٹر سکولز لاہور کے دفتر کی منتقلی

۱۱۔ جناب کنور اعجاز علی خان۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر آف سکولز لاہور ریجن کا دفتر ڈی پی آئی آفس میں تھا۔
(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اب اس دفتر کو وہاں سے فیروز پور روڈ پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ جو کہ ریجن کے لوگوں کے لئے OUT OF WAY ہے۔
(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پہلے دفتر ہذا سرکاری بلڈنگ میں تھا اب اس کا ماہوار کرایہ سوا لہ ہزار سے زائد ادا کیا جارہا ہے۔
(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس تبدیلی سے عوام اور خزانہ دونوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔
(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دفتر کی تبدیلی کی وجوہات بیان کی جائیں؟
وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)
(الف) درست ہے۔
(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ دفتر فیروز پور روڈ پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ درست نہ

ہے کہ یہ جگہ OUT OF WAY ہے۔ بلکہ یہ جگہ میونسپل حدود میں ہے۔ اور اس تک رسائی باآسانی ممکن ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ دفتر ہذا پہلے سرکاری بلڈنگ میں تھا۔ اب جس بلڈنگ میں دفتر منتقل ہوا ہے۔ اس کا ماہوار کرایہ۔/۶۰۰۰ روپے ہے۔

(د) جی نہیں جس عمارت میں مذکورہ دفتر پہلے کام کر رہا تھا۔ وہ ۱۸۶۲ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ عمارت کا وہ حصہ جس میں ڈائریکٹر آف سکولز کا دفتر واقع تھا کو بلڈنگ ڈویژن نے نہایت خستہ حال اور خطرناک قرار دیا۔ اور اس کو خالی کرنے کے لیے کہا۔ تاکہ کسی وقت بھی انسانی جانیں تلف نہ ہوں۔

(ہ) (د) میں اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول برنالی میں اساتذہ کی تعیناتی

۱۳- چودھری محمد صفدر۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ------

(الف) اس وقت گورنمنٹ ہائی سکول برنالی ضلع گجرات میں اساتذہ کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سکول میں کافی عرصہ سے اساتذہ کی کمی کے متعلق چودھری افتخار احمد خان چیئرمین یونین کونسل برنالی نے محکمہ تعلیم کے افسران بالا کو یادداشت بھی پیش کی تھی۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول میں اساتذہ کی کمی دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

اس وقت گورنمنٹ ہائی سکول برنالی ضلع گجرات میں اساتذہ کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

ہیڈ ماسٹر	ایس ایس ٹی	ای ایس ٹی	او ٹی	عربی ٹیچر
۱	۳	۲	۲	۱

درست ہے

موجودہ مالی سال میں وسائل کی کمی کے باعث نئی آسامیوں کی منظوری نہیں دی جا سکی۔ اگلے مالی سال میں استحقاق کی بنیاد پر حسبِ ضرورت گورنمنٹ ہائی سکول برنالی میں اساتذہ مہیا کئے جائیں گے۔

یونین کونسل برنالی کے زیر انتظام سکولوں میں اساتذہ کی فراہمی

۱۴۔ چودھری محمد صفدر۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) یونین کونسل برنالی ضلع گجرات میں کتنے پرائمری سکول واقع ہیں اور کس گاؤں میں واقع ہیں۔ مندرجہ بالا سکولوں میں کس کس سکول میں اساتذہ تعینات ہیں اور کس کس میں اساتذہ نہیں ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہے تو اساتذہ تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں حکومت کب تک اساتذہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یونین کونسل برنالی میں لڑکوں کے آٹھ اور لڑکیوں کے پانچ (کل ۱۳) پرائمری سکول واقع ہیں۔

نام گاؤں

پرائمری سکول

لڑکوں کے لیے۔ برنالی۔ بانسریاں۔ بھاگو۔ لقمان۔ ردبجریاں۔ ساہدڑیاں۔ حاجی چک۔ باشنہ

لڑکیوں کے سکول۔ برنالی۔ بانسریاں۔ بھاگو۔ حاجی چک۔ باشنہ

لڑکوں کے پرائمری سکولوں میں اساتذہ کی تعیناتی کی پوزیشن حسبِ ذیل ہے۔

آسامیاں	برنالی	بانسریاں	بھاگو	لقمان	ردبجریاں	ساہدریاں	حاجی چک	جاشنہ
منظور شدہ آسامیاں	۵	۲	۴	۱	۱	۱	۱	۱
موجودہ اساتذہ	۳	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱
خالی آسامیاں	۲	-	۳	-	-	-	۲	-

(ب) کوئی پرائمری سکول بہتر نہ ہے البتہ اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں۔
لڑکیوں کے تمام پرائمری سکولوں میں اساتذہ تعینات ہیں۔ کسی سکول میں کوئی آسامی خالی نہیں ہے
مقررہ تعلیمی قابلیت کے حامل اُمیدوار میسر نہیں ہیں۔ انتخابی عمل شروع ہو چکا ہے اور تقرریاں عنقریب کر دی جائیں گی۔

بوائز مڈل سکولوں کی عمارات کی تعمیر و مرمت

۱۷- راجہ جاوید اخلاص- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----
(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز مڈل سکول داتا بھٹ- ڈھوک پناہ- گھنگریلہ- کی عمارات کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور یہ عمارتیں اس قابل نہیں ہیں کہ طلباء اس میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں کیونکہ کسی وقت بھی کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے۔
(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ عمارات کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟
وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)
(الف) یہ درست ہے کہ بوائز میں مدارس داتا بھٹ- ڈھوک پناہ اور گھنگریلہ کی عمارت قابل مرمت ہیں۔ لیکن اتنی مخدوش/ناگفتہ بہ حالت میں نہیں ہیں کہ ان کو استعمال نہ کیا جا سکے۔
(ب) متذکرہ عمارات کی خصوصی مرمت/تعمیر نو کے لئے محکمہ عمارات سے رابطہ قائم کر لیا گیا ہے۔ ان کی رائے کے پیش نظر ان مدارس کی عمارات کا خصوصی مرمت یا تعمیر نو کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں گے۔

پرائمری سکولوں کی عمارات کی تعمیر و مرت

۱۸- راجہ جاوید اخلاص- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----
(الف) کیا یہ درست ہے کہ درج ذیل پرائمری سکول بغیر عمارت کے چل رہے ہیں۔ جسکی

وجہ سے ان دیہات کے بچوں کا معیار تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے؟

گرلز پرائمری سکول جشال۔ گرلز پرائمری سکول میانہ حتمال۔ گرلز پرائمری سکول برد یانہ۔ گرلز پرائمری سکول موہڑہ ماڑھی۔ گرلز پرائمری سکول ترکوال۔

گرلز پرائمری سکول ڈریال اور گرلز پرائمری سکول کھماندریال۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکولوں کی عمارات تعمیر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) بغیر عمارت کے پرائمری مدارس کو عمارات مہیا کرنے کے لئے مرحلہ وار پروگرام تیار کر لیا گیا ہے اور معزز ممبران کی سفارشات کے مطابق ہر سال عمارات مہیا کی جا رہی ہیں۔ ان مدارس کو استحقاق کی بنیاد پر اگلے ترقیاتی منصوبوں کے ذریعے عمارات مہیا کر دی جائیں گی۔ رواں سال میں ڈریال اور کھماندریاں دو گرلز پرائمری مدارس کی عمارات مہیا کرنے کا پروگرام ہے۔

لاہور کے دیہی علاقوں کے سکولوں کی تفصیلات

۲۰۔ چودھری شبیر احمد خاں۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے دیہاتی علاقوں میں کتنے پرائمری مڈل اور ہائی سکول برائے طلباء اور طالبات موجود ہیں اور کون کونسے گاؤں میں تاحال طلباء اور طالبات کے پرائمری سکول موجود نہیں ہیں۔

(ب) یہ کہ کون کونسے مواضعات میں سکول تو ہیں مگر عمارتیں نہیں ہیں۔

(ج) کون کونسے پرائمری سکول برائے طالبات میں خواتین اساتذہ تعینات ہیں اور کون کونسے سکول ایسے ہیں جہاں خواتین اساتذہ کی تعیناتی نہ کی گئی؟

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) (I) لاہور کے دیہاتی علاقوں میں سکولوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

	پرائمری	مڈل	ہائی
طلباء	۳۰۷	۲۷	۲۶
طالبات	۲۶۶	۲۵	۱۴

(II) لاہور کے دیہی علاقوں میں کوئی ایسا گاؤں نہیں۔ جہاں گرلز پرائمری سکول نہ ہو۔ البتہ آٹھ گاؤں میں لڑکوں کے لئے پرائمری سکول نہیں ہیں (فہرست لف ہے)

فہرست گاؤں جہاں لڑکوں کے پرائمری سکول موجود نہیں ہیں

(۱) پلڈرہ (یونین کونسل ماگا) (۲) بستی احمد آباد (یونین کونسل ماگا)
(۳) جھگیاں ذیلداراں (یونین کونسل خود پورہ) (۴) بولا گڑھی (یونین کونسل شاہ پور۔
(۵) فرانسس ٹاؤن (یونین کونسل شاہ پورہ) (۶) پل لبانہ (یونین کونسل شاہ پورہ)
(۷) قلعہ ذوالفقار (یونین کونسل علی رضا آباد) (۸) حسن آباد (یونین کونسل علی رضا آباد)

لسٹ گاؤں جن میں لڑکیوں کے لئے سکول (پرائمری) نہیں ہیں کوئی گاؤں نہ ہے۔

(ب) لاہور کے دیہی علاقوں میں ۶۰ بوائز پرائمری سکول اور ۳۸ گرلز پرائمری سکول کی اپنی عمارات نہیں ہیں۔ (فہرست لف ہے)

فہرست مواضعات جن میں بغیر عمارت کے پرائمری سکول ہیں

گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول

۱۔ گل بہار کالونی ۲۔ پنڈی راجپوتاں ۳۔ گرومانگٹ ۴۔ شاہ شہید ۵۔ جھگیاں ۶۔ منہالہ خورد ۷۔ حویلی برہمن آباد ۸۔ رکھ پدری ۹۔ سوڈا ۱۰۔ کوٹھاملیاں ۱۱۔ دھلہ نمر ۱۔ ۱۲۔ سرجا مرجا ۱۳۔ واڑہ سادھاں والی ۱۴۔ کھرک ۱۵۔ چند صیڑ ۱۶۔ تھ پورہ۔ اوڑاں والا ۱۸۔ ہرپال کے ۱۹۔ برہمن آباد ۲۰۔ واڑہ شادی ۲۱۔ اوپل ۲۲۔ حویلی کھرباٹھ ۲۳۔ سوتیاں خورد ۲۴۔ سوتیاں کلاں ۲۵۔ ٹھٹھہ خورد ۲۶۔ رکھ دھلہ ۲۷۔ ملیاں ۲۸۔ ملکھوکی۔ ۲۹۔ تتلے ۳۰۔ بارہ

دری۔ ۳۱ لیلیٰ پور ۳۲۔ دیوشانی۔ ۳۳۔ کلیکی۔ ۳۴۔ بستی راجپوتاں ۳۵۔ فاروق کالونی ۳۶۔ مانا نوالہ ۳۷۔ کیسر خورد ۳۸۔ چک بھرت ۳۹۔ فیصل ٹاؤن ۴۰۔ جنرل ہسپتال ۴۱۔ ٹبہ سادھو ۴۲۔ واڑہ کھمباں والا ۴۳۔ خالد آباد ۴۴۔ دھوپ سرمی ۴۵۔ دھوکے والی ۴۶۔ واڑہ گھماواں ۴۷۔ واڑہ کمہاراں۔ ۴۸۔ مقدم سنگھ والا ۴۹۔ کانجرہ۔ ۵۰۔ محمد پورہ ۵۱۔ کٹار بند خورد ۵۲۔ گوپے رائے نمبر ۲۔ ۵۳۔ خواجہ آباد۔ ۵۴۔ کٹار بند کلاں ۵۵۔ شادیوال ساہو II ۵۶۔ سلامت پورہ۔ ۵۷۔ رکھ جودھو دھیر۔ ۵۸۔ مکھووال۔ ۵۹۔ حکیم والا ۶۰۔ بستی امین پورہ۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول

۱۔ رائے وند۔ ۲۔ خود پور ۳۔ پیراں دا کوٹ ۴۔ جھگیاں باجہ سنگھ ۵۔ نولاں دی جھلار ۶۔ جلیانہ۔ ۷۔ جھگیاں لودھڑے ۸۔ مرید وال ۹۔ جیلا گڑھی ۱۰۔ ٹھوکر نیاز بیگ ۱۱۔ نواں بند۔ ۱۲۔ غلام غوث والا ۱۳۔ مصلے ۱۴۔ ناصر آباد ۱۵۔ محمدی پور ۱۶۔ دھوکے والی لاہور۔ ۱۷۔ جھگیاں اسیر پورہ۔ ۱۸۔ جینے کا ٹبہ ۱۹۔ واڑہ سیداں۔ ۲۰۔ واڑہ کمہاراں ۲۱۔ قلعہ تارڈ ۲۲۔ سلطان کے ۲۳۔ واڑہ کھمباں ۲۴ خالد آباد۔ ۲۵۔ حویلی ترکھانا نوالی ۲۶۔ دھوندے ۲۷۔ تھے نصیب آباد ۲۸۔ تھے دیال سنگھ ۲۹۔ آصل سلیمان ۳۰۔ نبی بخش والا ۳۱۔ چتیو والی ۳۲۔ حسن آباد ۳۳۔ جلال آباد ۳۴۔ سرجا مرجا۔ ۳۵۔ نتھا سنگھ ۳۶۔ ہیرا سنگھ ۳۷۔ نت ۳۸۔ چنن دین والا

ج۔ لاہور کے دیہی علاقوں میں واقع تمام گورنمنٹ گرلز پرائمری سکولوں میں خواتین اساتذہ تعینات ہیں سوائے مندرجہ ذیل تین سکولوں کے (ان سکولوں میں جب کبھی خواتین اساتذہ کی تقرری کی گئی انہوں نے دور دراز کا سکول ہونے کی بنا پر یا سواری وغیرہ کے مسئلہ کی بنا پر ڈیوٹی جائن نہ کی یا بعد میں جانا چھوڑ دیا۔)

۱۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول شادیوال

۲۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول جھگیا لودھڑے

۳۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بھلائی کل

سکول کی چار دیواری تعمیر کرنے کے لئے اقدامات

۲۱۔میاں طارق محمود۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال ۱۹۸۶ء میں اہل دیہہ کی طرف سے تین ایکڑ رقبہ برائے تعمیر گرلز ہائی سکول سکی نو تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہائی سکول کی بلڈنگ محکمہ نے تعمیر کر دی تھی مگر چار دیواری نہیں بنائی گئی تھی جس کی وجہ سے طالبات کو بہت دشواری ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ سکول میں ابھی تک بجلی بھی نہیں لگائی گئی اور موسم گرما میں طالبات کو بغیر بجلی کے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سکول کی چار دیواری تعمیر کرنے اور بجلی وغیرہ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے

(ب) یہ درست ہے

(ج) یہ بھی درست ہے

(د) گرلز ہائی مدارس کو چار دیواریاں مہیا کرنا سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔ اس سکول کی چار دیواری ترقیاتی پروگرام ۹۰-۸۹ کے تحت فراہم کر دی جائے گی۔ جہاں تک بجلی کی فراہمی کا تعلق ہے۔ استحقاق کا مکمل جائزہ لینے کی بعد ضروری کارروائی کی جائے گی۔

او ٹی اساتذہ کو پندرواں سکیل دینے کے اقدامات

۳۳۔چودھری اصغر علی گھرے۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ سندھ میں او ٹی اساتذہ کو پندرھواں سکیل دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ او ٹی اساتذہ پیشہ ورانہ فرائض کے سلسلے میں ایس ایس ٹی اساتذہ کے برابر ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب میں بھی او ٹی اساتذہ کو

پندرھواں سکیل دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) درست ہے

(ب) درست نہ ہے

(ج) حکومت اس معاملے پر غور کر رہی ہے اور جلد فیصلہ کر دیا جائے گا

ضلع ڈیرہ غازی خاں میں پرائمری مدارس کی عمارتوں کی تعمیر

۳۶۔ سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازیخاں میں پرائمری مدارس کی کل کتنی تعداد ہے اور کتنے مدارس بغیر عمارت کے کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا حکومت پہاڑی و بارانی علاقہ جات میں مدارس کی عمارتوں کی تعمیر کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور رواں مالی سال میں اس مقصد کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

ضلع ڈیرہ غازی خاں میں کل پرائمری مدارس اور بغیر عمارت پرائمری مدارس کی تعداد حسب ذیل ہے۔

	کل مدارس	بغیر عمارت
(I) بوائز	۱۱۱۸	۲۴۸
(II) گرلز	۴۳۹	۴۶

رواں مالی سال میں پورے صوبہ میں ۶۰۰ پرائمری مدارس کی عمارات مہیا کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ فنڈز کی تقسیم علاقائی بنیاد پر نہیں کی گئی۔ تاہم اس میں بارانی اضلاع کے ۹۹ سکول شامل ہیں۔

مڈل سکول چھابری بالا ضلع ڈیرہ غازی خاں کی عمارت میں توسیع

۴۱۔ سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) مڈل سکول چھابری بالا ضلع ڈیرہ غازی خاں کو کس تاریخ سے ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ہے۔
(ب) اس وقت متذکرہ سکول کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے۔
(ج) سکول مذکورہ کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے بعد اس کی عمرات میں توسیع کے لئے کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم۔ (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ)
مڈل سکول چھابڑی بالا کو ۸۷-۵-۱ سے ہائی کا درجہ دیا گیا ہے۔
اس وقت مذکورہ سکول میں پانچ کمرے ہیں۔
سکول مذکورہ کی عمارت کی تعمیر کے لئے چیف انجینئر ساؤتھ زون سے تخمینہ بھیجنے کی درخواست کی گئی ہے۔ تخمینہ موصول ہوا ہے رواں مالی سال کے دوران اس کے لئے فنڈز فراہم کر دئے جائیں گے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

حاجی محمد اسلم رندھاوا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست حاجی محمد اسلم رندھاوا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ ۷، ۸، ۱۴، ۱۵ اور ۲۶/۱۲/۸۸ تا ۲۸/۱۲/۸۸، ۲۳/۲/۸۹، ۲۶/۲/۸۹ کو اپنے نجی کاموں کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری زاہد پرویز

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری زاہد پرویز صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ذاتی وجوہات کی بنا پر لاہور سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ ۱۴/۱۲/۸۸، ۱۶/۱۲/۸۸ اور ۲۸/۱۲/۸۸، ۲۶/۲/۸۹ کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری جعفر اقبال

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری جعفر اقبال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ ناسازی طبع اسمبلی کے الاس منقدہ ۱۵ دسمبر اور ۲۶/۱۲/۸۸ سے ۲۸/۱۲/۸۸ تک اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ سلطان خضر حیات

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ سلطان خضر حیات صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

التماس ہے کہ بندہ مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کو ایک اہم مجبوری کی وجہ سے اسمبلی کے

اجلاس میں شرکت نہ کر سکا براہ کرم میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔ عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خواجہ محمد یوسف

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست خواجہ محمد یوسف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I HAVE THE HONOUR TO REQUEST THAT I MAY BE PERMITTED TO AVAIL ONE DAY LEAVE ON 26TH FEBRUARY 1989 FOR IMPORTANT ENGAGEMENT.

THANKS

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سکندر حیات میکن

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار سکندر حیات میکن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

KINDLY GRANT ME LEAVE FROM THE ASSEMBLY SESSION FOR FIVE DAYS, FROM 1ST OF MARCH ONWARDS AS MY COUSIN HAD DIED AND I HAVE TO GO BACK TO MY VILLAGE TO ATTEND THE 'QUL' CEREMONY.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک حاکمین خان

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک حاکمین خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔
میں ایک ضروری کام سے مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کو اسلام آباد گیا تھا۔ ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I COULD NOT ATTEND THE MEETING OF THE ASSEMBLY HELD ON 23RD FEBRUARY 1989 (TUESDAY) DUE TO UNAVOIDABLE CIRCUMSTANCS. KINDLY EXCUSE MY ABSENCE FOR THAT DAY AND OBLIGE.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ نصیر الدین سیالوی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بوجہ علالت طبع مورخہ ۲۸/۲/۸۹ کو اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔

مہربانی فرما کر ایک یوم (مورخہ ۲۸/۲/۸۹) کی رخصت منظور فرمادیں۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مورخہ ۲۳/۲/۸۹ کو ناسازی طبع کی وجہ اجلاس ATTEND نہیں کر سکا مہربانی فرما کر رخصت منظور کی جائے۔ لاہور میں موجود تھا۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شاہد مرزا

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب شاہد مرزا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ضروری کام کی غرض سے اسلام آباد چلا گیا لہذا مجھے ایک یوم مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کی

رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب خورشید احمد خان

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب خورشید احمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ضروری کام کی غرض سے لاہور سے باہر کہیں چلا گیا تھا۔ لہذا ۲۶/۲/۸۹ تا ۱/۳/۸۹ کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمود الحسن ڈار

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود الحسن ڈار صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ایک ضروری کام کی وجہ سے ۲۶/۲/۸۹ کو اسمبلی کا اجلاس ATTEND نہ کر سکا رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر شیلا بی چارلس

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر شیلا بی چارلس صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I SHALL BE GRATEFUL IF YOU COULD GRANT ME LEAVE FOR THE 23RD FEBRUARY, 1989 AS I HAD TO GO TO ISLAMABAD FOR A MEETING OF MINORITY AFFAIRS.

THANKING YOU.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سجاد اکبر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب سجاد اکبر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

DUE TO UNAVOIDABLE CIRCUMSTANCES I WILL NOT BE ABLE TO ATTEND THE ASSEMBLY SESSION FOR 26TH FEBRUARY TO 28TH FEBRUARY, 1989 LEAVE MAY PLEASE BE GRANTED FOR THE SAID DATES.

THANKING YOU.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب آفتاب احمد خان

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب آفتاب احمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I WILL NOT BE ABLE TO ATTEND THE ASSEMBLY SESSION FROM 26TH FEBRUARY TO 28TH FEBRUARY, 1989 DUE TO UNAVOIDABLE CIRCUMSTANCE. KINDLY LEAVE MAY BE GRANTED FOR SAID DATES.
THANKING YOU.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

کیپٹن ڈاکٹر محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست کیپٹن ڈاکٹر محمد رفیق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ معزز رکن اسمبلی ملک بشیر اعوان کے والد بزرگوار الحاج ملک کرم بخش رضاء الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے جنازے میں شرکت کیلئے میں خوشاب جا رہا ہوں۔ اس لئے مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کی رخصت عطا کی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصیت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کر گئی)

میاں اظہر الحسن ڈار

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں اظہر الحسن ڈار صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی

طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔ جس کی وجہ سے میں اجلاس میں مورخہ ۲۶/۲/۸۹ حاضر نہیں ہو سکتا۔ لہذا ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد وزیر اعوان

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد وزیر اعوان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں پارٹی میٹنگ کے سلسلہ میں اسلام آباد جا رہا ہوں۔ لہذا ۲۶/۲/۸۹ کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام محمد نور ربانی کھر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام محمد نور ربانی کھر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

کل مورخہ ۲۲/۲/۸۹ کو ٹیلی فون پر مکہ مکرمہ سے جناب ملک نور ربانی کھر صاحب ایم پی اے نے مجھے کہا کہ وہ عمرہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں مکہ مکرمہ گئے ہوئے ہیں۔ لہذا مورخہ ۲۳/۲/۸۹، ۲۵/۲/۸۹ کو وہ اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکیں گے۔ ہر دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد سرور کھوکر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد سرور کھوکر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I HAVE TO PROCEED TO ISLAMABAD IN CONNECTION WITH AN URGENT AFFAIR THERE.

KINDLY GRANT ME LEAVE OF THE HOUSE FOR TWO DAYS. 26- 2- 89 TO 27- 2- 89.

THANKS.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب جاوید محمود گھمن

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب جاوید محمود گھمن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ ایک ضروری کام کے سلسلہ میں ۲۶/۲/۸۹ کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت منظور فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری غلام قادر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری غلام قادر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

THE UNDERSIGNED WAS SUMMONED BY THE PRIME MINISTER TO ISLAMABAD ON FEBRUARY 26TH, 1989, THEREFORE, I COULD NOT ATTEND THE ASSEMBLY SESSION ON THAT DAY.
I SHALL BE GRATEFUL IF I COULD BE MARKED ON LEAVE ON THE SAME DAY.
THANKS.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک امان اللہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک امان اللہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

THE UNDERSIGNED COULD NOT ATTEND THE ASSEBMLY SESSION ON FEBRUARY 26TH BECAUSE I WAS SUMMONED BY THE PRIME MIMISTER TO ISLAMABAD ON THE SAME DAY.
I SHALL BE GRATEFUL IF I AM MARKED ON LEAVE.
THANKS.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب پرویز صالح

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب پرویز صالح صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

THE UNDERSIGNED WAS SUMMONED BY THE PRIME MINISTER TO ISLAMABAD ON FEBRUARY 26, 1989, THEREFORE I COULD NOT ATTEND THE ASSEMBLY SESSION ON THE SAME DAY.
I SHALL BE GRATEFUL, IF MY ABSENCE FROM THE SESSION IS EXCUSED AND I AM MARKED ON LEAVE.
THANKS.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد یامین

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد یامین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

DUE TO UNAVOIDABLE CERCUMSTANCES, I COULD NOT ATTEND THE ASSEMBLY SESSION ON 23RD

FEBRUARY, 1989. I MAY KINDLY BE GRANTED ONE DAY LEAVE OF ABSENCE FROM ASSEMBLY.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

میاں خادم حسین

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں خادم حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

DUE TO UN-AVOIDABLE CIRCUMSTANCES I COULD NOT ATTEND THE SESSION OF THE PUNJAB ASSEMBLY. IT IS, THEREFORE, REQUESTED THAT I MAY BE ALLOWED LEAVE W.E.F. 23RD TO 27TH INSTANT.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری شاہ نواز چیمہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری شاہ نواز چیمہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں ۲۶ تاریخ کو ضروری کام کیلئے اسلام آباد گیا تھا۔ اور جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ مہربانی فرما کر ۲۶/۲/۸۹ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب منور حسین تارڑ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب منور حسین تارڑ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں ضروری کام کیلئے ۲۶/۲/۸۹ کو اسلام آباد گیا ہوا تھا اس لئے رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب الطاف احمد رانجھا

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب الطاف احمد رانجھا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کو اسلام آباد ضروری کام کیلئے چلا گیا تھا۔ اس لئے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا مہربانی فرما کر میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ ممتاز احمد

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ ممتاز احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میرے والد صاحب کی اچانک وفات پا جانے کی وجہ سے میں سارے سیشن میں حاضر نہیں ہو سکا۔ چھٹی منظور فرمائی جائے۔
شکریہ۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

محمد خالد ملک

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد خالد ملک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

KINDLY GRANT LEAVE TO ME FOR 26TH OF FEBRUARY AS I COULD NOT ATTEND THE SESSION OWING TO SOME URGENT BUSINESS.

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد خان جسپال

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد خان جسپال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب عالی۔ مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کو مصروفیات کی بنا پر مجھے اسلام آباد جانا پڑا۔ اس لئے حاضر نہ ہو سکا۔

براہ کرم ۲۶/۲/۸۹ کیلئے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردار شوکت مزاری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار شوکت مزاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں پرائم منسٹر صاحبہ کے بلاوے پر اسلام آباد ۲۶ فروری کو حاضر ہوا۔ اس لئے اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ اس دن کی رخصت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اسحاق بچہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اسحاق بچہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کو اسلام آباد گیا تھا۔ لہذا میری ایک دن کی چھٹی منظور کی جائے۔

شکریہ

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

میاں مشتاق حسین ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں مشتاق حسین ڈوگر صاحب رکن صوبائی اسمبلی

کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ ۲۶/۲/۸۹ کو ضروری کام کی خاطر اسلام آباد گیا تھا۔ اس دن اجلاس میں حاضر نہیں ہوسکا۔ لہذا اس دن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عبدالقادر شاہین

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالقادر شاہین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں محترمہ وزیر اعظم پاکستان صاحبہ کی دعوت ۲۶/۲/۸۹ پر اسلام آباد جارہا ہوں۔ چھٹی فرمائی جائے۔

شکریہ

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اکرم ربانی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا اکرم ربانی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں اسلام آباد چلا گیا تھا۔ مجھے ۲۶ فروری اور ۲۷ فروری کیلئے رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحریک استحقاق نمبر ۲۰ کے بارے میں مجلسِ خصوصی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

راجہ محمد خالد خان۔ جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔ "کہ تحریک استحقاق نمبر ۲۰ کے بارے میں مجلسِ خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ تحریک استحقاق نمبر ۲۰ کے بارے میں مجلسِ خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد خالد خان۔ "میں تحریک استحقاق نمبر ۲۰ کے بارے میں مجلسِ خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر۔ رپورٹ پیش کر دی گئی

(اس مرحلہ پر رپورٹ کی نقول ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

مسودہ قانون، ادارہ شاہرات پنجاب مصدرہ ۱۹۸۹ء کے بارے میں مجلسِ خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

سردار زادہ سید ظفر عباس۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون، ادارہ شاہرات پنجاب مصدرہ ۱۹۸۹ء (مسودہ قانون ۶ بابت ۱۹۸۹) کے بارے میں مجلسِ خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد ۵ مارچ ۱۹۸۹ء تک توسیع کی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ مسودہ قانون، ادارہ شاہرات پنجاب مصدرہ ۱۹۸۹ء (مسودہ قانون نمبر ۶ بابت ۱۹۸۹ء) کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۵ مارچ ۱۹۸۹ء تک توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون، تنسیخ مارشل لاء آرڈر نمبر ۱۳۷۱ کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

سردار زادہ سید ظفر عباس۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مسودہ قانون (تنسیخ) مارشل لاء آرڈر نمبر ۱۳۷۱ بابت ۱۹۸۹ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۵ مارچ ۱۹۸۹ تک توسیع کی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ مسودہ قانون (تنسیخ) مارشل لاء آرڈر نمبر ۱۳۷۱ بابت ۱۹۸۹ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ۵ مارچ ۱۹۸۹ء تک توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو TAKE UP کرتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر ۱۰ جناب محمد وصی ظفر صاحب کی طرف سے ہے۔

غیر آئینی طور پر وزیر اعلیٰ کے آٹھ مشیروں کا تقرر

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے غیر آئینی و غیر قانونی طور پر آٹھ عدد مشیران کو نامزد کر کے آئین و قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ مشیران نہ صرف خزانے پر بلکہ تمام اراکین اسمبلی اور غریب عوام پر بوجھ ہیں بالخصوص جبکہ ان سے کسی قسم کا کام یا مشورہ تک نہ لیا جائے اور صرف جھنڈے والی گاڑیاں اور دفتر سجا کر دے دیئے گئے ہیں اور سیاسی پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر چند مخصوص ممبران کو نوازا گیا تاکہ صوبہ پر اپنا تسلط قائم رہے۔ اس سلسلہ میں آئین کے آرٹیکل ۲۶۰۔ ۱ (بی) میں سروس آف پاکستان کے عنوان کے تحت پیرا کو جواز بنانے کی غیر قانونی کوشش کی جاتی ہے جس میں کسی طور پر بھی وزیر اعلیٰ کو مشیران کی نامزدگی کا اختیار تفویض نہ کیا گیا ہے۔ اس لئے صریحاً قانون کی خلاف ورزی کی جارہی ہے اور کی گئی ہے۔ جس سے تمام معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری تحریک استحقاق قانونی پہلوؤں کے مدنظر ٹھیک اور صحیح ہے۔ لہذا التماس ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ رول ۱۹۷ کی طرف دلاتا ہوں کیونکہ جناب قائد حزب اختلاف اور باقی دوست یہاں پر جب ایوان کی کارروائی ہو رہی ہے تو وہ آپس میں زبردست طریقے سے گفتگو میں مصروف ہیں۔ میں تمام ایوان کی توجہ قاعدہ ۱۹۷ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جب ایوان کی کارروائی جاری ہو تو ہم ممبران کو کیا کرنا چاہیئے؟ تو اس میں ۱۹۷ ہے کہ WHILST SITTING IN THE HOUSE جب ایک ممبر ہاوس میں بیٹھا ہو تو اس کو کیا طریقہ استعمال کرنا چاہیئے؟ تو وہ طریقہ یہ ہے کہ (VII) SHALL MAINTAIN SILENCE WHEN NOT SPEAKING IN THE HOUSE. وہ خاموشی سے بیٹھے گا۔ وہ کچھ بھی نہیں کرے گا۔ میں نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جب آپ سن

رہے ہیں اور میں بول رہا ہوں تو یہاں سے جناب والا معزز اراکین درمیان سے گزر رہے ہیں تو اس لئے یہ صرف سات آٹھ باتیں ہیں جن کو ہمیں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ پہلی بات ہے

(I) SHALL NOT READ ANY BOOK, NEWSPAPER OR LETTER EXCEPT IN CONNECTION WITH THE BUSSINESS OF THE HOUSE. دوسری بات ہے۔

(II) SHALL NOT INTERRUPT ANY MEMBER BY DISORDERLY EXPRESSIONS OR NOTICES OR IN ANY OTHER DISORDERLY MANNER.

یہاں یہ بھی بات ہوتی ہے کہ یہاں جب گفتگو ہو رہی ہوتی ہے تو پیچھے سے جناب والا تبصرہ شروع ہو جاتا ہے۔ تیسری بات ہے۔

(III) SHALL NOT PASS BETWEEN THE CHAIR AND ANY MEMBER WHO IS SPEAKING.

یہ میں جناب والا دونوں طرف سے کہہ رہا ہوں۔ ایک طرف سے نہیں کہہ رہا۔ اس طرح سے

(IV) SHALL NOT LEAVE THE HOUSE WHEN THE SPEAKER IS ADDRESSING THE HOUSE.

جب آپ بول رہے ہوتے ہیں تو جناب والا پھر بھی دوست جو ہیں وہ ہاوس سے چلے جاتے ہیں۔ اب دیکھیں جناب والا ! یہ میرے معزز رکن ہیں میں یہی بات کہہ رہا تھا کہ IN BETWEEN نہیں گزرنا چاہیئے۔ جب ہاوس میں ایک دوست بول رہا ہو، ایک ساتھی بول رہا ہو تو چیئر اور سپیکر جو بول رہا ہے اس کے درمیان سے نہیں گزرنا چاہیئے اور جناب والا یہ سات آٹھ باتیں ہیں۔

(V) SHALL ALWAYS ADDRESS THE CHAIR.

(VI) SHALL KEEP TO HIS SEAT WHILE ADDRESSING THE HOUSE.

اس طرح تو یہ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس پر جناب والا ہی عمل کروا سکتے

ہیں کوئی اور ممبر اس پوزیشن میں نہیں ہے۔ میں آپ کی اس پر رولنگ چاہوں گا۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ کیونکہ وہ ایک تحریک استحقاق تھی۔ میرے دوست معزز رکن کا بڑا اہم نکتہ تھا لیکن کسی کی اس طرف توجہ نہیں تھی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ میاں صاحب۔۔۔۔۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ جی پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میاں صاحب ہمیشہ مہربانی فرماتے ہیں اور رولز کو QUOTE کرتے ہیں اور اس معزز ایوان کی توجہ رولز کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ میں ان کا اس سلسلے میں بھی مشکور ہوں کہ اس ایوان کا کاروبار کس ضابطے کے تحت چلنا چاہیئے۔ تو میاں منظور احمد موہل صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ وہ بہت RELEVANT ہے اور انہوں نے بہت جائز بات کی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے معزز اراکین ان قواعد و ضوابط کے مطابق اور روایات کے مطابق ایوان کے معاملات کو چلانے میں میری مدد کریں گے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر قواعد انضباط کار اور قانون کا صرف فارورڈ بلاک کو ہی علم نہیں، دوسروں کو بھی علم ہے۔ ابھی چند لمحے پیشتر آپ خود دیکھ رہے تھے کہ جس شخص نے آپ کو قواعد انضباط کار کا اتنا بڑا لمبا قاعدہ سنایا موصوف ہمارے دوست وہ خود کیا کر رہے تھے؟ وہ خود مصروف گفتگو تھے تو یہ قاعدے، قانون ان پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ جی یہ سب پر لاگو ہوتے ہیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ ان کو یہ بھی فرما دیجیئے کہ آپ خود بھی قاعدے، قانون اور اپنی تمام ذمہ داریوں کو نبھائیں۔

جناب سپیکر۔ اچھی بات کس کی طرف سے بھی ہو وہ قابل اعتراض نہیں ہوا کرتی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر انہوں نے جو رولز QUOTE کئے ہیں ان سے ہمیں اتفاق ہے اس کے ساتھ کہ تمام ایوان ہائے اسمبلی کی روایات میں INTERRUPTION اور INTERVENTIONS بھی ایوان کی روایات کا حصہ

ہوتی ہیں اور یہ کوئی ایسی خوفناک بات نہیں ہے۔ یہ INTERRUPTIONS اور INTERVENTIONS ایوان کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب وصی ظفر صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔ میاں صاحب اس پر اب مزید مباحثے کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر۔ اس پر میری ذاتی وضاحت ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اب اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب وصی ظفر صاحب۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کس بھی قانون، کسی بھی قاعدے یا آئین کے تحت وزیر اعلیٰ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے مشیران کا تقرر کر سکے۔ وہ صرف اور صرف اپنے وزراء کا تقرر کر سکتا ہے اور ایسا کوئی قانون موجود نہیں ہے جس کے تحت وزیر اعلیٰ مشیران کا تقرر کرتا ہو۔ یہ قانون کی خلاف ورزی جو ہے اس پر تحریک استحقاق بنتی ہے جو جناب کے سامنے میں نے پیش کی ہے۔ اس کو منظور کر کے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب وصی ظفر صاحب کی اس تحریک استحقاق پر جناب وزیر قانون کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا! آئین میں اگر اس قسم کی کوئی خصوصی شق موجود نہیں ہے تو کوئی ممانعت بھی نہیں کی گئی ہے کہ وزیر اعلیٰ خصوصی معاون یا مشیران نہیں رکھ سکتے۔ جناب والا آئین کے جس آرٹیکل کا حوالہ میرے فاضل بھائی نے دیا ہے اس میں سروسز آف پاکستان سے کچھ لوگوں کو نکالا گیا ہے کہ یہ سروسز آف پاکستان کے زمرے میں نہیں آتے ہیں اور اس میں مشیران اور معاونین خصوصی کا باقاعدہ ذکر ہے۔ جناب والا اگر اجازت دیں تو میں اسے پڑھ لیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ کونسا آرٹیکل ہے۔۔۔۔۔۔

وزیر قانون۔ یہ ۲۶۰ ہے۔۔۔۔۔۔ یہ آرٹیکل ۲۶۰ ہے صفحہ نمبر ۱۸۱ پر ہے۔ ان میں سے جو EXCLUDE ہیں، چیئرمین۔ رکن اسلامی نظریاتی کونسل، وزیر اعظم کے معاونِ خصوصی مشیران برائے وزیر اعظم، معاونِ خصوصی برائے وزیر اعلیٰ، مشیران برائے وزیر

اعلیٰ، یا رکن، صوبائی اسمبلی ہے۔ اس کے بعد ہمارے جو رولز آف بزنس ہیں، اس میں رول ۱۲۱ اے میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے۔ اسکو میں پڑھتا ہوں،

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، وزیر قانون نے جو آئین کا حوالہ دیا ہے۔ وہ وفاقی مشیران کے ضمن میں ہے۔ اس کی تو گنجائش ہے۔ لیکن یہ صوبائی مشیران کے سلسلہ میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ ان کو پہلے بات مکمل کر لینے دیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ ان کا جزوی حصہ مکمل ہو گیا ہے۔ س پر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور جو دوسرے رولز آف بزنس کا حوالہ دے رہے ہیں، وہ کتاب ہمیں مہیا کی جائے جس کتاب سے وہ رولز کا حوالہ دے رہے ہوں اسکا مہیا کیا جانا انتہائی ضروری ہے ہمیں آپ رولز کی ایک کاپی دیں تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ کہیں غلط حوالہ تو نہیں دے رہے ہیں۔ یہ بات قانونی طور پر لازمی ہے، ہمیں یہ رولز آف بزنس کی کاپی نہیں ملی ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب وصی ظفر صاحب آپ کے پاس رولز کی کاپی ہے؟ یہ مجھے ابھی سیکرٹری اسمبلی نے بتایا ہے کہ رولز آف بزنس ۱۹۷۴ء کی ایک ایک کاپی ہم نے سارے ایوان میں تقسیم کی ہے۔ یہ رولز کی کاپی آج ایوان میں نہیں تقسیم ہوئی بلکہ یہ شروع شروع میں تمام فاضل ممبران کو دے دی گئی تھی۔

نواب زادہ غضنفر علی گل
چودھری محمد وصی ظفر۔ } یہ تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ ہمیں نہیں ملی ہیں۔
جناب فضل حسین راہی۔

جناب جاوید محمود محسن۔ میں خود ذاتی طور پر لائبریری میں یہ رولز کی کاپی لینے کے لئے گیا تھا۔ مگر مجھے نہیں ملی اور بتایا گیا کہ کاپیاں ختم ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر۔ ایسے کرتے ہیں کہ میں اپنے دفتر کو یہ حکم دیتا ہوں کہ یہ کاپی آپکو از سر نو تقسیم کر دی جائیں، یہ آپکو مل جائیں گی۔ یہ ہم آپکو پھر تقسیم کر دیتے ہیں۔

نواب، غضنفر علی گل۔ تو اس وقت تک اس کو ملتوی کر دیں۔ کیونکہ ہمیں کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کی اجازت سے ایس اینڈ جی

اے ڈی نے تمام ممبران کو RULES OF BUSINESS کی کاپیاں تقسیم کر دی ہیں۔ اگر نہیں کی ہیں۔ تو ہم دوبارہ تقسیم کروا دیتے ہیں۔ بات ختم ہو گئی۔ نواب زادہ صاحب آپ نے اگر اس بارے میں تیاری کرنی ہو اور آپ کو قواعد کی کوئی کتاب ملاحظہ کرنی ہو جو کہ اس وقت آپ کے پاس موجود نہ ہو تو آپ مجھے کہہ دیں کہ اس تحریک استحقاق کو مؤخر کر لیں، میں اس پر فیصلہ ملتوی کر سکتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ وہ تو وصی ظفر صاحب کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں آپ فوری طور پر رولز آف بزنس کی کتاب کی کاپی فراہم کرنے کا بندوبست کرائیں۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا، میں اس نکتے پر بات کرنا چاہتا ہوں، کہ وزیر قانون موصوف نے خود یہ بات تسلیم کر لی ہے اس ایوان کے سامنے کہ اس بارے میں مشیروں کی تقرری کے بارے میں آئین میں نہ تو کوئی اہتمام موجود ہے اور نہ ہی اسکی ممانعت ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق ہی یہی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہاں سے یہ اختیارات حاصل ہیں جس کے تحت انہوں نے مشیروں کی تقرری کی ہے۔ جب آئین میں مشیروں کی تقرری کے بارے میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور خود وزیر قانون نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ یہ گنجائش نہیں ہے تو پھر ان کی تقرری قانون کی کس شق کے تحت کی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب آپ چاہتے ہیں کہ اسکو ملتوی کر لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر۔ جناب والا، اس کو ملتوی کر لیں۔

جناب سپیکر۔ تو ہم اس کو مؤخر کرتے ہیں، اور ہمارا جو اگلا یوم کار ہو گا، اس پر ہم اس تحریک استحقاق کو TAKE UP کر لیں گے۔ اس دوران رولز آف بزنس پنجاب ۱۹۷۴ء کی کاپی آپ کو مہیا کر دی جائیں گی۔ (سیکرٹری اسمبلی سے مخاطب ہو کر) شاہ صاحب آپ یہ اہتمام کریں کہ رولز آف بزنس کی کاپی ان کو مل جائیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ آپ اس کی اہمیت کو

سمجھتے ہیں اور یہاں پر غیر سرکاری ارکان کے بل بھی پیش ہوتے ہیں۔ اور بڑی ضروری قرار دادیں بھی پیش ہوتی ہیں، اسکے لئے میری گذارش یہ ہے کہ بجائے کسی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کے لینے کے آپ بل کو اور قرار دادوں کو TAKE UP کریں اور تحریک کو ملتوی کریں، کیونکہ میرا خیال ہے کہ تقریباً دس بجے تک یہ اجلاس جاری ہے گا تو باقی ماندہ دو گھنٹے اگر آپ باقی کام کے لئے دے دیں تو جناب کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر۔ میں اس بارے میں جناب وزیر قانون کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون۔ جناب والا،

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی کی یہ تجویز ہے کہ چونکہ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اور چونکہ اس میں معزز اراکین کی کچھ قرار دادیں ہیں، اور بل ہیں، ان کی اہمیت کے پیش نظر ان کی یہ رائے ہے تجویز ہے کہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو آج TAKE UP نہ کیا جائے۔ آپ کیا فرماتے ہیں؟ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون۔ جناب والا، یہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار بھی زیادہ تر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے ہوتی ہیں، اور ان کی اہمیت بھی کسی لحاظ سے ان قرار دادوں سے کم نہیں ہے، اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تحاریک استحقاق /التوائے کار کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے---------- تو پھر جن تحریکوں کو آج پیش کیا جاسکتا تھا اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو ان کو پیش نہ کیا جائے۔ یا پھر آپ پڑھتے جائیں وہ اسے واپس لیتے جائیں۔ تو اس طرح خود بخود یہ تحاریک ختم ہو جائیں گی۔ اس کے بعد ہم دوسرا معمول کا کام شروع کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اس پر STRESS نہ کریں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر ان کی اہمیت کم ہے اور اس کی اہمیت زیادہ ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میرے خیال میں یہ روایت موجود ہے، کہ اہمیت کے پیش نظر بعض اوقات ایسا کیا گیا ہے۔ اور یہ کرنا انتہائی مناسب ہوتا ہے۔ جناب سپیکر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ممبران کے پاس صرف یہی ایک دن ہوتا ہے جسے غیر سرکاری ممبران کا دن کہا جاتا ہے۔ باقی چھ دن سرکاری کارروائی کیلئے ہوتے ہیں۔ یہ بہت اہم قرار دادیں ہوتی ہیں اگر انہیں TAKE UP نہ کیا جائے تو اگلے غیر سرکاری دن پر چلی جائیں

گی۔ پھر یہی عمل اس دن بھی ہو گا تو پھر اس سے اگلے دن پر چلی جائیں گی۔ اس طرح اجلاس غیر معینہ عرصے کیلئے ملتوی ہو جائے گا اور یہ قرار دادیں اپنی موت آپ مر جائیں گی۔ باقی اگر تحاریک التوائے کار یا تحاریک استحقاق کی اہمیت نہ ہو تو انہیں یہاں پیش کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ اس کی اہمیت اپنی جگہ پر موجود رہتی ہے۔ اب چونکہ تحاریک استحقاق بھی ہماری طرف سے ہیں، تحاریک التوائے کار بھی ہماری طرف سے ہیں اور گذارش بھی ہماری طرف سے ہی ہے۔ اسلئے ہم یہ امید کرتے ہیں کہ جناب وزیر قانون فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے BUSINESS کو TAKE UP کریں گے ویسے بھی یہ کوئی OUT OF THE WAY نہیں ہے، ایسا اسمبلی کے اندر ہوتا رہا ہے اور ہوتا ہے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: SIR I WOULD SUBMIT TO THE HONOURABLE LAW MINISTER THAT HE SHOULD AGREE WITH THE HONOURABLE MEMBER, MR FAZAL HUSSAIN RAHI AND HE BE ALLOWED TO PRESENT THE BILL.

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب اس بارے میں اپنی رائے دے چکے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ تحاریک استحقاق تمام ممبران کا حق ہے، اس پر صرف حزب اختلاف کا حق نہیں ہوتا۔ اسلئے تحاریک استحقاق کو زیر التواء رکھ کر دوسری کسی کارروائی میں حصہ لینا مناسب نہیں ہے۔ البتہ تحاریک التوائے کار حزب اختلاف کی طرف سے ہوتی ہیں۔ ان کیلئے حزب اختلاف کے ارکان کہہ سکتے ہیں لیکن تحاریک استحقاق ہر طرف سے پیش ہوتی ہیں۔ یہ حکومتی پارٹی کی طرف سے بھی پیش ہوتی ہیں اور حزب اختلاف کی طرف سے بھی پیش ہوتی ہیں۔ اسلئے تحاریک استحقاق کو زیر التواء میں رکھنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں تحاریک استحقاق کو TAKE UP کرنا چاہیے تحاریک استحقاق کے بارے میں CONCENSUS DEVELOP نہیں ہو سکا کہ ہم اس کو پیش نہ کریں۔ اسلئے ہم تحاریک استحقاق کو TAKE UP کرتے ہیں۔ راہی صاحب میں

تحاریک استحقاق کو صرف اسی صورت میں TAKE UP نہیں کروں گا اگر سارا ایوان اس پر اتفاق کرے۔ اگر سارا ایوان اس پر اتفاق نہیں کرتا تو پھر میں تحاریک استحقاق TAKE UP کروں گا کیونکہ ممبران کا استحقاق بہت مقدم ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ہم آپ کی بات سے اتفاق کرتے ہیں اور آپکی بات درست ہے آپ قواعد و ضوابط کی بات کر رہے ہیں اور ہم اس پر STRESS نہیں کرتے لیکن جناب سپیکر! ہماری آپ سے گذارش یہ ہے کہ اگر قواعد معطل کر دیے جائیں تو اس سے کچھ نہیں ہو گا۔ اور یہاں ایسا ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن سارے ایوان کی رائے سے ایسا ہو سکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا آپ خود اس بات کا اندازہ کیجئے ۱۹۸۵ء کے الیکشن کے بعد جب پہلے دن میں یہاں آیا تھا۔ میں پہلے دن سے پنجابی زبان کی قرار داد یہاں پر پیش کرتا آرہا ہوں۔ اور پچھلی اسمبلی کے سوا تین سال کے عرصہ میں میری یہ قرار دادیں اسی طرح اپنی موت آپ مرتی رہی ہیں اور اگر آج بھی یہ پیش نہیں ہو گی تو پھر یہ کبھی پیش نہیں ہو سکے گی مجھے یہ علم ہے کہ یہ قرار داد پھر نہیں آئے گی۔ جناب والا ممبران کا اپنا دن ہو اور ان کی قرار داد پھر بھی پیش نہ ہو تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ آج آپ کی وہ قرار داد ایجنڈے پر موجود ہے۔؟

جناب فضل حسین راہی۔ جی موجود ہے۔

جناب سپیکر۔ اگر ایوان چاہے گا تو میں قرارداد کیلئے وقت بڑھا دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب پھر آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب آپ کو اعتراض ہے۔ اور آپکا اعتراض ختم ہونا چاہیے کیونکہ آپ بھی ہمارے ساتھ ایک معزز رکن ہیں۔ آپ کا سلوک ہمارے ساتھ اچھا ہونا چاہیے۔ ہم آپ سے یہ توقع کرتے ہیں ہیں کہ آپ کی شفقت سب کیلئے یکساں ہو گی۔ خاص طور پر آج کے دن ہم آپ سے زیادہ توقع رکھتے ہیں آج چونکہ ممبران کا دن ہے۔ آج اسلامی

جمہوری اتحاد اور پیپلز پارٹی کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ لہذا اسے آنے دیں اور یہ جھگڑا ختم ہونے دیں۔ ان کا بھی دن ہے اور ہمارا بھی دن ہے۔

جناب سپیکر۔ میں نے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ میرے خیال میں آپ رائے لے لیں اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وزیر قانون نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا انہوں نے بھی یہ کہا تھا کہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب۔ چیمہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ فضل حسین راہی صاحب کی طرف سے یہ تجویز ہے کہ آج تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاق کو آج نہ لیا جائے۔ اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ تحریک استحقاق مقدم ہے۔ اور میری تحریک استحقاق بھی پیش ہونی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا علماء آپس میں بھی متفق نہیں ہیں۔ یہ مولانا بڑے متعصب ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا ایوان کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ جناب والا! آپ کی یہ تجویز درست ہے کہ پہلے تحاریک استحقاق پیش کی جائیں اس کے بعد قرار دادوں کیلئے بھی آپ وقت بڑھا دیں اور ہم اس کیلئے تیار ہیں لیکن تحریک استحقاق پیش ہونی چاہیں۔

جناب سپیکر۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو TAKE UP کرتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا آپ اس پر ووٹنگ کروالیں۔ اکثریت یہ چاہتی ہے کہ قرار دادوں کو آنا چاہیے۔ جناب والا ان کی اپنی بھی قرار دادیں ہیں۔ اسلامی جمہوری اتحاد والوں کی بھی قرار دادیں موجود ہیں۔ آپ انہیں بھی آنے دیں۔

جناب سپیکر۔ میں نے ایوان کی رائے معلوم کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! آپ نے مولانا چنیوٹی سے پوچھا ہے۔ اب میری آپ سے گذارش یہ ہے کہ آپ پورے ایوان کی رائے لیں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ بلاوجہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اتنی دیر میں تو تحریک

استحقاق کو نمٹا چکے ہوتے۔ میں نے اس سلسلے میں سب سے پہلے وزیر قانون سے پوچھا ہے اور وزیر قانون سے پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حکومتی بنچوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر وہ اس کے حق میں ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا میں عرض کرتا ہوں ان کا بیان ریکارڈ پر موجود ہے آپ ٹیپ ریکارڈر چلا کر سن لیں انہوں نے اعتراض نہیں کیا انہوں نے تو کہا ہے کہ جیسے آپ کی مرضی ہے

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب وزیر قانون CATEGORICALLY یہ بتائیں کہ تحاریک استحقاق پیش کی جائیں یا نہ کی جائیں۔؟

جناب وزیر قانون ۔ جناب والا! میں نے یہی گذارش کی ہے کہ تحاریک استحقاق TAKE UP کی جائیں۔ تحاریک التوائے کار بھی TAKE UP کر لی جائیں کیونکہ ان کی اہمیت بھی کسی لحاظ سے ان قراردادوں سے کم نہیں ہے۔ اگر فاضل اراکین حزب اختلاف یہ چاہتے ہیں تو پھر وہ اپنی تحریکیں پیش کرتے جائیں اور ان کو پریس نہ کریں تو اس طرح وقت بچ سکتا ہے۔ یہ تو ان کی اپنی صوابدید پر ہے میں نے تو پہلے بھی یہی گذارش کی تھی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! اب میری آپ سے گذارش یہ ہے کہ آپ میری اور ان کی بات کی تصدیق کیلئے ٹیپ ریکارڈر چلوائیں۔ ان کے پہلے الفاظ کو سنا جائے۔

جناب سپیکر۔ میں اس کیلئے معذرت چاہتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا ٹیپ کو سنا جائے وزیر قانون اسی ایوان کے اندر دو رائے پیش کر رہے ہیں۔ پہلے اور بیان دیا ہے اور اب اور بیان دے رہے ہیں۔ آپ ان کے بیان کی پہلے تصدیق کریں۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

راہی صاحب آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ میں تحریک ہائے استحقاق کو TAKE UP کرتا ہوں اور مولانا احمد چنیوٹی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔

جناب عبدالقادر شاہین۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔

جناب سپیکر۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء کے اجلاس میں اس معزز ایوان نے پنجاب اسمبلی کے

ملازمین کیلئے رہائشی کالونی کی تعمیر کے سلسلے میں ایک متفقہ قرارداد پاس کی تھی اس پر عمل درآمد کی کیا صورت حال ہے۔ اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کو قادیانیوں کے دھمکی آمیز خطوط

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے ایک من گھڑت خبر کو بنیاد بنا کر اپنے خطبہ جمعہ میں تقریر کرتے ہوئے ۱۵ دسمبر ۱۹۸۹ء سے قبل میرے قتل کی پیشن گوئی کی ہے۔ جس میں تمثیلاً پنڈت لیکھ رام کی پیشگوئی کا ذکر بھی ہے جسے مرزا قادیانی کی پیشگوئی کو سچا ثابت کرنے کے لیے مبینہ طور پر قتل کرا دیا گیا تھا۔ قادیانیوں کی ہمیشہ عادت رہی ہے کہ وہ اپنی گھناؤنی سازش کو پیشن گوئی یا مباہلہ کا اثر یا پیشن گوئی کی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جیسا کہ صدر جنرل ضیاء الحق شہید کے حادثہ کو مرزا طاہر اپنے مباہلہ کا کھلم کھلا نتیجہ قرار دے رہا ہے۔ اسی طرح مجھے متعدد قادیانیوں کے دھمکی آمیز خطوط بھی موصول ہو رہے ہیں کہ آپ توبہ کرلیں ورنہ ضیاء الحق کی طرح آپ کا انجام بھی عبرت ناک ہوگا۔ اور آپ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ مرزا طاہر کی تقریر کی فوٹو کاپی جو اس کی کیسیٹ سے بعینہ اس کے الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔ اور بعض خطوط کی فوٹو کاپیاں بھی بطور ثبوت لف ہذا ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے میری تحریک استحقاق کو منظور فرمایا جائے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ آپ نے یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ حاوس کے اندر متنازعہ باتیں نہیں کی جاتیں اور نہ ہی کرنی چاہئیں جن سے حاوس کا امن خطرے میں پڑے۔

****

****

******* بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی

(شور و غوغا)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی۔ I AM SORRY میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ واپس، واپس، واپس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! ***

***

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، آپ تاریخ طے کریں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ چیمہ صاحب تشریف رکھیے۔ چودھری صاحب، تشریف رکھیے۔ حاجی صاحب تشریف رکھیے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز آرڈر پلیز، مولانا صاحب آپ اس پہ مختصر بیان دیجیے۔

ایک معزز رکن۔ جناب سپیکر۔ فضل حسین راہی صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں وہ واپس لیں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب تشریف رکھیے۔ سردار صاحب تشریف رکھیے۔ میں جناب فضل حسین واہی سے کہوں گا کہ مولانا صاحب کے بارے میں جو الفاظ انہوں نے کہے ہیں وہ واپس لیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہو کہ میں نے جو الفاظ کہے تھے کہ *** وہ میں اسی وقت واپس لے رہا تھا۔ *** میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اپنے الفاظ واپس نہیں لیتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ ***

(شور و غوغا)

جناب سپیکر۔ فضل حسین راہی۔ نے جو یہ الفاظ کہے ہیں یہ واپس لیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ ذرا ان کی باتوں کو سنیں۔ میں نے از خود کہا تھا کہ واپس، واپس، واپس۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ میں آپ کے پوائنٹ آؤٹ کرنے سے پہلے واپس لے چکا تھا۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیے۔ حاجی صاحب تشریف رکھیے۔ راہی صاحب بات سادہ سی ہے کہ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

*** (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے از خود الفاظ واپس لے لیے تھے۔ آپ گواہ ہیں۔ میں نے اسی وقت کہا تھا واپس واپس واپس۔

جناب سپیکر۔ میں نے آپ کو عرض کی ہے کہ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ! تشریف رکھیئے۔ (شور و غوغا) تشریف رکھیے تشریف رکھیے، چیمہ صاحب تشریف رکھیے۔ آپ مجھے ڈکٹیٹ کیوں کراتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا صاحب، اس ایوان میں آپ نے بھی اپنی زبان سے کچھ غیر پارلیمانی الفاظ نکالے ہیں آپ ان کو واپس لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا، کونسے الفاظ؟ مجھے بتایا جائے۔ میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ ادا نہیں کیے۔ انہوں نے مجھے چیلنج دیا ہے اور میں نے قبول کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ چیلنج کی بات نہیں۔ میں بتائے بغیر کہتا ہوں کہ آپ نے جو غیر پارلیمانی الفاظ اپنی زبان سے ادا کیئے ہیں وہ واپس لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر، اگر کوئی نشاندہی کر دی جاتی تو اچھا تھا لیکن اگر کوئی غیر پارلیمانی ہے تو میں اس کی معذرت چاہتا ہوں لیکن میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ نہیں بولے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فضل حسین راہی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کے الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ لیکن آپ کو چیلنج کا فیصلہ کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، مولانا صاحب، آپ اپنا مختصر بیان دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر، لیکن میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے اس بات کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔ حاوس میں یہ مسئلہ چلتا رہتا ہے۔ میں نے چیلنج قبول کیا ہے۔ اس کا کوئی تصفیہ ہو جانا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب، یہ تصفیہ حاوس سے باہر کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ یہ بات حاوس میں ہوئی ہے۔ یا وہ اپنا چیلنج واپس لے لیں۔ اگر ان

کا چیلنج ہے اور میں نے قبول کیا ہے تو اس کا فیصلہ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہاں ہاؤس میں ہم چیلنجوں کا فیصلہ کرنے کے لئے نہیں بیٹھے ہیں۔ نہ اس قسم کے چیلنج کا فیصلہ کرنا اس ایوان کا کام ہے۔ نہ یہ سپیکر۔ کا کام ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا صاحب آپ اپنا مختصر بیان دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا میں اس تحریک استحقاق پر مختصراً اتنی بات عرض کروں گا کہ آپ بھی جانتے ہیں اور سارے حضرات جانتے ہیں کہ میں چنیوٹ کا باشندہ ہوں اور چنیوٹ کے پڑوس میں قادیانیوں کا مرکز عالمی ہیڈ کوارٹر ربوہ موجود ہے۔ میری زندگی کا مشن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدے کا تحفظ اور ختم نبوت کے منکروں، چوروں اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنا ہے۔ میں ملک میں اور ملک سے باہر دنیا کے بیشتر ممالک امریکہ، افریقہ یورپ جزائر فجی تک اس سلسلے میں دورے کر چکا ہوں۔ میری ان کے ساتھ یہ مذہبی اور دینی مخالفت ہے اور وہ بالکل ظاہر ہے۔ اب اس سے پہلے بھی عام قادیانی جو مجھے دھمکی آمیز خطوط لکھتے رہتے تھے اور میں ان کا کوئی نوٹس نہیں لیتا تھا۔ لیکن ان کی جماعت کے سربراہ کی تقریر جو میں نے اس کی تقریر کی کیسٹ سے نقل کی ہے جو میں نے جناب والا کی خدمت میں اس تحریک کے ساتھ پیش کی ہے اور بعض خطوط کی کاپیاں بھی پیش کی ہیں۔ اگر جناب والا نے وہ ملاحظہ فرمایا ہو تو وہ جناب والا ایک نہایت ہی خطرناک سازش کی خبر دیتی ہے جو مرزا طاہر نے لندن میں بیٹھ کر اپنے خطبہ جمعہ میں یہ بات کہی ہے۔ ان کی عادت ہے کہ جب وہ کوئی سازش کرتے ہیں تو وہ اسے کسی پیش گوئی یا مباہلے کا رنگ دے کر اس کو اس آڑ میں چھپاتے ہیں جب ان کی سازش کامیاب ہو جائے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہماری پیش گوئی سچی ہو گئی اور ہمارا مباہلے کا اثر ظاہر ہو گیا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خطرناک سازش ہے۔ اور میں اس ایوان کا ایک رکن ہوں اور اس نے میرے بارے میں بڑی وضاحت کے ساتھ ۱۵ ستمبر کی تاریخ لکھی ہے کہ یہ ۱۵ ستمبر تک یہ قتل اور ہلاک ہو جائے گا۔ جس طرح پنڈت نیک رام قتل ہو گیا تھا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ نہایت اہم ہے۔ اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس کے تمام پہلوؤں پر بحث کر کے اس کا صحیح انسداد و انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، جناب محمود الحسن ڈار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمود الحسن ڈار۔ جناب والا مولانا نے جو ابھی اپنا مختصر بیان قادیانیوں کے بارے میں پڑھا۔ اس میں میں ایک چیز کی طرف تھوڑی سی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آئی جے آئی والے ان کے خلاف سازش کر رہے ہیں وہ اس لئے کہ یہاں پر ایک قادیانی ممبر تھا۔ جو یہاں پر ہمارے ساتھ بیٹھا تھا اسے فوراً باہر بلوا کر انہوں نے مولانا کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ مولانا آپ فلور پہ بات کر رہے ہیں، آپ پہلے اپنے قائد سے بات کریں وہ آپ کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ کو کسی طریقے سے مارا جائے اور آپ کو یہاں پر شہادت مل جائے اور آپ کا وہاں پر مقبرہ بنایا جائے اور آپ کے نام پر وہاں چڑھاوا ہو، یہ وہ چاہتے ہیں اس لئے براہ مہربانی اس کو دیکھیں۔

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے، تشریف رکھیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ I AM ON A POINT OF ORDER

جناب سپیکر۔ نواب زادہ صاحب یہ کوئی SERIOUS پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔

I AM ALWAYS SERIOUS. A POINT OF ORDER SHOULD ALWAYS RELATE TO A SERIOUS MATTER.

جناب والا آج کی تحریک استحقاق میں آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بجا ہے۔ مرزا طاہر احمد جھوٹا ہے، مشرک ہے۔ یہ جو انہوں نے اس کے متعلق کہا ہے یہ حق ہے۔ لیکن ان تمام حقائق کے باوجود یہ تحریک استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر۔ نواب زادہ صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر RELEVANT نہیں ہے وہ ابھی مختصر بیان دے رہے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا وہ اپنا مختصر بیان ختم کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر۔ وہ اپنا مختصر بیان نہیں ختم کر چکے، مولانا صاحب کیا آپ مختصر بیان دے چکے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میں ابھی دے رہا تھا۔ لیکن جناب والا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو نواب زادہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ مولانا کی تحریک ٹھیک ہے اور دوسری طرف یہ مخالفت بھی کر رہے ہیں۔ میں تو ابھی یہ بات کہنا چاہتا تھا کہ موت و حیات اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے یہ یقین ہے کہ مقررہ وقت سے پہلے موت نہیں آسکتی، آگے پیچھے نہیں ہو سکتی اور نہ ہی مجھے ان کی اس قسم کی پیش گویوں کا کوئی خطرہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک جماعت کے سربراہ کا اس طرح کا خطبہ دینا جس کے ماننے والے ساری دنیا میں ہیں، یہ قابل تشویش بات ہے اس پر ایوان کا، آپ کا فرض ہے کہ آپ اس پر غور فرمائیں ورنہ یہ بات نہیں ہے موت و حیات تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن ان کی جو سازشیں ہیں ان کا ماضی ہمیں بتاتا ہے کہ جب بھی وہ کوئی سازش کرتے ہیں تو وہ اس سازش کو اپنی اسی قسم کی پیش گوئی یا مباہلے کی آڑ بنا لیتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس اہم مسئلے پر بحث کرنے کیلئے اس کو کمیٹی کے سپرد کریں جو کہ اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرے۔

جناب سپیکر۔ جی میں اس پر لاء منسٹر صاحب کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

اگر آپ اس کی ADMISSIBILITY پر بات کرنا چاہیں تو میں آپ کو اس کی اجازت دے دوں گا۔ خواجہ صاحب تشریف رکھئے۔ جی لاء منسٹر۔

جناب وزیر قانون۔ جناب والا! اس سلسلے میں جہاں تک میں مولانا صاحب کی تحریک استحقاق کا مقصد سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ مولانا صاحب کو دھمکی آمیز قسم کا خط ملا ہے اس کے لئے حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ مولانا کو تحفظ فراہم کرے۔ اس سلسلے میں اگر وہ اس بات سے اتفاق کریں تو میں لوکل پولیس، لوکل انتظامیہ کو گورنمنٹ کی طرف سے خصوصی ہدایت جاری کرتا ہوں۔ اور یہ جا کر اپنی لوکل پولیس سے مل لیں وہ ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں گے۔ جہاں تک اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں میری جناب مولانا صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ ایک خط ہے جو کہ گمنام خط ہے جس کا کوئی پتہ نہیں ہے کہاں سے ہے اور کس نے لکھا ہے اگر اس تحریک کو ہم استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تو۔۔۔۔۔۔

(مداخلتیں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، وزیر قانون کو بیان دینے دیں، اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں تو کر لیں۔ مولانا صاحب وزیر قانون کو اپنا بیان مکمل کر لینے دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا! حق کی بات یہ ہے کہ مرزا طاہر کی تقریر کی کیسٹ ہمارے پاس موجود ہے اس کیسٹ میں سے میں نے تقریر لفظ بہ لفظ نقل کر کے اپنی اس تحریک استحقاق کے ساتھ پیش کی تھی اور وہ کیسٹ میرے پاس موجود ہے۔ میں وہ کیسٹ ایوان میں سنا سکتا ہوں۔ مسئلہ یہ نہیں ہے میری حفاظت تو خدا کرے گا، خدا کے فرشتے کریں گے، مجھے پولیس کی حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ مرزا طاہر پاکستان کا شہری ہے اور لندن میں بیٹھا ہے وہ اگر اس قسم کی قتل کی سازش کرتا ہے اس کے خلاف پرچہ ہونا چاہیئے اور اسے انٹر پول کے ذریعے یہاں پر بلانا چاہیئے اور اس کے خلاف باقاعدہ اس مقدمے کی کارروائی ہونی چاہیئے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ اگر اس نے لندن میں بیٹھ کر یہ خطبہ دیا ہے اور وہ پاکستان کا شہری ہے اور پاکستان کے قانون میں ہے کہ اگر پاکستان کا کوئی شہری کسی جگہ بھی کوئی جرم کرتا ہے تو پاکستان میں اس کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔ لہذا میرا مطالبہ یہ ہے کہ اس کا نوٹس لینا چاہیئے اور اس تحریک کو منظور کرنا چاہیئے۔ آپ اس کیسٹ کو سنیں اور سارے ممبران کو یہ کیسٹ سنائی جائے اگر یہ بات غلط ہو تو بیشک اسے رد کر دیں۔ لیکن اگر ایک جماعت کا سربراہ اتنی سنگین بات کہتا ہے تو اس کا نوٹس لئے بغیر یا تحریک کو منظور کئے بغیر ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا درست بات نہیں ہے کل کو یہ کسی اور کے ساتھ بھی یہ معاملہ اس کا کوئی مخالف پیش کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون اپنی بات مکمل کریں۔ لاء منسٹر صاحب اپنا نقطہ نظر بتا رہے تھے۔ وزیر قانون پہلے اپنی بات مکمل کریں اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں تو میں اس کی آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا میں صرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس کے بعد میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر مولانا صاحب نے مختصر بیان دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ان کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہیئے۔ انٹر پول سے رابطہ کر کے اس کو یہاں منگوانا چاہیئے۔ ان سے آپ یہ

پوچھیں کہ یہ کسی تھانے میں پرچہ درج کروانے گئے ہیں یا نہیں گئے ہیں۔ اگر کسی تھانے دار نے ان کا پرچہ درج کرنے سے انکار کیا ہو--------

جناب سپیکر۔ یہ بات پوائنٹ آف آرڈر میں نہیں آتی۔ اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں تو اس کی میں آپ کو اجازت دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا اس سلسلے میں جناب مولانا صاحب کی خدمت میں نہایت مودبانہ التماس ہے کہ وہ حکومت سے جس قسم کا تحفظ چاہتے ہیں اس کے لئے ہم حاضر ہیں۔ اس کے علاوہ اگر وہ کوئی قانونی چارہ جوئی کرنا چاہتے ہیں تو اس سلسلے میں بھی وہ ہمیں اپنی رائے سے مہربانی کر کے آگاہ کریں۔ اگر قانونی طور پر کوئی اس قسم کی بات بنتی ہوئی جو قابل دست اندازی پولیس ہو گی تو اس کیلئے بھی ہم حاضر ہیں۔ یہ تو قانون ہے کہ ہر شہری کے لئے کیس رجسٹر کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو اس معزز اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔ ان کا اگر اس قسم کا کوئی مسئلہ ہو گا تو اس میں حکومت کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔ لیکن اس تحریک استحقاق کو مجلسِ استحقاقات میں بھیجنے کا مقصد بظاہر کوئی خاص سمجھ میں نہیں آتا۔ اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اس سلسلے میں وہ مہربانی کر کے جس قسم کی قانونی کارروائی کرنا چاہتے ہیں فرض کریں وہ کسی پولیس اسٹیشن میں جاتے ہیں وہاں ان کا کیس رجسٹر کرنے سے کوئی انکار کرتا ہے پھر ان کا استحقاق مجروح ہو سکتا ہے پھر اگر یہ کسی قسم کی کارروائی کریں گے تو ہم ان اقدام کو خوش آمدید کریں گے۔ میں ان کی خدمت میں یہی گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں جس قسم کی وہ گورنمنٹ سے یقین دھانی چاہتے ہیں جس قسم کا وہ تعاون چاہتے ہیں وہ ہمارے معزز ایوان کے معزز رکن ہیں۔ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے بزرگ ہیں ہم ان کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے ہیں ان کے ہر حکم کی ہم تعمیل کریں گے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب جناب وزیر قانون نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کی روشنی میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ معاملہ نہایت اہمیت کا حامل

ہے۔ ہم عدالتوں کا رویہ اور تھانوں کا رویہ بھی جانتے ہیں۔ میں نے اس کے متعلق بعض اپنے وکلاء سے مشورہ بھی کیا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر استغاثہ کرو گے تو استغاثے کا تو لمبا مسئلہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر واقعی آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک معزز ممبر کی جان کا مسئلہ ہے۔ یہ صرف میری بقاء ذات کا مسئلہ نہیں ہے یہ مسئلہ پھر آگے جا کر اسلام کا بن جاتا ہے۔ وہ پھر اپنے اس جھوٹ کو صداقت بناتے ہیں۔ اگر اس دوران ان کی سازش کامیاب ہو جاتی ہے تو وہ اس کو اپنی صداقت کا ثبوت بنائیں گے۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہئے۔ استحقاق کمیٹی اس کی تحقیق کرے اس کو وہ بلائے۔ اس کو تھانہ نہیں بلا سکتا اس کو عدالت نہیں بلا سکتی۔ ایوان کو یہ اختیار ہے کیونکہ وہ پاکستان کا شہری ہے اس کو بین الاقوامی پولیس کے ذریعہ یہاں بلایا جائے لہذا میری اس تحریک استحقاق کو براہ کرم منظور فرمائیں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر۔ اس پر خواجہ محمد یوسف صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف۔ جناب والا جہاں تک منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہمیں ان کی جان سے بہت پیار ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ زندہ رہیں۔ اگر یہ شہید بھی ہو جائیں تو یہ ان کے لئے بہت بڑا رتبہ ہو گا۔ ہم تو شہادت کے لئے خود ترستے ہیں اور یہ بھی میرا خیال ہے کہ اسلام کے نام پر ہر وقت شہادت دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انہوں نے سیالکوٹ میں بھی مولانا اسلم قریشی کے متعلق بھی اسی قسم کے بیانات دیئے تھے کہ مولانا اسلم قریشی صاحب کو حکومت نے غائب کیا ہوا ہے۔ حکومت اس کی ذمہ دار ہے اگر وہ مل گئے تو میں اپنے آپ کو سیالکوٹ میں پھانسی دے دوں گا۔ لیکن اسلم قریشی صاحب تو مل گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو پھانسی نہیں دیا۔ اب ان قادیانیوں کے ساتھ جو جھگڑا ہے آج یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کو دھمکی دی ہے۔ وہ ایک کیسٹ کی شکل میں محفوظ ہے۔ کیسٹ میں جو آواز بھری ہوئی ہے جو یہ شہادت کے طور پر پیش کر رہے ہیں وہ کیسٹ کوئی بھی آدمی اپنی آواز بدل کر بنا سکتا ہے۔ جناب والا! میں یہ چاہوں گا کہ ان کو اگر بہت خطرہ ہے تو ان کو یا تو کوئی BULLET PROOF JACKET لے دی جائے یا ان کو حفاظتی نگرانی میں رکھا جائے۔ ان کے یا

میرے مرنے سے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین۔ جناب والا میں اپنی گزارشات پیش کرنے سے پہلے معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ میں قادیانیت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ کوئی قادیانی مولانا صاحب کو اس سازش کے ساتھ یا کسی سازش کے ساتھ قتل نہیں کرے گا کیونکہ قادیانیت کا بول بالا تو انہیں کے دم سے ہے۔ انہوں نے ان کا پرچار اتنا کیا ہوا ہے ورنہ وہ تو گمنامی میں ختم ہو چکے ہیں۔ قادنیات کیا ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام قومیں ان پر لعنت بھیج چکی ہیں۔ ایک قانون پاس ہو چکا ہے کہ وہ ایک غیر مسلم اقلیت ہے اس کے بعد میرا خیال ہے وہ ان کو قتل کرنے کی سازش نہیں کر سکتے۔ ہم تو ان کے لئے زندگی کی دعا کرتے ہیں اور ویسے ان کی تحریک استحقاق کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس تحریک استحقاق کی ADMISSIBILITY پر کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا میں اس کی ADMISSIBILITY پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ ADMISSIBILITY پر بات کریں گے۔ ان کے بعد آپ بات کریں گے۔

میاں محمود الرشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آپ حزب اختلاف کے اراکین کو بولنے کا موقع دیتے ہیں ہمیں آپ کے رویے سے شکایت پیدا ہو رہی ہے۔ مسلسل آپ ادھر سے لوگوں کو بولنے کا موقع دے رہے ہیں۔ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں آپ کسی کو بولنے کا موقع نہیں دے رہے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جہاں پوائنٹ آف آرڈر پر ادھر سے بولنے کا موقع دیتے ہیں حکومتی بنچوں کی طرف سے اراکین کو بھی موقع دیں کہ وہ بھی اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور اپنے پوائنٹ آف آرڈر کو پیش کر سکیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میں تو ADMISSIBILITY کی بات کر رہا ہوں۔ جناب والا، میں نے عرض کیا ہے اور وزیر قانون نے بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی ایسی صورت حال ہے تو

ہم اس کا تدارک کریں گے۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کو EXTRADITE کرا کے ادھر لانا چاہیے اور یہ جو روز کی ایسی حرکات ہیں کہ فلاں ان کی دعا سے مر گیا ہے، فلاں ان کی بددعا سے مر گیا ہے اس کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ پر ہے۔ ان کا غیر مسلم ہونا بھی اپنی جگہ پر ہے۔ اور مولانا کی جان کو جو خطرہ ہے، وہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن جو قانون ہے، اس کے تحت یہ کوئی مخصوص معاملہ نہیں ہے۔ ایک ٹیپ ہے یا ایک خبر ہے اور جس آدمی سے منسوب ہے وہ انگلستان میں بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہماری کمیٹی اس کو بلا بھی نہیں سکتی۔ تحریک استحقاق کے جو CONTENTS ہیں، وہ قواعد میں نہیں آتے۔ تو اس سلسلے میں مولانا سے میری گزارش ہے کہ یہ تحریک ADMISSIBLE نہیں ہے۔ لیکن مولانا صاحب کو روز اس اسمبلی میں، اس مقدس ایوان کے اندر ان کے ذکر کو جلا نہیں بخشنی چاہیے۔ ان سے مولانا کو ہی نہیں، کچھ اور حق پرستوں کو بھی خطرہ ہے۔ لیکن قادیانیوں کو تقویت اس وقت ہوئی جب عبدالسلام کو ان یہودیوں نے اعلیٰ انعام دیا اور اس کو ہمارے ملک کے ہمارے اسلامی ملک کے سربراہ نے اس اسمبلی ہال کے اندر اسی اسمبلی ہال کے اندر جہاں قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا گیا تھا، اسی ہال کے اندر انہوں نے اس قادیانی کی تقریب رکھائی اور اسے یہ کہنے کی جرات ہوئی کہ میں پہلا مسلمان ہوں جسے اعلیٰ انعام ملا۔ اور حکومت کے کسی وزیر نے اور اس وقت کے سربراہ مملکت نے (انہوں نے اسلام کا پرچم اٹھایا تھا) یہ نہیں کہا کہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں پہلا پاکستانی ہوں جسے اعلیٰ انعام ملا۔ آپ پہلے مسلمان نہیں ہیں، کیونکہ آپ آئین کے تحت مسلمان نہیں ہیں اور قادیانیوں کا مسئلہ حل کرنے کا اعزاز اس ملک کے ایک وزیر اعظم کو ہے کہ نوے سالہ مسئلے کو حل کر کے انہوں نے ناموس ختم نبوت کو تحفظ دیا اور آئین میں یہ ترمیم کرائی کہ قادیانی اقلیت ہیں------

میاں محمود الرشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ قطعاً ADMISSIBILITY پر بات نہیں کر رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں غیر متعلقہ کر رہے ہیں اور اس موضوع پر بات کرتے ہوئے یہ پچھلے وزیر اعظم اور امیر المومنین اور پتا نہیں کس کس کا حوالہ دے رہے ہیں۔ ان سے کہا جائے کہ یہ متعلقہ بات کریں۔ یہ اس کی ADMISSIBILITY پر بات کریں۔

بھٹو نے یہ کیا اور فلاں نے یہ کیا، یہ بات موقع محل کی نہیں ہے۔ آپ اس پر بات کریں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ آپ ADMISSIBILITY پر بات کریں۔ اور اس کے فنی پہلوؤں پر بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جس شخص نے ۹۰ سالہ مسئلے کو حل کیا اور ناموس رسول کو تحفظ آئین کے اندر دیا اگر انہیں وہ شخص اچھا نہیں لگتا تو مجھے نہیں پتا کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ جو شخص گناہ گار ہو، وہ کوئی بھی ہو، جو شخص ناموس رسالت کے لیے کچھ کرتا ہے۔ وہ معزز ہے۔

جناب سپیکر۔ SORRY آپ تشریف رکھیں۔ شبیر احمد صاحب مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی۔ چودھری صاحب، تشریف رکھیے۔ شبیر احمد صاحب ADMISSIBILITY پر بات کریں گے۔۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، قطع کلامیاں۔ نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیے۔ نوابزادہ صاحب، آپ کیا کر رہے ہیں؟ نوابزادہ صاحب یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

سلمان تاثیر صاحب۔ ADMISSIBILITY پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ چند ارکان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور آپ ان کو ممتاز کرتے ہیں اور جو بولنا چاہتے ہیں، ان کو اجازت نہیں دیتے۔ جناب سپیکر آپ کا رویہ جانبدارانہ ہے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، یہ آپ کس انداز میں بات کر رہے ہیں؟ تشریف رکھیں۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ آپ ایک آدمی کو سو سو بار اجازت دیتے ہیں اور دوسرے کو ایک منٹ بھی نہیں دیتے!

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیے۔

راجہ محمد خالد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا کوئی معزز رکن سپیکر کے طرزِ عمل پر اعتراض کر سکتا ہے؟

وزیر قانون۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا، میں اس یقین دھانی پر اپنے الفاظ واپس لوں گا کہ آپ آئندہ ہر رکن کو برابر وقت دیں گے۔ ایک ممبر جو زبردستی کھڑا ہو جاتا ہے وہ دس دس بار بولتا ہے۔

جناب سپیکر۔ مجھے اس یقین دھانی کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سپیکر کو اپنے طرز عمل کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ اپنے الفاظ واپس لیں گے۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب سپیکر، میں نے ایسی کون سی غلط بات کی جس کو واپس لوں۔ میں نے ایسی کوئی غلط بات نہیں کی۔ اگر میری کسی بات کی وجہ سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں واپس لینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن میں نے آپ کی شان میں کوئی ایسا کلمہ استعمال نہیں کیا۔

جناب سپیکر۔ آپ سپیکر کے بارے میں کہے ہوئے اپنے الفاظ واپس لیں۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا، میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیے۔ جناب سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر۔ اہم بات یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ مرزا طاہر بیگ نے ***

***

***

***

***

جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ شبیر احمد صاحب کو میں ADMISSIBILITY پر بات کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ آرڈر پلیز۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر۔ ان سے کہا جائے کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ ایک گستاخ رسول کے ساتھ مجھے ملا رہے ہیں، اس کو مرزا طاہر کے ساتھ ملاتے تو کچھ بات بھی تھی۔

*** (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

یہ قادیانیوں کی طرف سے مرزا طاہر کی طرف سے وکالت کرتے ہیں۔ میں نے تو پہلے عرض کیا تھا کہ یہ مسئلہ سارے ایوان کا ہے۔ انہیں چاہیے تھا کہ اس تحریک کی مخالفت نہ کرتے۔ لیکن خواہ مخواہ مخالفت کر کے قادیانیوں کی حمایت میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ سلمان تاثیر صاحب کے یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب شبیر احمد۔ جناب والا اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن نے تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے ہو سکتا ہے مجھے اپنے ساتھیوں کے خلاف ہی کوئی بات کرنا پڑیگی۔ اور مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ میں نے اس ایوان میں سب سے کم بات کی ہے اور جب مجھے موقع ملا ہے تو میرے ہی ساتھیوں نے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ اور میں اس بات پر احتجاج کرتا ہوں مجھے اس بات پر بڑا افسوس ہے۔ اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اور انہوں نے اس ایوان میں بیان دیا ہے کہ ان کی جان کو خطرہ ہے۔ جناب سپیکر! قطع نظر اس کے کہ انکا عقیدہ کیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ان کے منہ پر داڑھی ہے یا نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ اپنے آپ کو مولوی کہلاتے ہیں یا مولانا کہلاتے ہیں۔ ہم نے اس بات کو اس طریقے سے لینا ہے کہ وہ اس معزز ایوان کے معزز رکن ہیں۔ جناب سپیکر میرا ان کے ساتھ ذاتی اختلاف ہو سکتا ہے۔ میرا عقیدہ ان سے مختلف ہو سکتا ہے۔ میری پارٹی ان سے مختلف ہو سکتی ہے۔ میری سیاست ان سے مختلف ہو سکتی ہے۔ لیکن جب میں یہ دیکھوں گا کہ وہ اس ایوان میں تشریف فرما ہیں۔ عوام نے ان کو ووٹ دیکر یہاں بھیجا ہے۔ تو میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں ان کی پیش کردہ تحریک استحقاق کے متعلق عرض کروں اور حمایت کروں۔

جناب سپیکر۔ معزز وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی ہے۔ کہ ہم ان کو تحفظ دینگے۔ جناب سپیکر میں اس ایوان میں ایک تاریخی وقوعہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پانچ جولائی کی صبح کو اخبارات کی سرخی لگی ہوئی تھی پی این اے اور پیپلز پارٹی کے قائدین کو حفاظت میں لے لیا گیا ہے اور اس کے بعد جو ان کا حشر ہوا تھا وہ بھی تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ آیا ہمارے معزز وزیر قانون مولانا صاحب کو یہ تحفظ دینا چاہتے ہیں۔ یا حقیقت میں کوئی ایسا تحفظ دینا چاہتے ہیں۔ جس

بات سے مولانا صاحب کو یہ یقین ہو کہ ان کا جان و مال محفوظ ہو گا۔

جناب سپیکر۔ شبیر صاحب آپ فنی پہلوؤں پر بات نہیں کر رہے ہیں۔

جناب شبیر احمد۔ جناب سپیکر میں اس کی ADMISSIBILITY پر بات کر رہا ہوں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب مولانا چنیوٹی صاحب ایک بیان دے چکے ہیں۔ کہ ان کی جان کو خطرہ ہے تو پھر واقعی ان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ اور میں عرض کرونگا کہ اس تحریک کی ADMISSIBILITY پر اس معزز ایوان کے اراکین کو بولنے کا موقع دیا جائے۔ اور منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے۔ اور ان کو جو بھی تحفظ دیا جا سکتا ہے۔ وہ دیا جائے۔

جناب سپیکر۔ سید ذاکر حسین صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا! ہم اصولی طور پر جناب منظور احمد چنیوٹی کی تحریک استحقاق کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں اس کے قانونی پہلو پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ قانون شہادت کے تحت کیسٹ بطور شہادت ADMISSIBLE ہے۔ اس کی بنیاد پر چنیوٹی صاحب متعلقہ تھانے میں مقدمہ درج کرا سکتے ہیں۔ اور تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمہ درج ہو سکتا ہے اور کیسٹ قانون شہادت کے تحت ADMISSIBLE ہے بہتر یہ تھا کہ پہلے چنیوٹی صاحب وہاں تھانے میں پرچہ درج کراتے۔

جناب سپیکر۔ جناب جعفر اقبال صاحب۔

جناب جعفر اقبال۔ جناب والا میں اپنی سابقہ روایت کے مطابق رولز کے مطابق بات کرنا چاہتا ہوں جناب والا استحقاق کے بارہ میں رول ۵۵ بڑا واضح ہے۔

55. THE RIGHT TO RAISE A QUESTION OF PRIVILEGE SHALL BE GOVERNED BY THE FOLLOWING CONDITIONS, NAMELY:

(I) THE QUESTION SHALL RELATE TO A PRIVILEGE GRANTED BY THE CONSTITUTION, ANY LAW OR RULES MADE UNDER ANY LAW.

CONDITIONS OF ADMISSIBILITY OF QUESTIONS OF PRIVILEGE کے بارہ میں ہے اور ہمارے آئین میں بڑا صاف ہے۔ اس کا آرٹیکل نمبر ۹ ہے کہ SECURITY OF PERSON

NO PERSON SHALL BE DEPRIVED OF LIFE OR LIBERTY SAVE IN ACCORDANCE WITH LAW.

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا آئین اور قانون ہر شہری کے جان و مال کا تحفظ کرتا ہے۔ اور استحقاقات کے بارہ میں قواعد بہت واضح ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب کی یہ تحریک استحقاق منظور کرنی چاہیئے۔ اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہیئے۔ اور اس پر انصاف ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ طارق انیس صاحب

جناب محمد طارق انیس۔ جناب سپیکر! میں اس بات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے بھی بولنے کا موقع دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قادیانی عالم اسلام کے لئے بھی ناسور ہیں بلکہ مولانا صاحب کے لئے بھی اور میرے حزب اختلاف کے تمام دوست اصولی طور پر اس بات سے اتفاق کرتے ہیں چونکہ یہ بات مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی زبان سے بیان کی جارہی ہے اور اصولی طور پر یہ ذاتی طور پر کسی اختلاف کی وجہ سے ہے میں ان کے لئے یہ عرض کرونگا

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب سیکرٹری ہیلتھ کے ناروا رویہ کے بارہ میں اس ایوان میں تحریک استحقاق منظور ہو سکتی ہے اور وہ مجلس استحقاقات کے سپرد کی جا سکتی ہے اور دیگر افسران کے ناروا رویہ کے بارہ میں تحریک آ سکتی ہے یا پولیس کے ناروا رویہ کے بارہ میں اس ایوان کے ممبران کی طرف سے پیش کردہ تحاریک استحقاق اگر مجلس استحقاقات کے سپرد ہو سکتی ہیں پھر کیوں اس ایوان کے فاضل ممبر کے بیان اور انہوں نے اس کا ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ تو اس کے بعد میرے خیال میں ایسی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی اس ایوان کی پچھلی کارروائی کو سابقہ تحاریک استحقاق کی جتنی تاریخ ہے ان کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں رہ جاتا کہ اس کو کیوں نہ مجلسِ استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ یہ

تمام آئینی پہلو بھی پورے کرتی ہے۔ میرے خیال میں میرے دوستوں کو مولانا منظور احمد صاحب کی طرف دیکھ کر بات نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ عالم اسلام کے لئے جو ناسور شخصیت ہیں ان کی طرف دیکھ کر بات کرنی چاہئے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جو حضرت صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے اس پر بہت سوچ بچار کرنے کی بات ہے۔ اس قسم کا واقعہ پہلے پاکستان میں گزر چکا ہے کہ ایک عالم دین اغوا ہوئے اور ہم کئی سال سنتے رہے کہ ان کو قادیانیوں نے قتل کرا دیا ہے اور وہ کئی سال بعد برآمد ہو گئے اور انکا بال تک بیکا نہیں تھا۔ اس سے ہماری بالخصوص مذہبی حلقوں کی انتہائی سبکی ہوئی توہین ہوئی۔ اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوؤں کی بھی بہت بڑی توہین ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ استحقاق ان کا تب بن سکتا تھا کہ اگر ساری زندگی یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدم رہیں۔ اگر یہ اس شخص کی مجلس شوریٰ میں جا سکتے ہیں جو شخص راجہ منور قادیانی کو اپنا مشیر لیتا ہے تو میں ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شبہ کرتا ہوں۔ میں ان کا استحقاق عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سمجھتا۔

جناب سپیکر۔ اسلم گورادسپوری۔ جناب! اسکی ADMISSIBILITY پر بات کیجیئے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا! ADMISSIBILITY یہی ہے۔

جناب سپیکر۔ ADMISSIBILITY پر بات کیجیئے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا۔ اب حق کی بات سننی پڑے گی۔ انہوں نے کہا ہے کہ میرا دینی استحقاق مجروح ہوا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا۔ میں نمائندہ ہو کر پنجاب اسمبلی میں آیا۔ میں ضیاء الحق کی شوریٰ کا رکن نہ تھا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ آپ ان کی علماء کی مشاورت میں شامل تھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ ADDRESS THE CHAIR PLEASE

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ان کا مفروضہ ہے کہ ان کے پاس ٹیپ ہے جس میں قتل کی دھمکی ہے اور قتل کی دھمکی ان کو دی گئی ہے۔ لندن میں۔ یہاں

ہاؤس میں یہ کسی طرح سے ثابت نہیں کر سکتے کہ ان کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے ماسوائے اس کے کہ اس ملک میں فتنہ فساد ہو اور جتنے فرقے ہیں آپس میں لڑیں۔ لوگوں نے کہا اصولی طور پر اس سے متفق ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ کس طرح اصولی طور پر ہم ان سے متفق ہو سکتے ہیں؟ جبکہ ان کی جو بنیاد ہے وہ فتنہ پھیلانے کی ہے اور قرآن میں کہیں یہ اجازت نہیں ہے قرآن میں تو سچ سے منع کیا گیا ہے جو سچ فتنہ اور فساد کا باعث ہو اور یہاں ان کی ذات کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کسی قسم کا خطرہ ان کو نہیں رہا۔

میاں محمود الرشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی۔ میاں محمود الرشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا۔ فاضل ممبر پھر اسی بات کو دہرا رہے ہیں اور اس تحریک کی ADMISSIBILITY پر بات نہیں کر رہے۔ یہ بالکل IRRELEVANT باتیں کر رہے۔۔۔۔۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب سپیکر! میں اسی پر بات کر رہا ہوں۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے روکنے اور ہدایت کرنے کے باوجود بھی فاضل ممبر کو اس طرح کا رویہ نہیں اپنانا چاہیے۔ یہ فتنہ پرور اور اس طرح کی باتیں یہاں پر نہیں ہونی چاہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب کی بات درست ہے۔ جناب گورداسپوری صاحب! اس کی ADMISSIBILITY کے بارے میں آپ بات کر چکے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خاں بنگش۔ جناب والا۔ میرا اس کی ADMISSIBILITY پر پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد کاردار صاحب اور ان کے بعد میاں منظور احمد موہل اس پر بات کریں گے۔ ٹھیک ہے عاشق گوپانگ صاحب بات کریں گے۔ جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر ضیاء اللہ خاں بنگش۔ جناب سپیکر! ابھی میرے ایک فاضل محترم دوست نے کہا کہ یہ قرارداد چونکہ مولانا صاحب نے پیش کی ہے اس لئے حزب اختلاف کے لوگ ذاتی عناد کی بنا پر

مخالفت کر رہے ہیں۔ جناب والا ہمیں مولانا سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے اگر کوئی اختلاف ہے تو ان کے طرز عمل سے ہوتا ہے۔ تو اب میں ADMISSIBILITY پر آتا ہوں کہ مولانا صاحب نے ایک کیسٹ کا تذکرہ کیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کیسٹ میں ان کو دھمکیاں دی گئی ہیں۔ جناب والا! پاکستان کے آئین کے تحت مولانا صاحب کو یہ REMEDY مل جاتی اگر یہ پولیس میں پرچہ درج کروا دیتے اور اگر پولیس نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا تب پھر ان کی تحریک استحقاق اس ایوان میں بنتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا کا کوئی استحقاق اس وقت تک مجروح نہیں ہوا جب تک کہ یہ پولیس سٹیشن جا کر اس کی ایف آئی آر درج نہیں کراتے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب پہلے ایف آئی آر درج کروائیں اور اگر وہاں درج نہیں کی جاتی تو پھر یہ اپنی تحریک استحقاق اس ایوان میں لیکر آئیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ جی۔ جناب عاشق گوپانگ صاحب!

سردار عاشق حسین خاں گوپانگ۔ جناب سپیکر۔ میں صرف اس تحریک استحقاق کے فنی پہلوؤں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ گزارش یہ ہے کہ تمام معزز ارکان کو یہ چاہیے کہ جب کبھی کوئی معزز رکن جو بات کہے اس کی بات کو صحیح تسلیم کرنا چاہیے۔ یہ روایت اب ختم ہونی چاہیے کہ ایک معزز رکن ایک بات کرتا ہے اور فوری طور پر مخالفت برائے مخالفت کے انداز میں دوسرے ممبر صاحبان اس پر شک کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اس ایوان کے وقار کے منافی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس کے فنی پہلوؤں کی طرف آتا ہوں۔ اس تحریک استحقاق میں مولانا صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ انکی جان کو یہ خطرہ ہے وہ اس لحاظ سے کہ چونکہ قادیانیوں کے متعلق اکثر و بیشتر مولانا صاحب اس ایوان میں آواز اٹھاتے رہے ہیں اور اٹھاتے رہیں گے۔ اس لحاظ سے مولانا صاحب کا یہ کہنا کہ وہ مجھے اپنے کام سے روکنے کے لیے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اپنے فرائض کی انجام دہی سے روکنے کے لئے مجھے انہوں نے یہ خط لکھے ہیں یا انہوں نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے کہ مولانا صاحب فلاں تاریخ تک قتل کر دئے جائیں گے۔ مولانا صاحب کا مقصد یہ ہے کہ ان کو اپنے فرائض کی انجام دہی سے روکا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ان کا یہ استحقاق مجروح ہوا ہے اور واقعی صحیح ہے۔ مجلس استحقاقات اس

ایوان کی نمائندہ ہوتی ہے اور نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس کے اختیارات کسی عدالت یا کسی پولیس تھانے سے بہت بڑھ کر ہوتے ہیں۔ پولیس تھانے میں تو کوئی لوگ آتے ہیں کوئی لوگ نہیں آتے۔ لیکن اس کمیٹی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جس کو طلب کریں۔ اس کو ہر حالت میں ہر قیمت پر پیش ہونا ہوتا ہے۔ اس لئے مولانا صاحب کا یہ فرمانا کہ ان کی تحریک استحقاق کو منظور کر کے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ یہ بالکل ایک جائز مسئلہ ہے۔ چونکہ مولانا صاحب کو اس لحاظ سے یہ تحریک استحقاق پیش کرنا پڑی ہے کہ ان کو ان کے کام سے روکنے کے لئے یہ تقریر کی گئی ہے وگرنہ وہ کسی اور معاملے میں بھی کہہ سکتے تھے۔ آخر الف ب ج کے معاملے میں انہوں نے ایسا کیوں نہیں کہا۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے اور ان تمام معزز اراکین سے میری التماس ہے کہ اس پر ضد نہیں کرنی چاہیے بلکہ یہ تمام معزز ارکان کو اپنے کام کی انجام دہی کے لئے سہولت فراہم کرنی چاہیے اور اس سلسلے میں ان کو مولانا صاحب کی تحریک کی تائید کرنی چاہیے اور یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

<u>خواجہ محمد یوسف۔</u> جناب والا! یہ کہا گیا ہے کہ یہ تحریک منظور کی جائے۔ لیکن کس کے خلاف؟ جس کے خلاف پیش کی گئی ہے وہ لندن میں بیٹھا ہے۔

<u>جناب سپیکر۔</u> جناب کاردار صاحب!

MR KHALID LATIF KARDAR: MR SPEAKER, I WOULD SAY THAT NOTHING COULD COME OUT FROM THR PROCEEDINGS OF THE PRIVILEGE COMMITTEE. (INTERRUPTION) WOULD YOU LIKE TO LISTEN TO ME OR NOT.

HONOURABLE MEMBER: YOU SHOULD ADDRESS THE CHAIR.

MR. KHALID LATIF KARDAR: WITH YOUR PERMISSION, I WOULD SAY THAT NOTHING COULD COME OUT FROM THE PROCEEDINGS OF THE

PRIVILEGE COMMITTEE, BECAUSE AS IT IS CLEAR FROM THE STATEMENT MADE BY MAULANA SAHIB THAT QADIANI LEADER SHOULD BE SUMMONED, AND PRIVILEGE COMMITTEE HAS NO JURISDICTION OVER THAT PERSON. THEREFORE, I WOULD SUGGEST.....

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز ممبر جو کچھ بتانا چاہتے ہیں اس کی مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ یہ مہربانی کر کے اپنی قومی زبان اردو استعمال کریں تاکہ میں بھی سمجھ سکوں۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: BECAUSE THIS IS MY PRIVILEGE ACCORDING TO THE LAW/PROCEDURE, IF IT IS PERMITTED BY THE HONOURABLE SPEAKER, ONLY THEN I COULD SPEAK. I THINK, YOU KNOW IT VERY WELL, SO I AM ADDRESSING TO THE HONOURABLE SPEAKER.

جناب سپیکر۔ کاردار صاحب! مولانا صاحب کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ کوئی بات انہیں تجویز کرنا چاہتے ہیں تو اس زبان میں کہیئے جس کی انہیں سمجھ آ جائے۔ میں آپ کو اجازت دے چکا ہوں اگر آپ مناسب خیال کریں تو اردو میں بات کیجئے۔

جناب خالد لطیف کاردار۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ جیسے کہ مولانا صاحب نے اپنے مختصر بیان میں فرمایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ معاملہ اس لئے مجلس استحقاقات میں پیش کیا جائے کہ وہ قادیانی لیڈر کو بلائیں اور پھر اس کی کارروائی ہو۔ میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے کہ وزیر قانون صاحب نے RIGHTLY HE HAS STATED کہ یہ کورٹ میں جائیں اور ہم ان کی پوری مدد کر سکتے ہیں کیونکہ کورٹ کو ہی JURISDICTION ہے کہ وہ قادیانی لیڈر کے متعلق کارروائی کر سکتی ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک مجلس

استحقاقات کے لئے نہیں ہو سکتی۔ شکریہ۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر! ابھی ابھی معزز رکن نے فرمایا ہے کہ استحقاق کمیٹی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ ایک عدالت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی کو طلب کرے تو میں اپنے معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرونگا کہ مجلس استحقاقات کو یہ اختیار حاصل ہے اور اس ہاوس نے PROVIDE کیا ہوا ہے کہ وہ جس بھی شخص کو چاہے طلب کر سکتی ہے۔ تو یہ ان کو تصحیح کر لینی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ سردار سکندر حیات صاحب۔

سردار سکندر حیات خان۔ جناب سپیکر۔ حالانکہ میں انگریزی میں بات کرنا پسند کرتا لیکن میں مولانا صاحب کی وجہ سے پنجابی میں بات کرونگا۔

میں مولانا صاحب سے یہ کہونگا کہ کئی بھائیوں نے کہا ہے کہ آپ پہلے تھانے میں جا کر اطلاع دو یا کیس کرو میں اپنے فاضل ممبر شبیر صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ جب بھی کسی ممبر کا استحقاق مجروح ہو اسے منظور کرنا چاہیئے۔ چاہے وہ حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہر حالت میں اسے منظور کرنا چاہیئے۔ میں جناب مولانا صاحب سے آپ کی وساطت سے عرض کرونگا کہ ان کے اپنے وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ مولانا صاحب کا تحفظ کیا جائیگا تو جناب والا مولانا صاحب کو وزیر قانون کی یقین دہانی پر یقین رکھنا چاہیئے کیونکہ لاء منسٹر ان کی اپنی پارٹی آئی۔ جے۔ آئی کے ہیں اگر یہ ان کا تحفظ نہیں کرتے ہیں تو مولانا صاحب ہماری طرف آجائیں اور ہم ان کا تحفظ کریں گے تو جناب والا۔ میں مولانا صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو ہم اس کے خلاف نہیں ہیں لیکن اگر وزیر قانون کی یقین دہانی پر مولانا صاحب یقین رکھتے ہیں تو پھر اسے پریس نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ جی۔ شکریہ۔ جناب فضل حسین راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں آپ کی اجازت سے پنجابی میں بات کرونگا۔ جناب سپیکر۔ یہ رولز میں بالکل عیاں ہے کہ نکتہ استحقاق ہمیشہ ایسا اٹھانا چاہیئے جس کا RECENT OCCURRENCE سے تعلق ہو تو جناب والا۔ دیکھنے والی جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ مولانا صاحب کو یہ دھمکی کونسی تاریخ کو دی گئی اور مولانا صاحب نے اپنی تحریک میں اس کا ذکر نہیں کیا کہ کونسی تاریخ کو ان کو دھمکی ملی اور اس تاریخ کے بعد آیا پنجاب اسمبلی کا یہ پہلا اجلاس ہے یا اس سے پہلے بھی اجلاس ہو چکا اور مولانا صاحب نے وہ موقعہ AVAIL نہیں کیا۔ تو جناب والا یہ چیز واضح نہیں ہے کہ ان کو کونسی تاریخ کو دھمکی ملی اور اس تحریک کا RECENTOCCURRENCE سے کیا تعلق بنتا ہے تو جناب والا یہ چیز تو مولانا صاحب نے خود ہی واضح نہیں کی ہے۔

دوسرے جناب والا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے مسائل صرف اس لئے اٹھائے جاتے ہیں کہ ملک کے اندر حالات ٹھیک نہ رہیں اور اس کے پیچھے کوئی سازش ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس کو اس طرح سے واضح کرنا چاہونگا کہ مولانا صاحب کی پوری زندگی قادیانیوں کے خلاف لڑتے لڑتے گزر گئی اور انہوں نے ہمیشہ یہ ثابت کیا کہ یہ قادیانیوں کے خلاف لڑائی میں انتہائی مخلص شخص ہیں۔ جناب والا۔ مجھے اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں اور یہ ان کا حق ہے کہ یہ لڑیں اور مسلمانوں کا بھی حق ہے کہ مسلمان بھی لڑیں لیکن جناب والا دیکھنے والی چیز یہ ہے کہ ایک شخص جو ساری زندگی ایک مقصد کو نصب العین بنا کر لڑتا رہا مگر اس مسئلے کو کوئی دوسرا شخص اس پاکستان کے اندر حل کرتا ہے اور قانونی طور پر حل کرتا ہے آئینی طور پر حل کرتا ہے اور ثابت کر دیتا ہے کہ یہ مسئلہ پاکستان کے عوام کا مسئلہ نہیں رہا اور آئین میں ان کو اقلیت قرار دے کر ان کو علیحدہ کر دیا گیا۔ تو جناب والا اگر ایک شخص ایک مسئلے کیلئے ساری زندگی لڑتا رہا اور اس مسئلے کے حل کیلئے کوئی دوسرا شخص لڑتا رہا تو جناب والا اس شخص کے اوپر بھی یہ لوگ جارحانہ تنقید کرتے ہیں۔

میاں محمود الرشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ پچھلی دفعہ بھی فاضل ممبر جناب فضل حسین راہی صاحب یہاں پر ممبر تھے اور آپ نے بار بار ان کو نصیحت بھی کی ہے کہ یہ متعلقہ بات کریں مگر جناب والا یہ پھر غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں اور

کہہ رہے ہیں کہ اس شخص نے یہ کیا وہ کیا اور اس نے کیا کچھ نہیں کیا تو جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ اس پر بھی بہت سی باتیں یہاں ہو سکتی ہیں اسلئے میری گزارش ہے کہ فاضل ممبر صرف اس تحریک کے بارے میں یہاں بات کریں کہ آیا یہ بجی ہے یا نہیں بنتی غیر متعلقہ یہاں بات نہ کریں۔

جناب سپیکر۔ صحیح بات ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کی اس بات کی وضاحت کرونگا کہ تقریر کی یہ کیسٹ ۲۵ نومبر کی ہے لیکن مجھے حال ہی میں پہنچی ہے اور یہ اسمبلی اس تقریر کے بعد ہی معرض وجود میں آئی ہے۔ یہ ۲۵ نومبر کی تقریر ہے اس سے پہلے کے اجلاس میں یہ ہمارے علم میں نہیں آئی اور یہ مجھے تو حال ہی میں ملی ہے اور جونہی ملی ہے میں نے اسے نقل کر کے یہ تحریک استحقاق جناب کی خدمت میں پیش کر دی ہے اسلئے میں ان کی وضاحت کیلئے یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔

دوسرے میں اپنے فاضل ممبران حزب اختلاف سے یہ عرض کرونگا کہ یہ صرف میری ذات کی بات نہیں ہے اور نہ مجھے اپنی جان کا کوئی ایسا خطرہ ہے مجھے تو شہادت کی تمنا ہے اگر ان کے ہاتھوں میری شہادت ہوتی ہے تو میری اس سے بڑی کوئی سعادت نہیں ہے بات صرف یہ ہے کہ یہ جب کوئی ایسی بات بناتے ہیں اس کو پیش گوئی بنا کر اپنی صداقت کا معیار بناتے ہیں آپ کے شاید علم میں نہ ہو کہ ذوالفقار علی بھٹو۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ میاں صاحب۔ میں یہ بات ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں بھٹو صاحب کو جب پھانسی ہوئی اس وقت قادیانیوں نے ایک پیشگوئی نکالی کہ یہ ایک کتا تھا اور کتے کی موت ۵۲ سال کی عمر میں مر گیا۔ یہ قادیانیوں کی چھپی ہوئی ہے ہمیں اس سے اختلاف ہے۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سردار سکندر حیات خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میں عرض کرونگا کہ میرے بھائی میاں محمود الرشید راہی صاحب کی تقریر میں کئی بار اٹھے اور انہوں نے کہا کہ غیر متعلقہ نہ ہوں

اور انہوں نے بار بار ٹوکا بھی مگر جناب والا ہم نے جہاں تک مولانا صاحب کا استحقاق مجروح ہوا وہاں تک بات کی ہے لیکن جب مولانا صاحب غیر قانونی اور اخلاق کے دائرے سے باہر بات کرنا شروع کرتے ہیں وہ اپنا نقصان خود کرتے ہیں جس طرح سے میاں محمود الرشید صاحب اس طرف سے اٹھے ہیں اسی طرح سے ادھر سے بھی ممبران اٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایسے شخص پر جارحانہ تنقید کرنا ان کیلئے مناسب نہیں تھا جس شخص نے ان کے مقصد کو حاصل کیا ہے اور جناب والا ایک دوسرا شخص جو آئین کو تہہ و بالا کر دیتا ہے اس شخص کی تعریف کرنا بھی ان کو زیب نہیں دیتا یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے اب جناب سپیکر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ چار ماہ پہلے ایک وقوعہ ہوا میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اس کو فرض کریں یا نہ کریں میں تو تسلیم کرتا ہوں کہ چار ماہ پہلے ایک وقوعہ ہوا ہوگا اور یہ درست ہوگا کہ اس نے تقریر کی ہوگی اور تقریر من و عن ایسے ہی ہوگی جیسے انہوں نے لکھی ہے لیکن جناب سپیکر۔ مسئلہ یہ ہے کہ ان چار مہینوں کے دوران ایک ہمارا سیشن گزر چکا ہے اور اس سیشن میں انہوں نے اس مسئلے کو نہیں اٹھایا تھا۔ اب جناب سپیکر۔ چونکہ اس وقت یہ مسئلہ نہیں اٹھایا اور پورے کا پورا سیشن ہوا اور وہ ختم بھی ہو چکا اور اب دوسرے سیشن میں ایک ایسے مسئلے کا پیش کرنا جس کا RECENT OCCURRENCE کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بنتا میں جناب سپیکر اس حوالے سے اس بنیاد پر یہ چاہونگا کہ آپ ان کی اس تحریک استحقاق کو مسترد کریں اور ان کو یہ تجویز کریں کہ یہ عدالتی چارہ جوئی کریں۔ بجائے اس کے کہ اسمبلی کا وقت ضائع کریں۔ وہاں جا کر اپنی ایف۔ آئی۔ آر درج کرائیں۔

اب جناب سپیکر اگر انکی اس بات کو ہم فرض کریں کہ مولانا صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں تو مولانا صاحب کا ریکارڈ یہ ہے کہ اس اسمبلی کے اندر مولانا صاحب نے آپ کے خلاف بھی ایک تحریک پیش کی تھی اور انہوں نے آپ کو کادیانی قرار دیا تھا پھر اس کے بعد انہوں نے یہاں ایک تحریک تقسیم کی تھی جو ہمیں یہاں ہمارے ٹیبل پر ملی تھی اور آپ

کے خلاف انہوں نے عدم اعتماد کی بات تک کر لی تھی لیکن اس کے فوراً بعد ان کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک دوسرا لیٹر بھی ہمیں یہاں ملا جس میں انہوں نے کہا کہ میری غلط فہمی دور ہو چکی ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ منظور وٹو صاحب پکے اور سچے مسلمان ہیں۔ میں غلطی پر تھا لہذا اب میں اپنی تحریک کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر ایک ایسا شخص جس کا ہاؤس کے اندر یہ ریکارڈ ہے اب اسکی بات کو بالکل ہی من و عن صحیح تسلیم کر لینا اور یہ نہ دیکھنا کہ ساڑھے تین سال، ساڑھے چار مہینے، چار مہینے پہلے ہونے والا وقوعہ جو ہے اس پر آج ہی یہ احتجاج کیوں ہو رہا ہے؟ پیپلز پارٹی کی حکومت بننے کے بعد اس پر اعتراض کیوں ہو رہا ہے؟ اس وقت اعتراض کیوں نہیں ہوا؟ سوا سال پہلے چھپنے والی کتابوں پر آج اس ملک میں احتجاج کیوں ہو رہا ہے؟ سوا سال تک وہ لوگ جو اس کے خلاف آج احتجاج کرتے ہیں یہ مولانا کوثر نیازی پہلے جنگ اخبار میں کالم لکھتے رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسے سلسلے کی کڑی ہیں کہ یہ ایسی منافرت پیدا کر کے ملک کے اندر لوگوں کو لڑانا چاہتے ہیں اور اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب یہ ADMISSIBILITY پر بات ہونی چاہیئے تھی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا میں عرض کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جناب منظور احمد موہل صاحب۔

سید ناظم حسین شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر آپ نے کہا تھا کہ راہی صاحب کے بعد آپ کو اجازت دونگا۔

جناب سپیکر۔ جی شاہ صاحب آپ فرمائیے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ تو اب آپ منظور احمد موہل صاحب کو اجازت دے چکے ہیں یا میں عرض کروں۔

جناب سپیکر۔ جی آپ فرمائیے۔ آپ کے بعد میاں منظور احمد موہل صاحب بات کرینگے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جیسے میرے معزز رکن فضل حسین راہی صاحب نے کہا ہے کہ ایک واقع چار مہینے پہلے وقوع پذیر ہوا ہے اور انہوں نے قواعد کی بھی بات کی ہے۔ جناب والا ہم اس بات پر تو متفق ہیں کہ

کسی بھی معزز رکن کا چاہے وہ حزب اختلاف سے ہو، چاہے حزب اقتدار سے ہو، اگر کسی کا استحقاق مجروح ہو تو ہم بالکل اس پر متفق ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح نہیں ہونا چاہیئے۔ جتنی بھی ہم سے امداد ہو سکے گی ہم کریں گے۔ مگر جہاں تک مولانا صاحب کے اس استحقاق کا تعلق ہے جیسے راہی صاحب نے کہا ہے کہ چار مہینے پہلے، اب یہ دوسری بات ہے کہ مولانا صاحب نے اپنے آپ کو CORRECT کیا ہے کہ جناب مجھے ابھی اس بات کی اطلاع ملی ہے تو دوسرا جو اہم نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ آپ مجلس استحقاقات کے سپرد کرتے ہیں۔ میرے معزز رکن گوپانگ صاحب کہہ رہے تھے کہ یہ ٹھیک ہے ہمارا استحقاق بنتا ہے۔ ہم مجلس استحقاقات کے سپرد کر سکتے ہیں تو وہ کون سے ایسے WAYS AND MEANS ہوں گے جس کے تحت طاہر قادیانی کو آپ لندن سے یہاں بلائیں گے۔ یہ نہ ہو کہ جب یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو جائے اور یہ بلائیں اور وہ نہ آئیں اور پھر اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہو تو اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت نازک مسئلہ ہے اس پر صرف جذباتی نہیں ہونا چاہیئے۔ نہ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ اس طرف سے پیش ہوئی ہے اس لئے ہم اس کی مخالفت کریں گے۔ نہیں! ہم مخالفت نہیں کرتے مگر جہاں پر اصولی اختلاف ہے، جہاں پر بعد میں یہ مسئلہ اٹھ جائے کہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو تو اس کے لئے آپ کیا بندوبست کریں گے؟ میری گزارش یہی ہے کہ جیسے وزیر قانون صاحب نے بھی کہا ہے کہ بہتر ہے کہ وہ ایف۔ آئی۔ آر درج کروائیں اور کورٹ میں لے جائیں۔ کورٹ کے پاس یہ اختیارات ہیں۔ وہ مرزا طاہر کو بلا سکتے ہیں۔ میں ان گزارشات کے ساتھ ہی آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب سپیکر۔ اس بات پر کافی بحث ہو چکی ہے میں صرف یہ بات کروں گا کہ یہ اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ADMISSIBILITY کے تابع آ سکتی ہے یا نہیں آ سکتی ہے۔ تو میں مختصراً گزارش یہی کروں گا کہ ہمیں یہ قطعاً نہیں دیکھنا چاہیئے کہ بات کس نے کی ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ بات کیا ہے کیونکہ حدیث رسولؐ یہی ہے۔ قطعاً یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ کس کی طرف سے بات کی گئی ہے یا کرنے والا کون ہے۔ دیکھنا یہ

چاہیئے کہ بات کیا ہے؟ اب جناب والا جو بات ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ دونوں طرف کے ساتھی جو ہیں وہ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے ایک معزز ساتھی کی زندگی کو خطرہ ہے۔ سب سے پہلے میں RECENT OCCUR RENCL والی بات کو لیتا ہوں تو چونکہ وہ ایک CONTINUOUS PROCESS ہے اور ان کے خلاف قادیانی برملا کہتے چلے آ رہے ہیں۔ اب جیسا کہ انہوں نے کیسٹ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ نومبر کی ہے اور ان کے علم میں اب آئی ہے تو اس لئے یہ تحریک استحقاق RECENT OCCURRENCE بن جاتی ہے۔ اس کو خلاف ضابطہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ RECENT OCCURRENCE کے دائرہ اختیار میں نہیں آتی۔ ایک اور بات میرے ایک ساتھی نے یہاں کہی تھی تو اس پر میں یہ کہوں گا کہ چونکہ ہمیں یہاں بالکل بے لاگ تبصرہ کرنا چاہیئے اور یہاں سامنے صحیح گفتگو کرنی چاہیئے کہ یہ جو چار بڑی شرائط ہیں۔ سچی بات ہے کہ یہ جو CONSTITUTION والی بات ہے۔

QUESTION SHALL RELATE TO A PRIVI LEGE GRANTED BY THE CONSTITUTION.

وہ استحقاق ہونا چاہیئے جو آئین میں دیا گیا ہو وہ تو ایک زندگی کے تحفظ کے لئے ہر شہری کے پاس ہے۔ کوئی مخصوص استحقاق نہیں ہے جو CONSTITUTION میں کسی اسمبلی کے ممبر کو دیا گیا ہو لیکن جناب والا میں جو گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسکی جو چار بڑی شرائط ہیں یہ اس کے تابع تو آتی نہیں ہے لیکن ہمیں ایک اپنی روایت اور اس ہاؤس کے PRECEDENT کو بھی دیکھنا ہے جب سے یہ معرض وجود میں آیا ہے۔ جناب والا ۷۰ء میں بھی میرے وقت میں جب ہم لوگ اس وقت ممبر اسمبلی تھے صرف ایک بات ہوئی تھی اور وہ کیا تھی کہ ایک ڈپٹی کمشنر نے ٹیلیفون پر ایک ممبر کی بات نہیں سنی تھی اس پر تحریک استحقاق منظور ہوئی تھی۔ یہ ایک PRECEDENT ہے۔ اس طرح جناب والا یہ آپ کے سامنے کل ایک پولیس والے کے خلاف جس نے جھوٹ بولا تھا تحریک منظور ہوئی ہے وہ بھی ایک روایت کے تابع ہوئی ہے۔ چونکہ یہ کوئی PRIVI LEGE GRANTED BY THE CONSTITUTION. نہیں ہے نہ رولز کے تابع ہے تو اس

لئے میں کہوں گا کہ ہاؤس کی جو CONSENSUS ہے وہ یہی مطالبہ کرتی ہے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ہمیں اس کو ابھی تو منظور کرنا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہ آگے اس مجلس استحقاق نے فیصلہ کرنا ہے۔ آج سے ہم یہ تخیل کرلیں کہ وہ لندن میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بلا نہیں سکیں گے اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہ بات اس وقت زیر بحث نہیں ہے---- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس وقت تو یہ ہے کہ یہ قابل قبول ہے یا نہیں۔ ہم اس میں اپنی JURISDICTION استعمال کریں یا نہ کریں تو اس وقت جناب والا میں یہی کہوں گا کہ صرف ایک پوائنٹ اس کے حق میں جاتا ہے کہ اس ہاؤس کی جو روایت ہے کہ جب ایک معزز ساتھی کی جان کو خطرہ ہو تو ہمیں اس کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اس کو منظور کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ چودھری فاروق صاحب کافی دیر سے بات کرنا چاہتے ہیں--

چودھری محمد فاروق۔ جناب سپیکر! میاں منظور احمد موہل صاحب اور فاضل ممبر شبیر صاحب کے موقف سے اتفاق کرتے ہوئے میں جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق کی نہ صرف یہ کہ تائید کرتا ہوں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ جب ہمارے اس ملک کے اندر ہمارے کسی فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ بننے والے یا کسی حق کے حصول کے وقت جب ہم کوئی کوشش کرتے ہیں تو کوئی سرکاری افسر اگر اس میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس کے خلاف تحریک استحقاق منظور ہو سکتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی فاضل ممبر کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جائے اور یہ ایک ایسا حق ہے کہ یہ زندگی انسان کے لئے دنیا کے اندر سب سے قیمتی چیز ہے جب اس زندگی کی کوئی شخص دھمکی دیتا ہے اور یہ زندگی چھین لینے کی بات کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور معاملہ نہیں ہو سکتا جس سے کسی ممبر کا کوئی استحقاق مجروح ہو لہذا مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی یہ تحریک، تحریک استحقاق بنتی ہے اور محض اس وجہ سے اگر کسی فاضل ممبر کے ذہن میں یہ بات موجود ہے کہ ہم مرزا طاہر احمد قادیانی کو پاکستان میں نہیں بلا سکتے اس لئے کہ اگر وہ استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوگا تو اس سے سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہوگا لہذا یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس نہیں جانی چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دلیل میں کوئی وزن

نہیں ہے جب اصولی طور پر یہ تحریک استحقاق بنتی ہے، جب اصولی طور پر کسی ممبر کا استحقاق مجروح ہونا ثابت ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جانا چاہیئے۔

اور وہ بات جس کے بارے میں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ مرزا طاہر احمد کے مجلس استحقاقات کے سامنے پیش نہ ہونے کی وجہ سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو سکتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ معاملہ انتہائی سنگین نوعیت کا ہے اور جب یہ معاملہ انتہائی سنگین نوعیت کا ہے تو یہ تحریک استحقاق ضرور مجلس استحقاقات کے سپرد کی جانی چاہیئے اور یہ ضرور منظور ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ ارشاد فرمائیے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش۔ جناب والا، عرض یہ ہے کہ میاں منظور احمد موہل نے تحریک استحقاق کے تمام قانونی پہلو دیکھنے کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے اور جناب صرف انہوں نے یہ کہا کہ روایات یہی ہیں کہ جب فاضل وزیر قانون نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ مولانا صاحب کو تحفظ دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا کو اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دینا چاہیئے اور وزیر قانون کی بات پر انکو اپنی تحریک استحقاق واپس لینی چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ اس پر کافی بحث و تمحیص ہو چکی ہے اور معزز اراکین نے اپنی اپنی رائے کھل کر دی ہے۔ اس کے فنی پہلوؤں پر بھی بات ہوئی ہے اور واقعات اور حقائق کی روشنی میں بھی اس پر بات کی گئی ہے۔ یہ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق کافی SENSITIVE ہے۔ اس پر میں فیصلہ ملتوی کرتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ میں اس پر فیصلہ دونگا۔ میرے خیال میں تحریک استحقاق تو آج ایک ہی کافی ہے۔ اب تحاریک ہائے التوائے کار کو لیا جائے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، وزیر قانون بغیر کسی بات کے کیوں ہنس رہے ہیں، کوئی بات ہو تو آدمی ہنسے بھی، جناب والا یہ بلاوجہ ہنسنے کا کیا جواز ہے؟

(اس مرحلہ پر راجہ محمد خالد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب چیئرمین۔ ہم آپ کو اس اونچی کرسی پر بیٹھنے کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ کی مہربانی جی۔ اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ چودھری محمد اصغر علی گجر کی تحریک ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب چیئرمین۔ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ ہماری گزارش تھی کہ تحریک التوائے کار کو نہ لیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا تحریک التوائے کار کو لیا جائے یا نہ لیا جائے۔

وزیر قانون۔ جناب والا، اس سلسلہ میں میں جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جس طرح سے وہ چاہیں اگر وہ اپنے ممبران کی تحاریک کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو وہ کر لیتے ہیں۔ اگر کوئی اور کام کرنے کی خواہش ہے تو وہ کر لیتے ہیں اور اگر اس ایوان کا چھٹی کرنے کا موڈ ہے تو چھٹی کر لیتے ہیں۔ جیسے وہ فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف۔ جناب والا، آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ اس میں دیگر کارروائی کے علاوہ ایک اہم بل تھا جو ہمارے پرائیویٹ ممبرز پیش کرنا چاہتے تھے وہ بل آج کل کے نہایت اہم مسئلہ کے بارے میں ہے جس کے بارے میں طلبہ اور طالبات میں بہت بے چینی پائی جاتی ہے اور میڈیکل کالجز میں داخلوں کے بارے میں تھا۔ طلباء اور طالبات کے داخہ کے سلسلہ میں جو تفریق ہے اسکو مٹا کر محض میرٹ اور نمبروں کی بنا پر داخلہ دیا جائے گا۔ آج کل صورت حال یہ ہے کہ طالبات کے لئے میرٹ الگ ہے اور طلباء کے لئے میرٹ الگ ہے۔ حالانکہ امتحانات میں دونوں کو ایک ہی پرچے دیئے جاتے ہیں۔ کورس ایک ہے۔ ممتحن بھی ایک ہے۔ نمبرز بھی ایک ہی طرح کے لگتے ہیں لیکن جو داخلہ ملتا ہے اس میں ایک تفریق کر لی جاتی ہے تو یہ ایک اہم بل تھا۔ میری گزارش ہے کہ اگر آج اس بل کو غیر سرکاری کارروائی کے دن ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے تو یہ ایک بڑی مستحسن بات ہو گئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

میاں محمود الرشید۔ جناب چیئرمین۔ ایک تو پونے دس بج رہے ہیں۔ دوسرے کورم بھی

پورا نہیں ہے تو رات گئے اس وقت ممبران کو بٹھانا درست نہ ہے۔ کورم پورا نہیں ہے۔ آپ گنتی کر لیں۔ میرا خیال ہے۔ دس بج رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ یہ وزیر قانون بھی جانتے ہیں۔ یہ پارلیمنٹ کی روایت ہے کہ اس پر رولنگ موجود ہیں کہ غیر سرکاری اراکین کی کارروائی کے دن کورم کی کمی کی نشاندھی کبھی نہیں کی جاتی ہے اور ان لوگوں کے لئے باعث شرم ہے جو ادھر سے ایسی حرکت کرتے ہیں۔ آیا یہ عورتوں کو حقوق نہیں دینا چاہتے ہیں۔؟

جناب چیئرمین۔ نوابزادہ صاحب کیونکہ کورم کی نشاندھی کی جا چکی ہے۔ اس سلسلہ میں گنتی کے لئے کہا جاتا ہے۔ سیکرٹری صاحب گنتی کریں۔

(گنتی کی جاتی ہے۔)

جناب چیئرمین۔ کورم پورا نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجتی ہیں۔)

جناب چیئرمین۔ پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔

(دوبارہ گنتی کی گئی)

جناب چیئرمین۔ کورم نہیں ہے۔

(اجلاس کی کارروائی ۱۵ منٹ کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔)

جناب چیئرمین۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔

کورم نہیں ہے۔ اسلئے اجلاس کی کارروائی ۵ مارچ بروز اتوار شام ۵ بجے تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار ۵ مارچ شام ۵ بجے تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار، ۵ مارچ ۱۹۸۹ء

(یک شنبہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

جلد IV - شمارہ ۴

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار، ۵ مارچ ۱۹۸۹ء

(بشمول جلد IV شمارہ جات ۱ تا ۴)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ - - - - - - - - - - - - - - - - - - ۲۴۹

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات - - - - - - - - - - - - - - - - - - - ۲۵۰

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) - - - - - - - - - - ۲۹۱

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات - - - - - - - - - - - - - - - - - ۳۴۳

مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا - - - - - - - - - - - - - - ۳۴۴

اراکین اسمبلی کی رخصت - ۳۴۵

مسئلہ استحقاقات:-

(I) حلقہ نمبر پی پی ۱۱۶ کے ترقیاتی کاموں کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا - - - - - - - - - - ۳۵۲

(II) سوال نمبر ۲۵۵ کے غلط جواب کی فراہمی - - - - - - - - - - - - - - - - ۳۵۹

تحاریک التوائے کار:-

سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر وزیراعظم پاکستان اور وزیراعظم بھارت کے مابین مذاکرات میں مسئلہ کشمیر کا ذکر نہ کرنا - ۳۷۴

اجلاس کے اختتام کا فرمان - ۳۸۳

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس

اتوار، ۵، مارچ ۱۹۸۹ء

(یکشنبہ، ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام ۳۰ - ۶ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝

س رعد ۱۳ آیت ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ اور ۱۳

وہ (اللہ) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا سب سے بڑا اور عالی رتبہ ہے۔ کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا رات کو کہیں چھپ جائے یا دن کی روشنی میں کھلم کھلا چلے پھرے اُس کے نزدیک یہ سب برابر ہے۔ کچھ اُس کے آگے کچھ اس کے پیچھے (فرشتے) بطور چوکیدار مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے اُس شخص کی حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو اُس وقت تک ہرگز نہیں بدلتا جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے اور جب اللہ کسی قوم کیلئے برائی تجویز کر لیتا ہے تو وہ ٹل نہیں سکتی۔ اور پھر اللہ کے سوا اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ اور وہی اللہ ہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے۔ اور بھاری بھاری بادل پیدا کر دیتا ہے۔ رعد اور فرشتے اُس کے خوف سے اسکی تسبیح اور تحمید کرتے رہتے ہیں۔ اور وہی صواعق گرنے والی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے حال یہ ہے کہ وہ زبردست طاقت والا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ مال سے متعلقہ سوالات ہیں،

جناب میاں طارق محمود صاحب،

۱۱-ایجرٹن روڈ لاہور پر واقع کنٹین کا ٹھیکہ

*۱۰-میاں طارق محمود۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ بحالیات سال ۸۵-۱۹۸۴ء میں ختم کر دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ بحالیات کے دفاتر واقع ۱۱-ایجرٹن روڈ لاہور پر واقع ایک کنٹین کا ٹھیکہ ایک شخص عمر دین کے پاس تھا جو محکمہ کے خاتمہ تک اس کے پاس رہا۔

(ج) متعلقہ ٹھیکہ کس تاریخ کس قدر رقم کے عوض کن شرائط پر اور کتنے عرصہ کے لئے دیا گیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے ختم ہو جانے کے بعد ابھی تک متعلقہ ٹھیکہ دار عمر دین نے اس کنٹین کا قبضہ نہیں چھوڑا اور گورنمنٹ کی جگہ پر بھی ناجائز قابض ہے اگر جزحائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ناجائز قبضہ کو ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ٹھیکہ کنٹین واقع ۱۱-ایجرٹن روڈ صرف تین ماہ کیلئے یکم جولائی ۱۹۸۴ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء مبلغ آٹھ ہزار روپے کے عوض عمر دین ٹھیکیدار کو دیا گیا۔ کیونکہ محکمہ بحالیات ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء سے ختم ہو رہا تھا بل بجلی و نلکا بذمہ ٹھیکیدار تھے۔

(د) بورڈ آف ریونیو پنجاب کا ۳۰ ستمبر ۱۹۸۴ء کے بعد اس بلڈنگ واقع ۱۱-ایجرٹن روڈ لاہور سے کوئی تعلق نہ ہے یہ عمارت اب محکمہ ورکس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پاکستان کے پاس ہے اور یہ محکمہ ہی بتلا سکتا ہے کہ آیا عمر دین ٹھیکیدار کنٹین پر ناجائز قابض ہے کہ

نہیں اندریں حالات بورڈ آف ریونیو پنجاب سوال ہذا کا جواب پیش کرنے سے قاصر ہے۔
جناب سپیکر۔ اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال

راولپنڈی ڈویژن میں نائب تحصیلداروں کی بھرتی

*۸۱۔ جناب غلام سرور خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

(الف) پچھلے تین سالہ دور میں راولپنڈی ڈویژن میں کتنے نائب تحصیلدار بھرتی کئے ہیں کتنے نائب تحصیلدار قوانین میں نرمی کرکے بھرتی کئے گئے ہیں اور وہ کن کن حضرات کی سفارش پر بھرتی کئے گئے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مال (جناب ارشد خان لودھی)

پچھلے تین سال کے دوران راولپنڈی ڈویژن میں مندرجہ ذیل آٹھ نائب تحصیلدار بھرتی کئے گئے۔ ان میں سے پہلے سات نائب تحصیلداران کو وزیر اعلیٰ نے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کرکے بھرتی کرنے کا حکم دیا۔ اور رب نواز شمار نمبر ۸ کو مروجہ ضابطہ کے مطابق بھرتی کیا گیا۔

۱۔ وسیم علی ولد منصور تابش
۲۔ محمد فیاض ولد الحاج چودھری محمد زمان
۳۔ محمد اعجاز ولد محمد یونس
۴۔ عبدالقدوس ولد اقبال حسین
۵۔ احمد شعیب ولد عبدالغفور
۶۔ راجہ محمد سلیم ولد راجہ عبداللہ خاں
۷۔ سہیل مقبول ولد مقبول احمد
۸۔ رب نواز ولد میر داد خاں

جناب غلام سرور خان۔ ضمنی سوال جناب والا۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے جو بات میرے سوال میں بھی شامل تھی کہ یہ نائب تحصیلدار کن کن لوگوں کی سفارشات پر بھرتی کئے گئے ہیں۔ ان کا مکمل جواب نہیں دیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف اس کا مکمل جواب دینا پسند فرمائیں گے؟

وزیر مال۔ جناب والا، اس میں سفارش کی کوئی بات نہیں ہے، نہ ایسا کوئی ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے اور جو لوگ بھرتی کئے گئے ہیں وہ وزیر اعلیٰ کے اپنے خصوصی اختیارات کے تحت بھرتی کئے گئے ہیں، انہوں نے جس امیدوار کو اس آسامی کے لئے اہل سمجھا اس کو بھرتی کر لیا۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا، میرا سوال سادہ تھا کہ اگر کسی کی تقرری کی گئی ہے تو وہ کن ضوابط کے تحت کی گئی ہے اس کا CRITERIA کیا تھا اور اگر کسی کی تقرری ہوئی ہے وہ کس کی گذارش اور سفارش پر ہوئی ہے، میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ تقرری کس کی گذارش اور سفارش پر ہوئی، کیونکہ جناب وزیر اعلےٰ نے بھی کسی کی سفارش پر احکام فرمائے، اسکا مکمل جواب وزیر موصوف فرمائیں۔

جناب سپیکر، آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے۔ ارشاد فرمائیے۔

خان غلام سرور خان۔ جناب یہ میرا متعلقہ ضمنی سوال ہے کہ حکومت پنجاب نے نائب تحصیلداروں کی بھرتی کے لئے کیا معیار CRITERIA رکھا تھا؟

جناب سپیکر۔ میرے خیال میں اس سوال کا جواب تو دیا جا چکا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ اس کا جواب مکمل نہیں دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر جواب واضح نہیں دیا گیا ہے۔ آپ وزیر موصوف سے کہیں کہ انہوں نے صرف اختیارات کی بات کی ہے۔ تو ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ایسے کون سے عوامل پس پردہ تھے کہ صوابدید استعمال ہوئی ہے۔ وزیر موصوف کو واضح جواب دینا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب نہ تو آپ نے سوال کیا ہے اور نہ آپ جواب دینے والے ہیں آپ اپنے سوال میں پوچھ سکتے ہیں۔ آپ ضمنی سوال فرما سکتے ہیں کسی سوال کی تائید نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ تشریف رکھئے میں آپکو ضمنی سوال کرنے کی اجازت دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کون سے قواعد میں رعائت دی گئی ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے۔

وزیر مال۔ جناب والا، وزیر اعلیٰ پنجاب کا چیف ایگزیکٹیو ہے۔ اور رولز آف بزنس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ--- HE CAN RELAX EACH AND EVERY RULE

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: MR. SPEAKER. HE CAN RELAX THE RULES. I AM ASKING THE RULES. I AM AWARE OF THE FACT THAT HE CAN RELAX THE RULES WHICH EVEN DO NOT EXIST.

کیوں کہ انہوں نے ایک اسسٹنٹ ۱۹ گریڈ میں براہ راست بھرتی کیا ہے۔ میں جو قواعد EXIST ہی نہیں کرتے ہیں۔ انکو نرم کر دیا ہے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ یقینی طور پر قواعد میں نرمی کر سکتا ہے۔ میں دریافت کرتا ہوں--- WHICH RULES HE HAS RELAXED?

MR. SEAKER, IT IS A SPECIFIC QUESTION AND THE MINISTER SHOULD ANSWER IT SPECIFICALLY.

وزیر مال۔ جناب سپیکر، میں آپکی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نوابزادہ صاحب کو یہ علم ہو گا۔ ماشاء اللہ وہ پڑھے لکھے ہیں، مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے انکو یہ علم ہو گا کہ قانون یہ ہے کہ نائب تحصیلدار کی بھرتی کے اختیارات کمشنر کے پاس ہیں۔ اس کے لئے تعلیمی قابلیت ایف۔ اے ہے معمول کے مطابق اس کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے جاتے ہیں انٹرویو ہوتے ہیں اور اہل امیدواروں کو بھرتی کیا جاتا ہے، لیکن ان قواعد و ضبواط کو وزیر اعلےٰ نے نرم کیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ وہ میرے سوال کا جواب نہیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ حوصلہ کیجیئے۔ انکو جواب مکمل کر لینے دیں۔

وزیر مال۔ جناب والا، میں ابھی بتانے ہی والا تھا۔ کہ ایک ہیں قواعد ایک ہیں ضوابط اور یہ SERVICES AND EFFICIENCEY RULES میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے لئے یہ ضابطہ ہو گا کہ اس کو وزیر اعلیٰ پنجاب قواعد انعرام کار میں دئے گئے اختیارات کے تحت قواعد میں تخفیف کر سکتا ہے اور انہوں نے ان میں تخفیف کرنے کے بعد ان احباب کو بھرتی کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ نواب زادہ صاحب یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کون سے قواعد میں نرمی کی گئی ہے آپ ذرا تشریف رکھیئے۔۔۔۔۔۔۔ وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کون سے قواعد کے تحت نائب تحصیلداروں کی تقرری ہوئی ہے، جن قواعد کے تحت نائب تحصیلداروں کی تقرری ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ اُن ہی قواعد کو انہوں نے نرم کیا ہو گا۔ تو آپ ان قواعد کا ذکر کیجیئے۔ سیدھی بات ہے۔ نواب زادہ صاحب آپ تشریف رکھئے۔

وزیر مال۔ جناب والا، آپ مطمئن رہیں۔ میں ان کی تسلی کراؤں گا۔ میں نے جناب والا یہ گذارش کی تھی کہ یہ پڑھے لکھے ہیں ماشاء اللہ اور میں نے یہ بھی حوالہ دیا تھا کہ سروسز رولز کو وزیراعلیٰ نے نرم کیا ہے۔ اب میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے ان قواعد کا مطالعہ کیا ہے تو انکو اس بات کا علم ہونا چاہئیے۔ اگر یہ کسی کتاب کے بارے میں کسی قواعد کے بارے میں کوئی سوال دریافت کرنا چاہتے ہیں تو پھر یہ تازہ سوال کرتے۔ لیکن اس کے باوجود میں انکو جواب دے رہا ہوں۔ کہ وزیر اعلیٰ نے SERVICE AND APPOINTMENT RULES کے قواعد نمبر ۴ اور ۱۷ میں تخفیف کی ہے۔ ان قواعد کو نرم کر کے ان لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ امجد حمید دستی صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! ابھی میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے سوال کا جواب آگیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میرے سوال کا جواب پوری طرح سے نہیں آیا انہیں یہ بتانا چاہیے کہ فلاں قاعدے کے تحت فلاں تاریخ کو قواعد میں نرمی برتی گئی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب تشریف رکھیے۔ ان TECHNALITIES پر میں ایوان کا وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا اور میں جناب امجد حمید دستی صاحب کو اگلے ضمنی سوال کیلئے اجازت دے چکا ہوں۔ جناب امجد حمید دستی۔

جناب امجد حمید خان دستی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی فوج ظفر موج نائب تحصیل داروں کی ہے۔ آپ اس سلسلے میں

میرے ساتھ اتفاق فرمائیں گے کہ ہمارے بیچارے ضلع مظفر گڑھ سے ایک بھی نائب تحصیلدار نہیں لیا گیا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)
نہ اسے نرمی سے لیا گیا ہے۔ نہ گرمی سے لیا گیا ہے۔ اور نہ ہی سختی سے لیا گیا ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔"
جناب سپیکر۔ جناب وزیر مال۔
وزیر مال۔ جناب والا اصل سوال کے مندرجات کو اگر آپ دیکھیں تو دستی صاحب نے جو سوال پوچھا ہے یہ اس کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اگر ان کے ڈویژن میں کوئی ایسے افراد ہیں تو وہ بھی اس کیلئے APPLY کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر بھی غور کریں گے۔
جناب امجد حمید خان دستی۔ جناب سپیکر! میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ کیا وہ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟
جناب ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ نائب تحصیلدار بھرتی کرنے کیلئے مزید قواعد میں رعائت کر کے وزیر اعلیٰ اپنے ایم پی ایز کو نائب تحصیلدار بھرتی کرنے کے اختیارات دے رہے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ یعنی ایک ایم پی اے کو ایک نائب تحصیلدار بھرتی کرنے کے اختیارات دے رہے ہیں۔ کیا یہ خبر صحیح ہے؟
وزیر مال۔ جناب والا! یہ تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔
جناب سپیکر۔ کیا یہ خبر غلط ہے؟
وزیر مال۔ خبر غلط ہے۔ جس کو نائب تحصیلدار بھرتی کرنے کے اختیارات ہیں وہی اسے بھرتی کرتا ہے۔
سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ایسے کونسے عوامل تھے کہ قواعد کو نرم کر کے نائب تحصیلدار صرف راولپنڈی سے لئے گئے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں۔؟
جناب سپیکر۔ یہ صرف ایک ڈویژن کے بارے میں سوال کیا گیا ہے؟
سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھتا ہوں کہ ایسے کونسے عوامل تھے، کونسے پس

پردہ ایسے محرکات تھے کہ وزیر اعلیٰ صاحب قواعد RELAX کرنے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے ۷ آدمیوں کے لیے قواعد میں نرمی برتی ہے DISCRETIONARY POWERS کو استعمال کیا ہے تو ان کے پس پردہ کونسے ایسے عوامل تھے جو وزیر اعلیٰ صاحب مجبور ہو گئے تھے۔

وزیر مال۔ جناب والا یہ عوامل کی بات نہیں ہے شاہ صاحب کو یہ علم ہے کہ وزیر اعلیٰ ایک عوامی لیڈر ہیں اور پبلک سے ان کا واسطہ رہتا ہے (نعرہ ہائے تحسین) (قہقہے) آپ ذرا بعد میں ہنس لینا جو آدمی پہلے میرے جواب کو مکمل تو ہونے دیں ----- (قہقہے) (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر مال۔ جو آدمی ان کے پاس درخواست لیکر گیا اور وہ ذاتی طور پر مطمئن ہوا یہ آدمی مستحق ہے۔ لہذا انہوں نے اس کو بھرتی کر لیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور ایک وقت میں ایک معزز رکن سوال کریں۔ شاہ صاحب آپ سوال کریں۔

جناب علی ہارون شاہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ DISCRETIONARY POWERS کے علاوہ بھی کسی نائب تحصیلدار کو بھرتی کیا گیا ہے؟ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ سوائے DISCRETIONARY POWERS استعمال کرنے کے انہوں نے اور کسی کو بھرتی نہیں کیا۔

جناب سپیکر۔ اس سوال کا جواب دیا جا چکا ہے۔ جناب گل حمید خان روکڑی

جناب گل حمید خان روکڑی۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر مال سے یہ پوچھوں گا کہ ۵۶ آدمی بھرتی ہوئے ہیں۔ اس میں سے ۱۶ آدمی لاہور کے ہیں۔ لاہور کی آبادی ۴۰ لاکھ ہے اور پنجاب کی آبادی ۵ کروڑ ہے۔ اس طرح پنجاب کی دیہی آبادی کو بھی بھرتی کا کوئی علیحدہ کوٹہ دیا جائے گا یا یہی شہری آدمی تحصیلدار بھرتی کر کے دیہاتیوں پر مسلط کئے جائیں گے؟

جناب سپیکر۔ خان صاحب سوال نمبر ۸۱ میں نہ سوال ہے نہ جواب ہے۔ یہ اگلے سوال میں آپ کا جواب آئے گا۔ جناب کاردار صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

MR KHALID LATIF KARDAR: THE REPLY OF THE HONOURABLE SPEAKER IS VERY VAGUE, CONFUSING AND I WOULD SAY THAT HE HAS REPLIED THAT THE RULE HAS BEEN RELAXED, NOW I WOULD PUT SUPPLEMENTARY QUESTION THAT THE RELAXATION IS EITHER WITH REGARD TO AGE OR QUALIFICATION.

وزیر مال۔ جناب والا یہ جو RULES RELAX کئے گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے ضوابط میں نرمی کرنے کے بعد یہ لوگ بھرتی کئے ہیں۔ تعلیم وہی ہے

جناب سپیکر۔ جناب غلام سرور خان۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس سال کتنے لوگوں کو رولز RELAX کر کے نائب تحصیلدار بھرتی کیا جارہا ہے؟

وزیر مال۔ جناب والا! آئندہ کی بات تو میں نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ یہ حکومت ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بھرتی کرتے رہیں گے۔

جناب عبدالقادر شاہین۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ احمد شعیب ولد عبدالغفور عمر ۴۵ سال جو کہ انٹرمیڈیٹ بھی نہیں تھا۔ اس کی کیا وجوہات تھیں اور کس اخبار کے زریعے مشتہر کر کے نائب تحصیلداروں کو بھرتی کیا گیا۔ کیا اسے سیاسی وجوہات کی بنیاد پر بھرتی نہیں کیا گیا؟

وزیر مال۔ جناب والا یہ تو ضمنی سوال نہیں بنتا، انہوں نے جو مخصوص سوال کیا ہے اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ مزید اگر یہ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو انہیں نیا سوال پیش کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ جناب شاہین آپ کو اس کیلئے FRESH NOTICE دینا ہوگا۔

جناب عبدالقادر شاہین۔ جناب والا وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ قواعد کو نرم کیا گیا ہے۔ تعلیمی استعداد کو نرم نہیں کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ احمد شعیب جس کی عمر ۴۵ سال اور تعلیم بھی ایف اے نہیں ہے۔ لہذا اس کو کن وجوہات کی بناء پر بھرتی کیا گیا۔؟

جناب سپیکر۔ اس کیلئے آپ کو نیا سوال کرنا ہوگا۔ فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر! یہ بڑی واضح بات ہے کہ جو سوال یہاں پر پوچھا جاتا ہے ہم نے پھر اس کی چھان بین کرنی ہوتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہے ہم نے اس کی چھان بین کرنی ہے۔
جناب سپیکر۔ ہو گئی۔
جناب فضل حسین راہی۔ اس میں ایک نام دیتے ہیں کہ احمد شعیب ولد عبدالغفور۔ اب اس کے بارے میں اگر کوئی ضمنی سوال پوچھتے ہیں تو یہ بھی سوال کا حصہ ہے اس لئے اس کیلئے FRESH NOTICE کی ضرورت نہیں ہے احمد شعیب کا نام تو جواب میں لکھا ہوا ہے اب یہ کوئی نیا نام شامل نہیں کیا جارہا۔ میرے خیال میں ان کو جواب دینا چاہیے۔
جناب سپیکر۔ جو سوال پوچھا گیا تھا اس میں احمد شعیب کا نام دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے۔ اب یہ ضمنی سوال آیا ہے کہ احمد شعیب کی عمر ۴۵ سال تھی اور اس کی تعلیم بھی کم تھی۔ اس کے بارے میں یہ مخصوص سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ احمد شعیب کو کیسے بھرتی کیا گیا؟
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، یہ کوئی علیحدہ مخصوص سوال نہیں ہے بلکہ یہ اس سے متعلقہ ہے۔
جناب سپیکر۔ متعلقہ تو ہے لیکن اس میں ان کو نئی معلومات چاہیے جو پہلے نہیں مانگی گئی۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کروں کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ سوال اتنا واضح ہے کہ اس کے جواب میں یہ ہونا چاہیے تھا کہ وسیم علی ولد منصور، اس کی عمر کتنی ہے، اس کی تعلیم کتنی ہے۔ وہ تمام کوائف جو ایک درخواست گزار مہیا کرتا ہے وہ تمام کوائف اس میں آنے چاہیں تھے۔ اس سوال میں جو کچھ پوچھا گیا ہے وہ تو آپ بتا ہی نہیں رہے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ اس کی تعلیم بھی آنی چاہیے تھی۔ اس کی عمر بھی آنی چاہے تھی تاکہ ہمیں پتا چلتا کہ کس چیز میں تخفیف ہوئی ہے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ ایک ہی ہدایت اور ایک ہی حکم سے سب کی گردنیں اڑا دی جائیں۔
جناب سپیکر۔ راہی صاحب، سوال یہ ہے کہ پچھلے تین سالہ دور میں راولپنڈی ڈویژن میں کتنے نائب تحصیلدار بھرتی کیے گئے ہیں، کتنے نائب تحصیلدار قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیے گئے

ہیں اور وہ کن کن افراد کی سفارش پر بھرتی کیے گئے ہیں؟ یہ ہے سارا سوال۔ اس میں اب یہ آ گیا کہ ان ان صاحبان کو بھرتی کیا گیا۔ یہ بھی انہوں نے ضمنی سوال کے جواب میں بتا دیا کہ قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ یہ بھی ہو گیا کہ فلاں قواعد کو نرم کر کے بھرتی کیا گیا اور اس بات سے انہوں نے انکار کیا ہے کہ کن کن کی سفارش پہ بھرتی کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کا ریکارڈ نہیں ہے۔ تو اب کونسی ایسی چیز رہ گئی ہے کہ جو سوال کا حصہ ہے اور اس کا جواب نہیں دیا گیا۔؟

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ اب اس میں ہمارا فرض یہ ہے کہ اس فہرست میں جو چھپی ہوئی چیز ہے اس کو باہر نکالیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم سب کا فرض ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں ہر ایک چیز باہر آ گئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، اگر ایک ممبر یہ پوچھتا ہے کہ فلاں شخص کی عمر کتنی ہے، اس کی تعلیم کتنی ہے۔ تو یہ تمام کوائف اس کی درخواست پر موجود ہیں جس نے وہ درخواست دی ہے اور جس پہ آرڈر ہوئے ہیں۔ اس پہ اس کی تعلیم بھی لکھی ہوئی ہے۔ اس کی عمر بھی لکھی ہوئی ہے۔ اب وہ چیزیں باہر آنی چاہیں۔

جناب سپیکر۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ اگر زیادہ تفصیل میں جائیں تو وزیر متعلقہ ان کا جواب دے نہیں سکے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پھر وہ وزیر کیوں بنا ہے اگر جواب نہیں دے سکتا۔

جناب فضل حسین راہی۔ زیادہ تفصیل تو تب ہوا گر ہم کسی نام کا اضافہ کریں۔ اس کا جواب تو یہ نہ دیں لیکن جس کے متعلق انہوں نے جواب دیا ہوا ہے اس کے متعلق تو تمام چیزیں سامنے آنی چاہیں۔ ہم کوئی اس میں اضافہ نہیں کر رہے۔ تو پھر ان کو بتانے میں کیا حرج ہے کہ اگر ان کے نام کے ساتھ ان کی عمریں یا تعلیمی استعداد درج کر دی جائے۔

جناب سپیکر۔ یہ سوال میں پوچھا نہیں گیا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، اگر کوئی عمل ہوا ہے تو اس سے متعلقہ ہر سوال کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس میں یہ

چیزیں دریافت نہیں کی گئی ہیں جو آپ اب پوچھنا چاہتے ہیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا، وقفہ سوالات میں سوالات کے جوابات ہوتے ہیں۔ پھر ان پہ ضمنی سوالات ہوتے ہیں اور پھر آپ نے اپنا فیصلہ دینا ہوتا ہے کہ یہ بنتا ہے یا نہیں۔ اب یہ تو جناب والا تکرار شروع ہے۔ اور بھی کافی سوالات ابھی باقی پڑے ہیں۔ جب ایک سوال پر ہی اتنا وقت صرف ہو جائے گا تو باقی سوالات کی باری تو نہیں آئے گی۔ میں اس پہ جناب والا کی رولنگ چاہوں گا کہ ایک سوال پر جو یہ بحث جاری ہے کیا یہ جائز ہے۔؟

جناب سپیکر۔ جی یہ جائز نہیں ہے۔

خواجہ محمد یوسف۔ جناب سپیکر، میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر۔ خواجہ محمد یوسف ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد یوسف۔ جناب والا، میرا ضمنی سوال یہی تھا کہ یہ لوگ کہ جن کے لیے قواعد میں نرمی کی گئی ہے، ان کی تفصیل بھی پوچھی گئی ہے اور سفارشات بھی پوچھی گئی ہیں اور وزیر موصوف یہ بات بتانے سے کترا رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کو اس طرح حل کر دیا ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے اپنی صوابدید کو استعمال کرتے ہوئے ان سب کو بھرتی کر لیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان ہی میں سے ایک آدھا مشیر وزیر مال بھی ہو جائے۔ جناب والا، ہمیں بتایا جائے کہ ان لوگوں کی تعلیمی قابلیت کیا تھی اور نائب تحصیلدار کے لیے مقرر کردہ کم از کم تعلیمی قابلیت پر کتنے پورے اترتے تھے اور کتنے نااہل تھے اور کتنوں کو ایسے ہی رکھ لیا گیا ہے۔ کیا وہ ایسے ہی وزیر اعلیٰ کے پاس پہنچ گئے تھے یا انہیں کوئی وزیر اعلیٰ تک پہنچانے والا تھا۔ وہ بات بتاتے کیوں نہیں؟ اگر ایوان میں سوالات کے جوابات پوچھنے کی اجازت ہے تو میں توقع کرتا ہوں کہ وزیر موصوف بھی اسی جذبے کے ساتھ جوابات دینے کے پابند ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر۔ خواجہ صاحب، اس سوال پر وزیر مال کا جواب آ چکا ہے اور ان کے پاس کوئی ایسا ریکارڈ نہیں ہے کہ جس سے یہ بتا سکیں کہ ------ جناب جاوید صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب والا، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ کو قواعد میں نرمی کرنے کی کوئی حد بھی ہے یا نہیں؟ جیسے کہ وہ مڈل پاس اور ۵۰ سال والے کو نائب تحصیلدار بنا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی! جناب وزیر مال۔

وزیر مال۔ جناب والا، جس قانون نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو اختیار دیا ہے۔ اس قانون میں یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ قانون میں نرمی کر سکتے ہیں۔ وہ جا کر پڑھ لیں۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال جناب غلام سرور خان۔

جناب غلام سرور خان۔ سوال نمبر ۸۳

صوبہ میں نائب تحصیلداروں کی بھرتی

* ۸۳۔ خان غلام سرور خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ سال ۱۹۸۵ء تا نومبر ۱۹۸۸ء صوبہ میں کتنے افراد کو نائب تحصیلدار بھرتی کیا گیا ان کے نام اور پتے کیا ہیں نیز ان افراد کو کس کس کی سفارش پر بھرتی کیا گیا۔ کیا ان آسامیوں کے لئے اخبار میں کوئی اشتہار دیا گیا تھا اگر دیا گیا تھا تو کس کس اخبار میں ان اشتہارات کے جواب میں کتنے لوگوں نے درخواستیں دیں۔ بھرتی شدہ نائب تحصیلداروں کا انٹرویو کس کس افسر نے لیا اور انٹرویو میں کتنے امیدوار شامل ہوئے تھے۔؟

وزیر مال۔ (جناب ارشد خاں لودھی) سال ۱۹۸۵ء تا نومبر ۱۹۸۸ء صوبہ پنجاب میں کل ۵۶ نائب تحصیلداران بھرتی کئے گئے۔ ان میں سے ۵۲ افراد کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا۔ جبکہ دیگر ۴ افراد کو ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر متعلقہ کمشنر نے بھرتی کیا۔ فہرست منسلک ہے۔

ڈویژن	۱۹۸۵ء تا نومبر ۱۹۸۸ء کے دوران بھرتی شدہ نائب تحصیلداران کے نام اور پتے	نام سفارش کنندہ	آیا آسامیوں کیلئے اخبار میں اشتہار دیا گیا۔ اخبار کا نام	اخبار کے مطابق کتنے امیدواروں نے درخواستیں دیں	منتخب ابھرتی شدہ نائب تحصیلداروں کا کس اتھارٹی نے انٹرویو لیا	کتنے امیدوار انٹرویو کیلئے آئے
فیصل آباد						
۱-	عبدالروف اعوان ولد عبدالقیوم اعوان مکان نمبر ۸۷-ڈی، بلاک نمبر ۳۳، سمن آباد، لاہور				وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے بھرتی کیا گیا۔	
۲-	وقار حسین ولد محمد حسین خان چک نمبر ۱۸۴ جی-بی، تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ					

۳- شفقت اللہ قادری
ولد مہر غلام محمد
مکان نمبر ۹۷۲، قادری منزل
محلہ پپلیاں والا، جھنگ صدر

۴- رائے ظفر عباس
ولد رائے میر محمد
۱۲- سی، پیپلز کالونی،
فیصل آباد

۵- ابرار احمد ولد عبدالمجید
۱۳۵-بی، گلی نمبر ۶
محلہ خالد آباد، فیصل آباد

۶-	سید عثمان حسن ولد سید سجاد حسن مکان نمبر ۲۶۶، گلی نمبر ۸ چھتری والا چوک جناح کالونی، فیصل آباد	"
۷-	سید مسعود زیدی ولد سید منظور حسین شاہ ۴ گلشن کالونی، فیصل آباد	"
سرگودھا		
۸-	محمد خرم لطیف اعوان ولد عبد اللطیف اعوان ۱۳۳-سی، سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا	ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کی سفارش پر بھرتی کیا گیا۔

۹-	افتخار حسین ولد لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ)(ستارہ جرت) نذر حسین ۲۳۱-اے، سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا	وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے بھرتی کیا گیا۔
۱۰-	حق نواز رانجھا ولد چودہری محمد علی رانجھا موضع بکھووالہ ڈاکخانہ میڈ رانجھا تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا	"
۱۱-	اللہ بخش ولد سلطان احمد بمقام سلطان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا	"

۱۲- نذر حیات ولد امان اللہ بدرانہ
موضع بدررانجھا
تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا

بہاولپور

۱۳- محمد یونس عباسی
ولد پرنس امین الرشید عباسی
شملہ کوٹھی نمبر ۲
اندرون دولت خانہ دربار روڈ بہاولپور

۱۴- محمد اسلم سلیمی
ولد محمد سلیم اللہ
بمقام بستی مولویاں
ڈاکخانہ تاج کڈھ
تحصیل و ضلع رحیم یار خاں

گوجرانوالہ

۱۵- محمد ارشد ولد محمد اسلم
موضع بھدر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۱۶- محمد رشید ولد بشارت علی
۴۵۴- سی، سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

۱۷- رانا محمد جمیل ولد ولی دین
موضع اقبال نگر
تحصیل حافظ آباد، ضلع گوجرانوالہ

ملتان

۱۸- اللہ یار
ولد ملک جلال دین ڈھکو
چک نمبر ۱۱۲-۹-ایل
تحصیل و ضلع ساہیوال

۱۹- شوکت الطاف شاہ
ولد میر احمد شاہ کھگہ
موضع نور شاہ ضلع ساہیوال
"

۲۰- طاہر محمود
ولد حاجی محمد بوٹا
ملتان سٹی
"

۲۱- عابد محمود
ولد حافظ گلزار احمد
سکنہ جملہ جیم تحصیل میلسی ضلع وہاڑی
"

۲۲- امیر حمزہ ولد محمد دین
مکان نمبر ۶۷۰-ایم
فرید ٹاؤن، ساہیوال
"

۲۳- غیاث الدین احمد
ولد چودھری نثار احمد
چک نمبر ۴۰۵-ای بی
تحصیل بوریوالہ ضلع وہاڑی

۲۴- محمد اصغر
ولد حاجی محمد شریف
مکان نمبر ۲۸/۵، میانچنوں

لاہور

۲۵- ندیم خضر
مین بازار شیخوپورہ

ڈویژنل سلیکشن اپروموشن کمیٹی کی سفارش پر بھرتی کیا گیا۔

۲۶- انوار الحق
۸۶ منٹگمری پارک
عبدالکریم روڈ، لاہور

۲۷-	صدف بٹ مکان نمبر ۱۰ گلی نمبر ۲۵ ریلوے روڈ گوالمنڈی، لاہور	وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے بھرتی کیا گیا۔
۲۸-	ریاست علی کوارٹر نمبر ۲۲، چوبرجی گورنمنٹ کوارٹرز لاہور	"
۲۹-	انجم ذکاء بٹ حاجن منزل، حاجن سٹریٹ سنت نگر، لاہور	"
۳۰-	سرفراز احمد چک باوہ ڈاکخانہ حویلی لکھا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ	"

۳۱- شمس الزمان
مکان نمبر ۲، داؤد سٹریٹ
بخاری مارکیٹ نذد
وحدت کالونی، لاہور

۳۲- فرخ طفیل
کوٹ شیر سنگھ
ڈاکخانہ کوٹ رادھا کشن
تحصیل و ضلع قصور

۳۳- محمد نصرت
موضع رکھ جیڈو
ڈیر رائے ونڈ، لاہور

۳۴۔ غضنفر علی ملک
۹ کالج روڈ، جی او آر۔ ۱
لاہور
"

۳۵۔ مشتاق احمد
موضع کھارے پوئے
چک نمبر ۱۰ تحصیل چونیاں ضلع قصور
"

۳۶۔ ذوالفقار علی سعادت
۱۵/۵ گووند سٹریٹ
ٹمپل روڈ، لاہور
"

۳۷۔ علی احمد قریشی
۵ نور پارک نزد نور مسجد
حیدر روڈ، سلام پورہ، لاہور
"

۳۸- محمد عارف "
۵/۱۲ محمد نگر
علامہ اقبال روڈ، لاہور

۳۹- محمد عثمان غنی "
۲/۱۹ رحمان نگر
نشتر روڈ، لاہور

۴۰- ممتاز احمد "
لیہے جاگیر
تحصیل چونیاں ضلع قصور

۴۱- محمد عمر عدنان "
۸۲- سی، فیز ۱،
کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور

۴۲۔	محمد معین الروف نور منزل، عمر دین روڈ وسن پورہ، لاہور	"
۴۳۔	اکمل حیدر ۴۔اے، بہاولپور ہاؤس جی او آر۔ ۲، لاہور	"
۴۴۔	محمد ارشد جاوید محلہ شاہ نور دروغہ والا لاہور۔	"
	ڈیرہ غازیخان	
۴۵۔	میاں محمد حیات ظفر داحا سکنہ چوک اترا، تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان	"

۴۶-	ملک محمد سمیع سکنہ ڈیرہ غازیخان	"
۴۷-	میر شاہ زمان گشکوری ضلع راجن پور	"
۴۸-	حسن وقار ضلع لیہ	"
راولپنڈی		
۴۹-	رب نواز خاں ولد شیر داد خاں موضع و ڈاکخانہ مولو تحصیل و ضلع اٹک	ڈویژنل سلیکشن بورڈ کی سفارش پر بھرتی کیا گیا۔

۵۰- وسیم علی
ولد منصور تابش
مکان نمبر ۳۹۳- این (این ڈبلیو)
سید پور سکیم نمبر ۲-
سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم سے بھرتی کیا گیا۔

۵۱- محمد اعجاز
ولد محمد یونس
کوارٹر نمبر ٦٦- ایف (سی)
گریسی لائن چکلالہ راولپنڈی
"

۵۲- عبدالقدوس
ولد اقبال حسین
موضع کنیاں بنجرانہ
تحصیل گوجر خاں ضلع راولپنڈی
"

۵۳- احمد شعیب
ولد عبدالغفور
۲/۴ کنیال پارک
گلبرگ، لاہور

۵۴- محمد سلیم
ولد راجہ محمد عبداللہ خاں
موضع کوٹلہ
تحصیل و ضلع راولپنڈی

۵۵- سہیل مقبول
ولد مقبول احمد
۴۷۱-اے (کے)
گلی نمبر ۱۲ کمیٹی محلہ
مکھ سنگھ سٹریٹ، راولپنڈی

۵۶۔ محمد فیاض
ولد الحاج چوہدری محمد خان
مکان نمبر ۳۰۰، وارڈ نمبر ۵
گوجر خان، راولپنڈی

جناب سپیکر۔ اس سوال کا جواب لمبا ہے۔ یہ پڑھا ہوا متصور ہو گا۔ اس پہ کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب غلام سرور خاں۔ میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ میرا یہ سوال کئی حصوں پر مشتمل تھا۔ میرا سوال یہ تھا کہ کتنے نائب تحصیلدار بھرتی کیے گئے ہیں، ان کے نام اور پتہ جات کیا ہیں، کن کن لوگوں کی سفارش پر بھرتی کیے گئے ہیں، آیا ان آسامیوں کے لیے اخبارات میں اشتہارات دیے گئے ہیں یا نہیں۔ اگر دیے گئے ہیں تو کن کن اخبارات میں اشتہارات دیے گئے، اگر ان لوگوں کا انٹرویو کسی نے لیا ہے تو کس کس نے لیا ہے۔ میرے سوال کا مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ میں وزیر موصوف سے اس کا مکمل جواب چاہوں گا۔؟

وزیر مال۔ جناب والا، یہ مکمل جواب ہے اور اس میں لکھا ہے کہ سال ۱۹۸۵ء تا نومبر ۱۹۸۸ء صوبہ پنجاب میں کل ۵۶ نائب تحصیلدار بھرتی کیے گئے۔ ان میں سے ۵۲ افراد کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے قانونی اختیارات کے تحت قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا جبکہ دیگر چار افراد کو DIVISIONAL SELECTION COMMITTEE کی سفارشات پر متعلقہ کمشنر نے بھرتی کیا۔ فہرست منسلک ہے۔ فہرست میں ان کے نام پتے سب کچھ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب والا، میرے سوال میں یہ بات شامل تھی کہ آیا ان آسامیوں کے لیے اخبارات میں اشتہارات دیے گئے یا نہیں؟ اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر۔ یہ تو ضابطہ اختیار ہی نہیں کیا گیا۔ انہوں نے بتا دیا ہے کہ طے شدہ قواعد میں نرمی کی گئی ہے۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب سپیکر، کم از کم جو سوال پوچھا جائے اس کا جواب تو دیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ اس میں یہ جو ایک بات آ گئی ہے کہ قواعد کو RELAX کیا گیا ہے میرے خیال میں اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ جو پروسیجر ہے وہ اختیار نہیں کیا گیا۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا اس میں میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ DIVISIONAL SELECTION COMMITTEE کن کن افراد پر مشتمل تھی؟

وزیر مال۔ جناب والا سلیکشن کمیٹی کمشنر اور ایک جو اس ڈویژن کا ڈپٹی کمشنر ہو، اسے ملا کر ایک کمیٹی بنتی ہے اور وہ سلیکشن کرتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان۔ جناب والا ضمنی سوال۔
جناب سپیکر۔ خان صاحب آپ کا ضمنی سوال ہے کوئی؟
جناب غلام سرور خان۔ جی ہاں جناب والا یہ خان صاحب جو بتا رہے ہیں کہ یہ SELECTION COMMITTEE جن لوگوں کے انہوں نے نام لئے ہیں کہ ان لوگوں پر مشتمل تھی۔ تو ان کا دوسرا جواب ساتھ ہی یہ ہے کہ رولز نرم کر کے ان لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا اس کمیٹی کی کوئی کارروائی ہے جو ہاوس میں مہیا کی جا سکتی ہے۔؟
وزیر مال۔ جناب والا یہ تو وہی بات ہے یہ تفصیل پوچھ رہے ہیں۔ جو سوال کا جواب تھا وہ آ گیا ہے۔ اس میں سے ۵۲ تحصیلدار جو ہیں وہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے اختیارات کے تحت بھرتی کئے ہیں اور جو بقایا ہیں انہیں قواعد و ضوابط کے تحت بھرتی کیا گیا ہے۔ اگر اس کی کارروائی درکار ہے تو پھر تازہ سوال کریں۔ میں وہ مہیا کر دوں گا۔
جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، جناب علی اکبر وینس صاحب ضمنی سوال۔
جناب علی اکبر مظہر وینس۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ پانچ کروڑ کی آبادی کے صوبے میں ان ۵۶ خوش نصیبوں تک وزیر اعلیٰ کی نظر کیسے پہنچی؟

جناب سپیکر۔ جناب فرمائیے۔
ایک معزز ممبر۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان خوش نصیبوں میں گوالمنڈی کے رہنے والے کتنے لوگ ہیں جو تحصیلدار بھرتی کئے گئے ہیں؟
جناب سپیکر۔ جی وزیر مال۔
وزیر مال۔ جواب لکھا ہوا ہے۔
جناب سپیکر۔ کیا لکھا ہے۔
وزیر مال۔ ان کے پتے لکھے ہوئے ہیں۔
جناب سپیکر۔ تو اس میں گوالمنڈی کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ ایک آدمی ہے۔ جناب ملک صاحب ضمنی سوال۔
ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ جی ملک صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔
ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا غلام سرور خان صاحب کا سوال اس لئے رد کر دیا گیا تھا کیونکہ قواعد کو نرم کر کے یہ تمام تقرریاں کی گئیں ہیں۔ ان میں سے چار امیدوار ایسے ہیں جن کو SELECTION COMMITTEE نے نامزد کیا ہے۔ کیا وہاں بھی قواعد کو نرم کیا گیا ہے۔ اگر نہیں کیا گیا ہے تو پھر جو تمام سوالات اخبارات میں اشتہار دینے اور درخواستیں لینے کے پوچھے گئے ہیں۔ یہ تمام باتیں ہیں جن کا جواب چار کی حد تک تو درست آنا چاہیے۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اجلاس کی جو رولنگ ہے وہ ۵۲ پر تو صادر ہوتی ہے جہاں تک چار کا تعلق ہے جن کا SELECTION COMMITTEE نے تقرر کیا ہے اس ضمن میں وہ تمام کارروائی جو غلام سرور صاحب نے پوچھا ہے وہ ADOPT کی گئی ہے یا نہیں؟
جناب سپیکر۔ ملک صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا RELEVANT ہے اور یہ بات درست ہے کہ یہ جو چار نائب تحصیلدار بھرتی کئے گئے ہیں، جن کو سلیکشن کمیٹی نے بھرتی کیا ہے جس میں قواعد نرم نہیں کئے گئے ہیں۔ اس بھرتی کے لئے جو طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اس کا چونکہ سوال میں پوچھا گیا تھا اس لئے اس کا جواب آنا چاہیے تھا۔ اور اب میں وزیر مال صاحب سے کہوں گا کہ اس سوال کے اس حصے کا جواب کہ جس میں سلیکشن کمیٹی نے چار آدمیوں کی نامزدگی کی ہے اس کیلئے جو طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اس کا سارا طریقہ کار اس ایوان کی میز پر رکھا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ جی جناب گل حمید خان روکڑی ضمنی سوال کرتے ہیں۔
جناب گل حمید خان روکڑی۔ جناب والا! کیا وزیر مال صاحب یہ فرمائیں گے کہ میں نے بعد میں دیکھا کہ ۵۶ میں سے ۴ تو امیدوار نامزد ہوئے ۵۲ میں سے ۲۰ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ پنجاب کی جو باقی آبادی ہے کیا اس کے متعلق بھی یہی سوچا جائے گا کہ ان لوگوں کو بھی آبادی کے لحاظ سے جیسے مظفر گڑھ کیلئے میانوالی کے لیے کئی اور اضلاع کے کس ایک آدمی کو بھی بھرتی نہیں کیا گیا وہ لوگ کہاں گئے؟ کیا ان لوگوں کے لیے بھی سوچیں گے اور ہمیں کوئی

رستہ بتائیں گے؟

جناب سپیکر۔ جی! جناب وزیر مال۔

وزیر مال۔ جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ لاہور بھی پنجاب کا حصہ ہے اور جو ہمارے دوسرے ساتھی ہیں ان کے حصوں میں بھی پنجاب کا حصہ ہے اس میں انشاء اللہ کسی علاقے کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا، ہم انشاء اللہ سب کیلئے غور کریں گے۔

جناب گل حمید خان روکڑی۔ جناب والا! وزیر مال صاحب کہہ رہے ہیں کہ لاہور پنجاب کا حصہ ہے یا تو یہ کہہ دیں کہ میانوالی پنجاب کا حصہ نہیں ہے۔ یا یہ کہہ دیں کہ لاہور ہی پنجاب ہے اور پھر ہم جو ممبر صاحبان پنجاب کے باقی حصوں سے یہاں آئے ہیں تو ہم باہر چلے جاتے ہیں یہاں صرف لاہور والے بیٹھے رہیں۔

وزیر مال۔ جناب والا! شائد میرے معزز بھائی نے میرے جواب پر غور نہیں کیا میں نے ان سے گزارش کی ہے کہ لاہور بھی پنجاب کا حصہ ہے جیسے کہ آپ کے دوسرے علاقے ہیں اور وہ بھی پنجاب کے حصے ہیں، ہم انشاءاللہ ان پر بھی غور کریں گے۔

جناب سپیکر۔ جی شاہ صاحب ضمنی سوال۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا! میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ آخر کون سے ایسے عوامل تھے کہ ملتان سے صرف طاہر محمود ولد حاجی محمد بوٹا، محمد بوٹا صاحب ہمارے ایم پی اے تھے، صرف انہیں کا بیٹا قواعد نرم ہونے کی وجہ سے نائب تحصیلدار ہوا ہے اور باقی جو دوسرے ضلعوں سے ہیں جیسا کہ میرے بھائی گل حمید صاحب نے کہا ہے کہ لاہور پر زیادہ توجہ دی گئی ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ آخر اس کی کیا وجوہات ہیں کہ باقی ضلعوں کو نظر انداز کیا گیا ہے اور ملتان سے صرف ایک نائب تحصیلدار لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب ضمنی سوال کیا ہوا۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ آخر وجہ کیا ہے کہ ملتان سے صرف ایک ایم پی اے کا بیٹا نائب تحصیلدار لیا گیا ہے، کیا باقی لوگ پڑھے لکھے نہیں تھے؟

جناب سپیکر۔ جی جناب ریونیو منسٹر۔

وزیر مال۔ جناب والا! شاہ صاحب بڑے سینئر آدمی ہیں۔ اس آدمی نے APPLY کیا، انہوں نے ELIGIBLE سمجھا اور وہ نامزد ہو گیا۔ اب آپ APPLY کریں۔ ہم انشاء اللہ غور کریں گے اور آپ کا بھی امیدوار بھرتی کر دیں گے۔

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی ضمنی سوال اور اس کے بعد رانا پھول محمد ضمنی سوال۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں یہ نہیں کہوں گا کہ قیوم اعوان کا بیٹا یہاں کیوں لگایا۔ مجھے پتہ ہے کہ وزیر کا بیٹا ہی لگنا تھا اور کس کا بیٹا نہیں لگنا تھا یہ مجھے پتہ ہے۔ لیکن بہر حال جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ یہ پنجاب کی جو حکومت ہے اور ہمارے پنجاب کے جو وزراء ہیں یا ہمارے پنجاب کے جو وزیر اعلیٰ ہیں وہ اس بات پر بڑا شور بلند کرتے ہیں کہ ہم اس بات پر یعنی قابلیت کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں اور ہمارا جو بھی کام ہو رہا ہے وہ ہم قابلیت کی بنیاد پر کر رہے ہیں۔

جناب والا انہوں نے اب ۵۶ تقرریاں کی ہیں اور ۵۶ میں سے ۵۲ کو قواعد و ضوابط نرم کر دیا گیا، اب باقی چار بچے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر صاحب اس کارکردگی سے مطمئن ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جائز اور منصفانہ کام ہو رہا ہے۔؟

جناب سپیکر۔ جی وزیر مال۔

وزیر مال۔ جناب والا! راہی صاحب نے جو فرمایا ان کو یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ جب وہ آئین کی بات کرتے ہیں، جب قانون کی بات کرتے ہیں اور جب قواعد کی بات کرتے ہیں تو پھر یہ بھی آئین قانون اور قواعد کی بات ہے، جن قواعد میں ان کو اختیار ہے ان قواعد کے تحت کیا گیا ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے--------

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا آپ انہیں بتا دیں کہ کیا میرے سوال کا جواب آ گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ میں نے جب دوسرے ضمنی سوال کے لئے دعوت دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوال کا جواب آ گیا ہے اور میں آپ کو یہ عرض کرتا ہوں کہ سوال کے جواب پر جھگڑا نہیں کیا کرتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ کے سوال کا جواب ایسے ہی ہے جو میں نے دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ نائب تحصیلداروں کی آسامیاں صوبائی سطح کی نہیں ہوتیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر ایک ڈویژن کی مخصوص نشستیں ہوتی ہیں اور جتنی خالی نشستیں ہوتی ہیں اتنی ہی بھرتی کی جاتی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

وزیر مال۔ جناب والا تقرری تو لامحالہ ڈویژن کی سطح کی بات ہے۔ ڈویژن کی سطح کی بات ڈویژن کی سطح پر ہی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر۔ خان صاحب آپ چیئر کو مخاطب کریں۔

وزیر مال۔ جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ڈویژن کی سطح کی بات ہے یہ ڈویژن کی سطح پر ہی حل کی جاتی ہے۔ جو بھرتی ہوئے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں وہ اسی ڈویژن کے آدمی ہیں جن کو بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس پر میں صرف دو سوال ENTERTAIN کروں گا۔ ایک جناب انصاری صاحب کا ہے اور ایک شاہ صاحب کا ہے۔

ملک محمد وزیر اعوان۔ جناب والا جیسا کہ فہرست میں موجود لاہور کی نائب تحصیلداروں کی آسامیاں وزیر اعلیٰ صاحب نے زیادہ پر کی ہیں۔ جب وہ پنجاب کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو پنجاب کے حقوق کی بات کرنا صرف لاہور ہی مطلب ہے یا ان کا حلقہ ہی پنجاب ہے۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

مملک محمد وزیر اعوان۔ جناب والا میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو کیا اس کا مطلب صرف لاہور کے حقوق کی بات ہے۔ یا صرف ان کے حلقہ کی بات ہے جیسا کہ نائب تحصیلداروں کی بھرتی کے حکم سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے؟

جناب سپیکر۔ رانا پھول محمد خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملک صاحب آپ ہی بتائیے کہ وہ اس سوال کا کیا جواب دیں گے؟

ملک محمد وزیر اعوان۔ یہ تو جناب والا وزیر موصوف ہی بتا سکتے ہیں۔ میں تو یہ بات کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو پنجاب کے حقوق کے علمبردار بنتے ہیں جب کچھ دینے کا وقت آتا ہے تو وہ صرف اور صرف لاہور اور خصوصاً اپنے حلقے کو لیتے ہیں۔ کیا یہی پنجاب کے حقوق ہیں؟

جناب سپیکر۔ جناب شاہ صاحب ضمنی سوال۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب سپیکر! اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت پنجاب میں ہے انتخابات کے دنوں میں انہوں نے اسلام کا بہت نعرہ لگایا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھتا ہوں کہ نائب تحصیلداروں کی بھرتی کے وقت کیا تقویٰ کو بھی پیش نظر رکھا گیا یا نہیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ۔ جناب سپیکر! پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے وزیر اعلیٰ نے اتنے نالائق تحصیلدار کیوں بھرتی کئے کیونکہ اگر وہ لائق ہوتے تو رولز میں نرمی نہ برتی جاتی۔

وزیر مال۔ جناب سپیکر انہوں نے بڑی بات کی ہے۔ میں اس کا جواب صرف اس سے دیتا ہوں کہ اگر وفاقی حکومت پندرہ CUSTOM INSPECTORS میں سے جو خود براہ راست انہوں نے بھرتی کئے ہیں وہ دس سندھ سے بھرتی کئے ہیں تو وزیر اعلیٰ بھی لاہور سے بھرتی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آرڈر۔ آرڈر۔ راہی صاحب تشریف رکھیئے۔

منڈی بہاؤالدین کو ضلع بنانے کی تجویز

*۱۰۷۔ چودھری منور حسین تارڑ۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عوام کی طرف سے عرصہ دراز سے منڈی بہاوالدین کو ضلع بنانے کا مطالبہ چلا آرہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل گجرات نے ۸۶۔ ۱۹۸۵ء میں بھی ایک قرارداد منظور کی تھی کہ منڈی بہاوالدین کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مطالبہ پر حکومت نے بھی غور شروع کر رکھا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل پھالیہ اور منڈی بہاوالدین کا رقبہ اور آبادی کئی اضلاع سے زیادہ ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کے مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے منڈی بہاوالدین کو ضلع کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے (ریکارڈ کے مطابق ضلع کونسل گجرات نے سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء کے دوران منڈی بہاوالدین کو ضلع بنانے کی کوئی قرارداد منظور نہیں کی۔)

(ج) یہ درست نہیں ہے منڈی بہاوالدین کو ضلع بنانے کی کوئی تجویز اس وقت حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

(د) جزوی طور پر درست ہے (تحصیل پھالیہ / منڈی بہاوالدین سب ڈویژن کا مالیہ کئی اضلاع سے زیادہ ہے مگر رقبہ صرف لاہور ضلع سے زیادہ ہے رقبہ کے لحاظ سے بہت سی تحصیلیں تحصیل پھالیہ سے بڑی ہیں۔)

(ہ) جزہائے بالا کا جواب جزوی طور پر اثبات میں ہے مگر منڈی بہاوالدین کو ضلع کا درجہ دینے کی کوئی تجویز اس وقت حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

چودھری منور حسین تارڑ۔ جناب والا جزو (ب) کا جو انہوں نے جواب دیا ہے " یہ درست نہیں ہے کہ ریکارڈ کے مطابق ضلع کونسل گجرات نے کوئی قرارداد منظور نہیں کی" میری یہ گزارش ہے کہ تین، چار قراردادیں وہاں سے منظور ہو کر یہاں پہنچ چکی ہیں۔ اس کا انہوں نے جواب درست نہیں دیا۔

جناب سپیکر۔ آپ کے پاس اس کے ثبوت کے طور پر کوئی دستاویز موجود ہے ؟

چودھری منور حسین تارڑ۔ ابھی تو میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے میں وہ لے آؤں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا یہ ضلع کونسل کے ممبر ہیں۔ وزیر بلدیات بھی یہاں بیٹھے ہیں جو اس کونسل کے چیئرمین ہیں۔ ان کی موجودگی میں یہ قرارداد پیش ہوئی ہے۔ اس پر تو استحقاق کی تحریک آئے گی۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ ان کو بتائیے کہ آپ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔
چودھری منور حسین تارڑ۔ تین چار قراردادیں منظور ہو کر یہاں لاہور پہنچ چکی ہیں۔
جناب سپیکر۔ تارڑ صاحب، آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس سوال کا جواب درست نہیں ہے۔ تو جواب درست نہ آنے کی صورت میں آپ قواعد کے مطابق اس معاملے میں AGITATE کر سکتے ہیں۔ آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟
سید ناظم حسین شاہ۔ نکتہ استحقاق جناب۔ جناب والا، وزیر موصوف ایوان میں صحیح جواب نہ دیں تو ہر ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اسی طریقے سے منور حسین تارڑ صاحب کا بھی یہ استحقاق کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے AGITATE نہیں کیا۔ مگر آپ سمجھتے ہیں کہ جب جواب صحیح نہ ہو تو اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ میں نکتہ استحقاق پیش کر رہا ہوں، یہ جو انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے، اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔
وزیر مال۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ شاہ صاحب نے یہ کہہ کر کہ غلط جواب دیا ہے، ایوان کا استحقاق پامال کیا ہے۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ اس پر رولنگ دیں۔ انہوں نے جو سوال کیا ہے، وہ یہ ہے: کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل گجرات نے ۸۶-۱۹۸۵ء میں بھی ایک قرارداد منظور کی تھی کہ منڈی بہاوالدین کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ میں نے جواب دیا ہے وہ ۸۶-۱۹۸۵ء کے بارے میں ہے کہ اس میں ان کی کوئی قرارداد نہیں۔ اور شاہ صاحب نے جو کہا ہے، اس پر بھی آپ غور کریں کہ انہوں نے بغیر ثبوت کے یہ کہا۔۔۔۔۔
جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب، تشریف رکھیں۔
چودھری منور حسین تارڑ۔ ۸۶-۱۹۸۵ء میں بھی قرارداد منظور ہوئی ہے۔۔۔۔۔
جناب سپیکر۔ تارڑ صاحب، اس پر شاہ صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اور اس پر میری طرف سے رولنگ دینے سے پہلے جناب وزیر مال نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔ اس ضمن میں ایک بات تو یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جس وقت تک ایک پوائنٹ آف آرڈر

DISPOSE OF نہ ہو، اس وقت تک دوسرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونا چاہیے۔ جہاں تک شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے، میں شاہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ ذرا اس کو دہرا دیں۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر، میں دوبارہ عرض کر رہا ہوں۔ شاید میری بات وزیر موصوف کی طبع نازک پہ بہت گراں گزری ہے۔ میں نے گزارش کی ہے کہ جب بھی کوئی سوال پوچھا جائے تو اس ایوان میں اس کا صحیح جواب آنا چاہیے۔ تو اسی ایوان میں آپ کے سامنے منور حسین تارڑ صاحب نے اٹھ کر کہا ہے کہ ان کے سوال کا جواب صحیح نہیں ہے اور ایک قرارداد منظور ہو چکی ہے۔ بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ انہیں وقت دیا جائے تو وہ ثبوت فراہم کر دیں گے۔ اس پر میں نے کہا ہے کہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جب بھی کوئی غلط جواب آئے تو وہ ایک ممبر کا نہیں، پورے ایوان کے استحقاق کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس لیے میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ یہ مسئلہ مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے اور اس کی چھان پھٹک کی جائے۔

جناب سپیکر۔ میرے خیال کے مطابق یہ پوائنٹ آف آرڈر VALID نہیں ہے۔ اس کا ایک طریقہ کار ہے اور میں شاہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ ازراہ کرم اس کو دیکھیں۔ وہ یہ ہے کہ اگر کوئی بھی وزیر سوالات کے صحیح جوابات نہ دیں تو اس کے متعلق بہت رولنگز ہیں اور اس پر واضح قواعد ہیں کہ آپ اس کو ایوان میں تحریک استحقاق کے طور پر AGITATE کر سکتے ہیں اور وہ تحریک استحقاق آپ کی اس شکل میں بنے گی کہ وزیر متعلقہ نے وہ جواب غلط دیا ہو، ارادتاً غلط دیا ہو، جان بوجھ کر غلط دیا ہو، تو پھر آپ کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ اس کو کون DETERMINE کرے گا کہ جواب جان بوجھ کر غلط دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ اس کو سپیکر نے DETERMINE کرنا ہے کہ جواب جان بوجھ کر غلط دیا گیا ہے یا یونہی اتفاق سے غلط آ گیا ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: POINT OF ORDER. WHETHER THE MINISTER FOR REVENUE HAS GIVEN THE ANSWER IN IGNORANCE.

جناب سپیکر۔ یہ بات ابھی نہیں آئی کہ IGNORANCE میں جواب دیا گیا ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آپ نے کہا ہے کہ DELIBERATELY۔ اس کا مطلب ہے کہ IGNORANCE میں دے دیا، وہ ٹھیک ہے۔ IGNORANCE OF LAW IS NO EXCUSE
جناب سپیکر۔ IGNORANCE میں جو جواب دیا جائے، وہ اگر غلط بھی ہو تو اس سے تحریک استحقاق نہیں بنتی، اس پر رولنگز بھی موجود ہیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ اس پہ INSANITY لاگو ہوتی ہے!
جناب سپیکر۔ اس پر رولنگز موجود ہیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ اگر INNOCENCE میں دیا جائے تو پھر؟
جناب سپیکر۔ میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ وقفہ سوالات میں، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں ENTERTAIN نہیں کروں گا۔ یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اس لیے کہ وقفہ سوالات معزز اراکین کے سوالات کے جواب دینے کے لیے ہے، آپ کے پوائنٹ آف آرڈرز ENTERTAIN کرنے کے لیے نہیں ہے۔ اور یہ ایوان کا وقت ضائع ہونے کے مترادف ہے، سوالات رہ جائیں گے، ممبر صاحبان یہ کہیں گے کہ سپیکر صاحب نے یہ کیا کیا ہے کہ ہمارے سوالات کے جوابات نہیں دینے دیے۔ اس لیے میں وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈرز کو ENTERTAIN نہیں کروں گا اور یہ میری رولنگ ہے۔ جناب منور حسین تارڑ صاحب، آپ کا ضمنی سوال ہے؟ (مداخلت) خواجہ صاحب، تشریف رکھیے۔
جناب محمد یوسف خواجہ۔ جناب والا، میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔
جناب سپیکر۔ میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ENTERTAIN نہیں کرتا۔ مہربانی سے تشریف رکھیے۔
چودھری منور حسین تارڑ۔ جناب والا میری گزارش ہے کہ دو تین قراردادیں ہوئی ہیں۔ دو تین دن کے بعد میں ان کی نقل لے آوں تو پھر وزیر صاحب مستعفی ہو جائیں گے؟
جناب سپیکر۔ آپ اس مسئلے کو ضابطے کے مطابق اسمبلی میں پیش کر سکتے ہیں۔ ضمنی سوال،

نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، (الف) جز میں فرمایا گیا ہے کہ عرصہ دراز سے منڈی کو ضلع بنانے کا مطالبہ چلا آ رہا ہے اور اس پر غور بھی ہو رہا ہے۔ تو یہ فرمائیں گے کہ منڈی کو ضلع کیوں نہیں بنایا جا رہا؟

جناب سپیکر۔ جی، جناب وزیر مال اور یہ آخری سوال ہے۔

وزیر مال۔ جناب والا، اس پر تو جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ زیر غور نہیں ہے۔ لیکن ضلعے بھی بنتے رہتے ہیں، سب ڈویژنیں بھی بنتی ہیں۔ لیکن اس میں دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اس میں عوام کے کیا مطالبات ہیں، عوام کی کیا مشکلات ہیں اور اس کے بعد مالی وسائل دیکھنے ہوتے ہیں۔ کبھی عوام یا انتظامیہ کی طرف سے کوئی تجویز ایسی آئی تو ہم غور بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن فی الحال اس پر غور نہیں ہو رہا، کیونکہ منڈی بہاوالدین میں سب ڈویژن ہیڈ کوارٹر ہے، اور پھالیہ میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اور سڑک کے ذریعے LINKED ہے اور پچیس کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور میری اطلاع کے مطابق ابھی لوگ اس نظام سے مطمئن ہیں، ان کی طرف سے کوئی مطالبہ نہیں۔ اگر ہوا تو ہم انشاء اللہ اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر۔ آخری ضمنی سوال۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، ایک تو انہوں نے یہ ٹھیک نہیں فرمایا کہ عوام کا مطالبہ نہیں اکثریتی عوام کا مطالبہ ہے۔ ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کو ضلع بنانے پر کب تک غور کیا جائے گا اور کیا اس کو ضلع نہ بنانے کے کوئی سیاسی محرکات ہیں؟

جناب سپیکر۔ آپ کے سوال کا جواب آ چکا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر۔ صرف "سیاسی محرکات" نیا سوال ہے۔ اس پر وزیر مال کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر مال۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ سیاسی محرکات کوئی نہیں ہیں۔ نوابزادہ صاحب ہمارے عزیز ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مطالبہ تو کریں۔ ہمیں بلائیں، ہم وہاں کوئی جلسہ کریں اور ہم پوچھیں کہ آپ کو چاہیے یا نہیں۔ فی الحال اس کا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلا سوال پیش کیا جائے۔ جناب چودھری محمد بشیر صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا یہ اس میں اردو کی غلطی ہے۔ جز کی جمع اجزا ہے یہاں پر جزہائے لکھا ہوا ہے۔ یہ جناب والا اردو کی توہین ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ مسئلہ زبان دانی کا آ گیا ہے۔ اس کو ہمیں بشریٰ رحمان صاحبہ سے پوچھنا پڑیگا۔ کہ اس میں کونسا درست ہے۔

بیگم بشریٰ رحمان۔ جناب والا یہ درست ہے کہ جز کی جمع اجزا بھی ہوتا ہے۔ لیکن جز کی جمع جزہائے بھی ہوتا ہے۔ یہ فارسی اور عربی کی تراکیب ہیں۔ لیکن جناب والا اگر سوال پیپلز پارٹی کی طرف سے آئیگا تو اس کے ساتھ ہائے ہائے ضرور آئیگا۔ (تالیاں)

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر! اگر یہ لفظ وزیر کے منہ سے ہائے نکلے تو اس کے اور معنی ہیں اور اگر بیگم بشریٰ رحمان منہ سے ہائے کریں تو اس کے اور معنی ہیں۔

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال۔ جناب سپیکر میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ٹاؤن کمیٹی فورٹ عباس کو سرکاری رقبہ کی منتقلی

۱۳۲۰۔ چودھری محمد بشیر۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نواب آف بہاولپور نے بروئے فرمان گزٹ مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ء اندرون حدود کمیٹی بقایا سرکار رقبہ کمیٹیوں کو دے دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فرمان اعلیٰ کی قانونی حیثیت قائم اور اب بھی ناقابل منسوخی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فرمان اعلیٰ کے تحت جناب کمشنر بہاولپور نے بروئے چھٹی نمبر ایل جی اے۔ ۱ - ۶۰ - ۱۱۲۴۰ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۷۵ء بقایا سرکار رقبہ کی منتقلی کے احکامات جاری کئے تھے۔ اور جس کی رو سے ٹاؤن کمیٹی فورٹ عباس کو تاحال جزوی رقبہ

منتقل ہوا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہو تو باقی ماندہ رقبہ بحق ٹاؤن کمیٹی فورٹ عباس کو منتقل نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) جی ہاں۔ البتہ متعلقہ گزٹ کی تاریخ ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ فرمان قانونی حیثیت رکھتا ہے۔ اسے مجاز قانون ساز ادارہ منسوخ کر سکتا ہے۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جو رقبہ ٹاؤن کمیٹی فورٹ عباس کو منتقل ہو چکا ہے وہ اس کی ضروریات کے لیے کافی ہے۔

تحصیل میانوالی کے اندر ایک نئی تحصیل بنانے کی تجویز

*۱۷۸۔ ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ضلع میانوالی کی آبادی سات لاکھ نو ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ جس میں تحصیل عیسیٰ خیل کی آبادی تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار اور تحصیل میانوالی کی آبادی پانچ لاکھ اسی ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل عیسیٰ خیل میں تھانوں کی تعداد چار ہے اور میانوالی تحصیل میں تھانوں کی تعداد دس ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ پپلاں تھانہ واں بھچراں اور تھانہ کندیاں کی آبادی دو لاکھ ترتالیس ہزار ایک سو افراد پر مشتمل ہے اور چار لاکھ چوتیس ہزار آٹھ سو ترتالیس ایکڑ رینویو رقبہ ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تھانہ پپلاں، تھانہ واں بھچراں اور تھانہ کندیاں کو تحصیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) بمطابق مردم شماری ۱۹۸۱ء ضلع میانوالی کی آبادی سات لاکھ گیارہ ہزار پانچ سو چھیانوے افراد پر مشتمل ہے جس میں تحصیل عیسیٰ خیل کی آبادی ایک لاکھ انسٹھ ہزار چار سو چوالیس افراد پر مشتمل ہے۔ تحصیل میانوالی کی آبادی پانچ لاکھ باون ہزار ایک سو باون ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ تحصیل عیسیٰ خیل میں تھانہ جات کی تعداد چار ہے البتہ تحصیل میانوالی کے تھانہ جات کی تعداد دس نہیں ہے بلکہ ۹ ہے۔

(ج) تھانہ ہائے کندیاں، پپلاں اور واں بھچراں کی آبادی دو لاکھ اکتیس ہزار تین سو چھہتر افراد پر مشتمل ہے جبکہ چار لاکھ انتیس ہزار نو سو بتیس ایکڑ رقبہ ہے۔

(د) میانوالی سب ڈویژن میں سے تھانہ کندیاں، تھانہ پپلاں اور تھانہ واں بھچراں کے علاقہ پر مشتمل ایک نیا سب ڈویژن بمقام ہر نولی موڑ کو بنانے کی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

موضع پپلاں میں سات مرلہ سکیم کے تحت رہائشی پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*۱۱۶۰۔ ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سات مرلہ سکیم کے تحت موضع پپلاں و چک نمبر ۸/ایم رتیلے ایل کے بے گھر لوگوں کو گورنمنٹ پنجاب کے ناکارہ اور بنجر رقبہ میں ۱۳۰۰ پلاٹ دیئے گئے جسکی سند اور موقع پر نشاندہی کروادی گئی۔ لیکن محکمہ زراعت کے آفیسروں نے آج تک بے گھر لوگوں کو قبضہ نہیں کرنے دیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا بے گھر لوگوں کو سات مرلہ پلاٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی کے چک نمبر ۸۔ ایم ایل ۱۰۳۔ اور موضع پپلاں بکنہ کے ۱۲۲۶۔ مستحقین کو جناح آبادی سکیم ۷ مرلہ پلاٹ الاٹ کرنے کے لئے رقبہ تعدادی ۸۰۰ کنال ملکیتی صوبائی حکومت زیر قبضہ محکمہ زراعت تجویز کیا گیا تھا لیکن بعد میں محکمہ

زراعت نے وزیراعلیٰ صاحب پنجاب سے رقبہ بدستور اپنے پاس رکھنے کا عبوری حکم حاصل کر لیا ہے۔

اس ضمن میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب کو منسوخی حکم امتناعی حاصل کردہ محکمہ زراعت کی استدعا کر دی گئی ہے جس پر احکام کا انتظار ہے۔

(ب) حکومت مذکورہ بالا بے گھر لوگوں کو ساتھ مرلہ پلاٹ دینے کا مصمم ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع خانیوال اور ساہیوال میں گھوڑمی پال سکیم کے تحت الاٹیوں کو حقوق ملکیت دینے کے لئے اقدامات

*۱۹۲- حاجی عرفان احمد خان ڈاھا: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے ضلع خانیوال اور ساہیوال میں گھوڑمی پال سکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجاب کے دوسرے علاقوں میں اس سکیم کے تحت الاٹیوں کو حقوق ملکیت دے دیئے گئے ہیں جیسا کہ سرگودھا ضلع میں حقوق ملکیت مل چکے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ خانیوال اور ساہیوال کے الاٹیوں کو ابھی تک حقوق ملکیت نہیں دیئے گئے۔

اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان الاٹیوں کو حقوق ملکیت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ ضلع سرگودھا، فیصل آباد اور شیخوپورہ میں حقوق ملکیت دیئے جا چکے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے۔

اس وقت جو اراضیات گھوڑمی پال سکیم کے تحت ہیں۔ ان کا طویل المعیاد پٹہ محکمہ دفاع حکومت پاکستان کے پاس ہے۔ اس مسئلہ پر پہلے بھی ان کو درخواست کی گئی تھی لیکن

حکومت پاکستان فی الحال ایسے پٹہ داران کو حقوق ملکیت دیئے جانے پر رضامند نہیں۔

تحصیل بورے والا میں سات مرلہ سکیم کے تحت الاٹمنٹ

*۲۱۳۔ چودھری قربان علی چوہان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ:

(الف) تحصیل بورے والا میں کل کتنے سات مرلہ پلاٹ الاٹ کئے گئے۔

(ب) سات مرلہ پلاٹوں کی تقسیم کے لئے شرائط کیا تھیں۔

(ج) غلط الاٹمنٹ ہونے پر کیا کارروائی تجویز ہوئی۔ اسکی مکمل تفاصیل کیا ہیں۔

(د) چک نمبر ۲۶۵/ای جی تحصیل بورے والا ضلع وہاڑی کے مستحق افراد کی فہرست کیا ہے؟

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) تحصیل بورے والا میں اب تک کل بارہ ہزار آٹھ سو پینتالیس (۱۲۸۴۵) پلاٹ سات مرلہ سکیم کے تحت الاٹ کئے جا چکے ہیں۔

(ب) جناح آبادی ایکٹ ۱۹۸۶ء اور اس کے تحت مرتب کردہ قوانین کے مطابق سات مرلہ پلاٹوں کی تقسیم کے لئے مندرجہ ذیل شرائط تھیں۔

۱۔ درخواست دہندہ غیر مالک اراضی ہو۔

۲۔ درخواست دہندہ کسی رہائشی پلاٹ یا مکان کا مالک نہ ہو۔

۳۔ ایک خاندان کا ایک بالغ فرد یا سربراہ ہی الاٹمنٹ کا مستحق ہوگا لیکن اس خاندان میں کوئی شادی شدہ لڑکا ہے تو وہ بھی الاٹمنٹ کا مستحق ہوگا۔

۴۔ درخواست دہندہ کا اس گاؤں میں رہائش پذیر ہونا ضروری ہے۔ جس میں الاٹمنٹ کی درخواست دے رہا ہے لیکن اس شرائط میں نرمی برتی جا سکتی ہے۔

(ج) سوال کا یہ جز غیر واضح ہے فاضل ممبر جس گاؤں کی سات مرلہ کی الاٹمنٹوں کی منسوخی کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام بتا دیں تاکہ تفصیلات مہیا کی جا سکیں۔

(د) چک نمبر ۲۶۵/ای بی تحصیل بورے والا کے مستحق افراد کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی جس کے مطابق (۳۸۵) افراد مستحق قرار پائے ہیں۔

جلالپور پیروالا میں سات مرلہ سکیم کے تحت الاٹ شدہ پلاٹوں کا قبضہ

*۳۱۸- دیوان عاشق حسین بخاری- کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ جلالپور پیروالا (تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان) کے بے گھر عوام کے لئے سات مرلہ سکیم کے تحت کئی سال پہلے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا کام شروع ہوا تھا-

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس علاقہ (پرانا پی پی ۱۷۵ اور نیا پی پی ۱۶۹) کے تقریباً آٹھ ہزار بے گھر افراد کو سات مرلہ پلاٹ باقاعدہ نقشہ بندی کے تحت الاٹ کرنے کا کام مکمل ہو چکا ہے-

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بے گھر افراد کو حقوق ملکیت کی اسناد کافی عرصہ پہلے ہی دی جا چکی ہیں-

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس علاقہ میں کافی سرکاری زمین موجود ہے جس سے الاٹمنٹ کے لئے دوسرے انتظام کی ضرورت یا مزید سرمایہ کاری کی ضرورت نہ ہے-

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مطلوبہ زمین موجود ہونے، اسناد تقسیم کر دینے کے باوجود آج تک ایک فرد کو بھی موقع پر پلاٹ کا باقاعدہ قبضہ نہیں دیا گیا-

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا بے گھر افراد کو باقاعدہ قبضہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال- (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) درست ہے-

(ب) درست ہے-

(ج) درست ہے-

(د) جواب بر شق (ھا) ملاحظہ ہو-

(ھا) اصل حقائق کے مطابق اس حلقہ میں الاٹ پلاٹ ہائے اور تقسیم اسناد کا کام فاضل ممبر

(جو چیئرمین الاٹمنٹ کمیٹی بھی ہیں) کی سفارشات کی روشنی میں مکمل ہوا۔ حلقہ کے بیشتر دیہات میں سرکاری ملکیتی رقبہ موجود نہ تھا جبکہ جلالپور شہر کے نواحی مواضعات چک نمبر ۸۳/ایم اور چک نمبر ۸۴/ایم میں جہاں کافی رقبہ سرکار موجود تھا فاضل ممبر کی تائید سے ان دونوں چکوک میں بالترتیب ۵۴۳ پلاٹ اور ۲۳۰ پلاٹ تیار کر کے الاٹ کئے گئے۔ موقع پر ان پلاٹوں کی نشاندہی کے بعد مستحقین کو قبضہ دیا گیا۔ ان دو مواضعات میں جناح آبادیوں کا افتتاح بھی فاضل ممبر صاحب نے کیا۔ اسی طرح موضع شجاعت پور میں ۲۵۶ پلاٹوں کی اسناد ملکیتی تقسیم ہوئیں۔ اور نشاندہی کرا کے الاٹیوں کو قبضہ دیا گیا۔ یہ سارا کام جون ۱۹۸۸ء تک مکمل کیا جا چکا تھا۔ جولائی ۱۹۸۸ء میں دریائے چناب میں سیلاب اور ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۸ء میں دوبارہ سیلاب کی وجہ مختص شدہ پلاٹ زیر آب آ گئے جس کی وجہ سے نشان منہدم ہو گئے۔ اب فوری طور پر دوبارہ نشاندہی کرا کے الاٹیوں کو موقع پر دوبارہ قبضہ دیا جائیگا۔

(و) جزو (ھا) کے تفصیلی جواب کے پیش نظر اس جز کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

مویشی پال سکیم کے تحت الاٹیوں کو حقوق ملکیت دینا

۳۴۷۰- حاجی عرفان احمد خان ڈاھا: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ۱۹۶۰ء میں بنجر زمین مویشی پال سکیم کے تحت بیس سال کے (LEASE) پر الاٹ کی تھی۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ پٹہ داروں نے ان بنجر زمینوں کو بہت زیادہ رقم لگا کر اور سخت محنت کر کے آباد کیا اور مویشیوں کی افزائش کے لئے شیڈ بنائے۔ ٹیوب ویل لگائے، بجلی کی تنصیب کے لئے مکمل خرچ برداشت کیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم میں یہ معاہدہ طے پایا کہ اگر پٹہ دار تمام شرائط پوری کرنے کے بعد اگر تجدید کے لئے APPLY کرے تو پٹہ میں مزید دس سال کی تجدید کر دی جائے گی۔ یہ تمام شرائط آفیشل گزٹ میں چھاپ دی گئی تھیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیس سال ختم ہونے کے بعد مستحق پٹہ داروں نے تجدید کی

درخواست دی لیکن حکومت نے تجدید کی بجائے زمین کو مزید دیگر سکیموں کے لئے شیڈول میں دے دیا اور اس وجہ سے اس کے صحیح مستحقین کو اس سے محروم کر دیا۔

(د) آیا یہ امر واقع ہے کہ ۱۹۵۲ء میں ٹیوب ویل سکیم پر دی گئی تمام زمینوں کے مالکان کو حقوق ملکیت دے دیئے گئے ہیں اور دیگر سکیموں والی زمینوں کو بھی مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں۔

(ذ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکیم کے پٹہ داروں کو اس کے پٹہ کی مزید تجدید کر کے ان کو حقوق ملکیت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) جی ہاں

(ب) شرائط پٹہ کے مطابق ہر پٹہ دار زمین کو آباد کرنے، مویشیوں کی افزائش کے لئے شیڈ تعمیر کرنے اور ٹیوب ویل لگانے کا پابند تھا ورنہ اس کا پٹہ منسوخ ہو جاتا۔

(ج) زیر دفعہ نمبر ۸ مذکورہ سکیم تجدید پٹہ کا کلی اختیار حکومت کو حاصل ہے اور یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ تجدید پٹہ کرے یا نہ کرے۔

(د) تجدید پٹہ نہیں کی گئی لیکن بعد اختتام پٹہ ۲۰ سال اکثر الاٹیان کے پاس ان کا رقبہ بطور، سپرددار، زیر قبضہ ہے اور وہ مفاد اٹھا رہے ہیں۔ چند پٹہ داروں نے ہائی کورٹ میں مقدمات بھی دائر کر رکھے ہیں اس لئے معاملہ زیر فیصلہ عدالت عالیہ ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ ۱۹۵۲ء والی ٹیوب ویل سکیم پر دی گئی زمینوں کے مالکان کو بذریعہ چٹھی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۶۰ء کو دیگر شرائط کے ہمراہ حقوق ملکیت دیئے گئے ہیں۔ ہر سکیم کی شرائط اور حقوق علیحدہ ہوتے ہیں اور ان کا اطلاق دوسری سکیم پر نہیں ہوتا۔

(و) زیر بحث سکیم کے چند الاٹیان کی درخواست ہائے برائے تجدید پٹہ و مالکانہ حقوق خارج ہو چکی ہے اور چند سابق پٹہ داران نے عدالت عالیہ پنجاب میں مقدمات دائر کر دیئے ہیں۔ اس لئے فی الحال اس امر کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

موضع غفور واہ ساہو ضلع وہاڑی میں اشتمال اراضی

*۲۲۲- چودھری قربان علی چوہان: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ:

(الف) موضع غفور واہ ساہو کا ضلع وہاڑی کا اشتمال اراضی کب شروع ہوا۔

(ب) تاریخ اختتام اشتمال کیا تھی کتنا کام مکمل ہوا ہے اور موضع ہذا کی محکمہ مال کو واپسی کب ہوئی۔

(ج) اگر جواب نفی میں ہے تو وجوہات تاخیر بیان کی جائے؟

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) پٹواری اشتمال نے موضع مذکور کا چارج مورخہ ۱۹/۳/۷۷ کو حاصل کیا۔

(ب) بموجب ٹائم شیڈول تاریخ اختتام مورخہ ۲۶/۱/۸۳ تک تھی۔ موضع مذکور کی کنفرمیشن سکیم مورخہ ۲۵/۶/۸۱ کو افسر اشتمال نے کی تاحال موضع مذکور واپس محال نہ ہوا ہے۔ سکیم میں زیادہ غلطیوں کی وجہ سے زیر دفعہ (۴)۱۳ اشتمال آرڈیننس ۱۹۶۰ء کے تحت کارروائی ہوئی۔ دوبارہ تسمہ سکیم تیار ہوئی جس کی کنفرمیشن سکیم C-C-D-A۔ صاحب نے مورخہ ۶/۳/۸۴ کو کی۔ اب تک ریکارڈ جدید تو مکمل ہو چکا ہے۔ البتہ اس کی آخیر تصدیق باقی ہے۔ جس کے بعد مثل حقیقت تیار کی جائے گی اور رفتار کام کے پیش نظر موضع کا چارج ستمبر ۱۹۸۹ء تک واپس محکمہ مال کیا جانا متوقع ہے۔

(ج) وجوہات مندرجہ بالا ب (۲) میں بیان کی جا چکی ہیں۔

سیلاب سے متاثرین کی امداد

*۱۵۴- صاحبزادہ ممتاز احمد۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ۱۹۸۸ء میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد جو سیلاب فنڈ قائم کیا گیا اس کی کل کتنی رقم صوبہ کے لئے رکھی گئی۔

(ب) ضلع بہاولنگر میں سیلاب سے کتنا رقبہ متاثر ہوا اور نقصان کا تخمینہ کتنا لگایا گیا۔ کتنے گاؤں اور دیہات متاثر ہوئے اور جانی نقصان کتنا ہوا۔

(ج) سیلاب سے متاثرہ کتنے لوگوں کو ضلع بہاولنگر میں امداد بہم پہنچائی گئی نقدی چیک کی صورت میں یا دیگر مدد کی تفصیل کیا ہے۔ ہر دیہات کو جو رقوم دی گئیں یا کسی دیگر صورت میں امداد دی گئی اس کی تفصیل کیا ہے۔

(د) بہاولنگر میں سیلاب سے متاثر ہونے والوں کو زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم فی کس جو رقم دی گئی۔ ان افراد کے نام بمعہ مکمل پتہ بیان کئے جائیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) سوال واضح نہیں۔ تاہم اس ضمن میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ صوبہ پنجاب میں مبلغ ۳-۳۲-۰۰-۰۰۰ روپیہ (تین کروڑ بتیس لاکھ روپیہ صرف) سیلاب سے متاثرہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو بشمول محکمہ خوراک دیئے گئے تاکہ وہ متاثرہ لوگوں کو فوری طور پر خوراک۔ چارہ ٹرانسپورٹ اور عارضی رہائش وغیرہ کی سہولتیں فراہم کریں۔ اس میں سے ضلع بہاولنگر کو ۱۸-۳۰-۰۰۰/- روپیہ کی رقم دی گئی۔ محکمہ زکواۃ کی طرف سے متاثرین کو جو امداد زکواۃ فنڈ سے دی گئی۔ اس کی تفصیل محکمہ زکواۃ براہِ راست مہیا کر سکتا ہے۔

(ب) ضروری تفصیلات مشمولہ تتمہ الف میں دی گئی ہیں۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو امداد بہم پہنچائی گئی اسکی تفصیل منکہ تتمہ (ب) میں درج ہے۔

(د) افراد کے نام و پتہ کی تفصیل مشمولہ تتمہ (ج) میں درج ہے۔

محکمہ زکواۃ کی طرف سے متاثرین کو جو امداد زکواۃ فنڈ سے دی گئی اس کی تفصیل محکمہ زکواۃ براہِ راست مہیا کر سکتا ہے۔

STATEMENT SHOWING THE INFORMATION REGARDING ASSEMBLY QUESTION NO.154 RAISED BY SAHIBZADA MUMTAZ AHMAD MPA DISTRICT BAHAWALNAGAR.

S.No.	Name of Sub Division.	Affected area in acres.	Estimate of loss.	Affected Villages.	Loss of Life.
1.	Minchinabad.	2,41,893	41,74,04,700	153	-
2.	Bahawalnagar	95,111	88,87,830	59	-
3.	Harunabad	-	-	-	-
4.	Fort Abbas	206	-	5	-
5.	Chishtian	77,000	-	56	5
	Total Bahawalnagar Dist.	4,14,210	43,42,72,530	273	5

Explanatory Note:

(i) 2,75,144 persons were affected in the recent flood and almost all of them were provided the aid in the shape of Food (Atta, Gur, Grains) clothes etc., It is further added that some of them were helped in cash also.

(ii) five persons had lost their lives due to flood, out of which the heirs of 4 deceased persons were compensated in cash i.e. Rs.20,000/- per family (i.e. Rs.80,000/- in total).

سیلاب فنڈ سے متاثرین کی امداد کی تفصیل

حوالہ برقی پیغام نمبری ایف سی/۴۱ مورخہ ۲/۲/۸۹ مورخہ عنوان بالا کے ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ بطور کوائف مطابق پروفارما بذریعہ سپیشل آدمی ارسال خدمت ہے۔

(الف) ۱۹۸۸ء میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد جو فنڈ قائم کیا گیا۔ حسین آباد کیلئے کل کتنی رقم موصول ہوئی۔ -/۴،۲۰،۰۰۰ روپے

(ب)(i)	حسین آباد میں سیلاب سے کتنا رقبہ متاثر ہوا	-/۸۹۳،۴۱،۲ ایکڑ
(ii)	تخمینہ نقصان بابت فصلات مکانات و مویشی و جائیداد وغیرہ	-/۴۱،۷۴،۰۴،۷۰۰ روپے
(iii)	کل کتنے دیہات متاثر ہوئے۔	۱۵۳
(iv)	کتنے دیہات آفت زدہ قرار دیئے گئے۔	۱۱۹
(v)	جانی نقصان	۴۱۷

(ج) سیلاب سے متاثرہ افراد کی بشکل نقدی یا دیگر صورت میں دی گئی امداد (i) اخراجات کرایہ ٹینٹ پٹرول وغیرہ ۵۰-۳۷۵۰۸

(ii) امداد بذریعہ خوراک

۲۵۰۰/- روپے فی گھرانہ ۳،۷۷،۵۰۰-۰۰

۱۵۱ گھرانہ ۴،۱۵،۰۰۸-۵۰

بقایا رقم ۴،۹۹۱-۵۰ روپے

فی گھرانہ کل ۱۵۱ گھرانہ جات کی امداد کی گئی۔

تفصیل نام کوائف لف ہے نقل رپورٹ کمشنر منچن آباد تحصیلدار لف ہے۔

(د) حسن آباد میں زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم فی کس جو امداد دی گئی ان افراد کا نام و پتہ

نوٹ:۔ امدادی رقم جو کم ہونیکی وجہ سے صرف اتنے ہی ایزاد کو دی جا سکی ہے۔

بحوالہ برقی پیغام نمبری۔ ایف سی ۴۱ مورخہ ۲/۲/۸۹ عنوان مندرجہ بالا کے ضمن میں مطلوبہ کوائف ذیل ہیں:

۱۔ منچن آباد سب ڈویشن میں سیلاب سے کتنا رقبہ متاثر ہوا۔ ۱۲،۴۱،۸۹۳ ایکڑ

۲۔ تخمینہ نقصان بابت فصلات، مکانات، مویشی، جائیداد وغیرہ ۴۱،۷۴۰۴،۷۰۰/- روپے

تفصیل نقصان

فصلات کاشتہ متاثرہ	۱،۳۵،۲۷۲ ایکڑ بحساب	۲۰۰۰/- فی ایکڑ	۲۷،۰۵،۴۴،۰۰۰/-
مکانات کچے متاثرہ	۲۰،۰۰۰ بحساب	۲۵۰۰/- فی مکان	۵،۰۰،۰۰،۰۰۰/-
مکانات پکے متاثرہ	۲،۰۰۰ بحساب	۵۰۰۰/- فی مکان	۱،۰۰،۰۰،۰۰۰/-
مکانات کچے منہدم شدہ	۱۴۰۰۰ بحساب	۵۰۰۰/- فی مکان	۷،۰۰،۰۰،۰۰۰/-
مکانات پکے منہدم شدہ	۵۰ بحساب	۵۰۰۰/- فی مکان	۴،۰۰،۰۰۰/-
نقصان مویشیاں اموات والا بتہ	۲۹۶۲ بحساب	۵۰۰۰/- فی مویشی	۱،۴۸،۱۰،۰۰۰/-
نقصان مالی جائیداد			۱۶،۵۰،۷۰۰/-

۳- منچن آباد سب ڈویژن کے جتنے دیہات متاثر ہوئے۔ ۱۵۳ دیہات

۴- کل کتنے دیہات آفت زدہ قرار دیئے گئے۔ ۱۱۹ دیہات

۵- جانی نقصان۔ Nil

کوائف مطلوبہ بمراد مندرجہ و مناسب حکم بخدمت جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب منچن آباد پیش ہوں۔ ۱۲/۲/۸۹

تحصیلدار منچن آباد

فہرست متاثرین سیلاب ۱۹۸۸ء برائے امداد بسلسلہ مرمت مکان متاثرہ
تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر

نمبر شمار	تاریخ تقسیم چیک	نام موضع	نام مستحق معہ احوال	تعداد رقم	چیک نمبر
۱	۶/۲/۸۹	منڈی صادق گنج	مسماۃ رحمت بی بی بیوہ چانن قوم قریشی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱
۲	"	"	مسماۃ وزیراں بیوہ علی محمد قوم کھوکھر	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۲
۳	"	بھولیوالہ	مسماۃ امیراں بیوہ دارا قوم تہراونی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۳
۴	"	گری آباد	سید طالب حسین شاہ ولد سردار علی شاہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۴
۵	"	نواب والہ	مسماۃ زبیدہ فلک شیر قوم بلوچ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۵
۶	"	راماں	مسماۃ جنت بیوہ مماں قوم کھوکھر	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۶
۷	"	"	مسماۃ داراں بیوہ محمد صدیق	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۷
۸	"	لارکاٹن نگہ	مسماۃ رحم الہیٰ بیوہ خوشی محمد قوم جوئیہ کھرل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۸

۹	"	کھولہ سنام رائے	مسماۃ کرماں بیوہ مالی قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۹
۱۰	"	"	مسماۃ نوراں بیوہ راجا قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۰
۱۱	"	"	مسماۃ وزیراں بیوہ شاہ محمد قوم جوئیہ کھرل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۱
۱۲	"	قلندر پور	مسماۃ کرم بھری بیوہ اکبر قوم کھرل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۲
۱۳	"	قائم پور	مسماۃ امام سین بیوہ صادق قوم شیخ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۳
۱۴	"	"	مسماۃ بانوں بیوہ جلا قوم جھبیل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۴
۱۵	"	"	مسماۃ زہراں بی بی بیوہ جلال دین نوناری	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۵
۱۶	"	فتوحی	ممی ولد رمضان قوم باولی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۶
۱۷	"	جوڑ کی حشمت	مسماۃ صالح بی بی بیوہ سجورہ قوم نمازیکا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۷
۱۸	"	جوڑ کی سکھاں	مسماۃ سرداراں بیوہ محمد امیر قوم شیخ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۸
۱۹	"	ببلپہ خورد	مسماۃ یشماں دختر حاجی فلک شیر قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۰۱۹
۲۰	"	موسلہ الہ یار	مسماۃ فیض الہیٰ بیوہ عبدالستار قوم کھرل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۰
۲۱	"	بونگہ جیون	محمد چراغ ولد برہان دین قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۱
۲۲	"	نصیر پور	مسماۃ نجاں بیوہ شیر محمد قوم لوہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۲
۲۳	"	نصیر پور	مسماۃ مریم بیوہ غلام قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۳

۲۴	"	لالہ امر سنگھ	نور محمد ولد محرم قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۴
۲۵	"	ڈوگروالہ نمبر ۲۹	نور سین بیوہ غلام مصطفےٰ قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۵
۲۶	"	"	مسماۃ دلاں بی بی بیوہ ولی محمد قوم کھچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۶
۲۷	"	جھاڑیوالہ	مہم علی ولد عبدالرحمٰن قوم نائی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۷
۲۸	"	منسال وزیر کا	مسماۃ بخشائی بیوہ محمد صدیق قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۸
۲۹	"	"	مسماۃ فیضاں بی بی بیوہ محمد امان قوم درکھان	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۲۹
۳۰	"	روڑی حاصل	امام سین بیوہ محمد شریف قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۰
۳۱	"	ڈھاب نہال والے	محمد رفیق ولد مہاں قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۱
۳۲	"	چوپالیہ	مسماۃ اشرف بیگم بیوہ محمد حسین قوم بلوچ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۲
۳۳	"	دونہ قطب سارٹھو	مسماۃ اللہ جوائی بیوہ شیرا قوم شیخ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۳
۳۴	"	حاصل سارٹھو	مسماۃ امیراں بیوہ محمد نور قوم مراثی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۴
۳۵	"	"	مسماۃ گاماں بیوہ باقر قوم مراثی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۵
۳۶	"	پپل خلصانہ	محمد یسین ولد فلک شیر قوم ماچھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۶
۳۷	"	رتیکا اوتاڑ	محمد رمضان ولد عبدل قوم پاولی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۷
۳۸	"	رسول پور	مسماۃ ظہراں بیوہ دھولا قوم ماچھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۸

۳۹	"	گدھو کا اوتاڑ	ذوالفقار ولد کاکو قوم نائی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۳۹	۲۰۸
۴۰	"	گدھو کا ہٹھاڑ	قطبہ ولد احمد قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۰	
۴۱	"	دلاور شیخوکا	علیا ولد نظام قوم ماچھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۱	
۴۲	"	پیر گھر	مسماۃ خورشیداں بیوہ اللہ دتہ قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۲	
۴۳	"	"	مسماۃ رحمائی دختر دارا قوم کھرل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۳	
۴۴	"	"	مسماۃ شریفاں بیوہ عبدالطیف قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۴	
۴۵	"	لعل والہ	مسماۃ شریفاں بیوہ فیض قوم ورک	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۵	
۴۶	"	"	مسماۃ حلیماں بیوہ نور محمد قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۶	
۴۷	"	"	مسماۃ وزیراں بیوہ انور قوم ڈھڈی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۷	
۴۸	"	چک سرور دین	مسماۃ حمیداں بیوہ قاسم علی سیال	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۸	
۴۹	"	"	امام سین بیوہ عمر دین قوم کمہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۴۹	
۵۰	"	"	مسماۃ نوراں بیوہ رحیم بخش قوم موڑا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۰	
۵۱	"	اعظم چھینہ	مسماۃ ظہراں بیوہ عیسےٰ قوم چھینہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۱	
۵۲	"	"	مسماۃ رحمت بیوہ شیر محمد قوم چھینہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۲	
۵۳	"	"	مسماۃ بشیراں بیوہ حسن قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۳	

سوانح اسمبلی پنجاب ۱۵ مارچ ۱۹۸۹ء

۵۴	"	وزیرہ گدھوکا	مسماۃ الہیٰ بیوہ سردار قوم گدھوکا وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۴
۵۵	"	"	مسماۃ سیداں بیوہ سید قوم گدھوکا وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۵
۵۶	"	رتیکا ٹھاڑ	مسماۃ حلیماں بی بی بیوہ انور علی قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۶
۵۷	"	شاہ محمد رحموٹا	شاہ حسین ولد محمد صدیق قوم قریشی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۷
۵۸	"	محرم چھینہ	سردار علی ولد احمد دین قوم ماچھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۸
۵۹	"	پٹھان	مسماۃ سین بی بی قوم گوجر	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۵۹
۶۰	"	چکبندی	محمد حنیف ولد ناماں قوم مکڑ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۰
۶۱	"	مکڑ	چراغ ولد باقر قوم مسکڑ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۱
۶۲	"	تارا چھینہ	ظہور ولد سجورا قوم جھبیل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۲
۶۳	"	دھن چنگہ	جلال ولد فتح محمد قوم مراثی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۳
۶۴	"	شرف پور	مسماۃ غلاماں بیوہ زماں قوم چشتی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۴
۶۵	"	مالی شیخوکا	مسماۃ زیناں بیوہ فاضل قوم شیخوکا وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۵
۶۶	"	"	مسماۃ کھوتاں بیوہ ضابطہ قوم وٹو شیخوکا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۶
۶۷	"	"	مسماۃ مریم بیوہ ڈھولا قوم گوجر	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۷

۶۸	"	توکل	مسماۃ فجاں بیوہ فاضل قوم ماچھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۸
۶۹	"	"	مسماۃ بختاور بیوہ نذر محمد قوم ڈہڈھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۶۹
۷۰	"	"	مسماۃ بخشائی بیوہ سید محمد قوم ڈہڈھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۰
۷۱	"	بکار حموکا	مسماۃ خان بی بی بیوہ باقر قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۱
۷۲	"	بھونڈھی	رحمت علی ولد علی محمد قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۲
۷۳	"	پٹھان	محمد الدین ولد فتح دین قوم کھوجہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۳
۷۴	"	"	محمد اقبال ولد دارا قوم حجام	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۴
۷۵	"	تارا چھینہ	محمد شریف ولد حاکم علی قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۵
۷۶	"	"	محمد حسین ولد باغ علی قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۶
۷۷	"	بکار حموکا	یسین ولد سجوارہ قوم گوجر	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۷
۷۸	"	"	امام ولد حماں قوم شیخ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۸
۷۹	"	جوڑکی سکھاں	اللہ دتہ ولد بہادر قوم مہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۷۹
۸۰	"	"	محمد ابراہیم ولد بودھا قوم تیلی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۰
۸۱	"	بہہ خورد	سراج ولد پٹھانہ قوم چکوکا وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۱
۸۲	"	امروکا	احمد الدین ولد لعلو قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۲

۸۳	"	"	محمد سرور ولد جان محمد قوم درکھان	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۳
۸۴	"	بلندہ قائم کا	نور احمد ولد محمد نواز قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۴
۸۵	"	"	قاسم علی ولد بہادر قوم کالو کا وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۵
۸۶	"	تارا جودھیکا	قاسم علی ولد حیدر قوم کھرل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۶
۸۷	"	"	محمد امین ولد باقر قوم مراثی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۷
۸۸	"	"	مسماۃ نور بھری بیوہ جمیل قوم کھرل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۸
۸۹	"	بونگہ جیون	دریام خان ولد مجید خاں قوم پٹھان	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۸۹
۹۰	"	"	بشیر احمد ولد محمد اکبر قوم کمہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۰
۹۱	"	بھمبہ جگا	ینال بیوہ محمد سعید قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۱
۹۲	"	"	مسماۃ کرم نشاں بیوہ فضل احمد قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۲
۹۳	"	"	مسماۃ امین بیگم بیوہ محمد اکبر قوم چشتی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۳
۹۴	"	تھیلا قائم کا	مسماۃ زہراں بیوہ رحمت علی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۴
۹۵	"	احمد یار چشتی	مسماۃ وزیراں بیوہ محمد دین قوم مہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۵
۹۶	"	"	جواہراں بی بی بیوہ سلطان احمد چشتی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۶
۹۷	"	چک ہٹاکہ	مسماۃ بشیراں بیوہ محمد حسین قوم کمہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۷

۹۸	"	"	مسماۃ بختاور بیوہ دوست محمد قوم شیخ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۸
۹۹	"	بلندہ قائم کا	محمد بشیر ولد محمد شاہرہ قوم نائی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۷۹۹۹
۱۰۰	"	امرو کا	مسماۃ سکینہ بی بی دختر روشن دین قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۰
۱۰۱	۸/۲/۸۹	بونگہ اکبر ماڑی سیال	مسماۃ امام بی بی بیوہ غلام مرتضیٰ شاہ قوم سید	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۱
۱۰۲	"	چک زمان	مسماۃ بشیراں بیوہ محرم قوم ایلو کا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۲
۱۰۳	"	مہار خورد	مسماۃ خان بی بی بیوہ بشیر احمد	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۳
۱۰۴	"	"	نور سین بیوہ زبیر قوم گورایا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۴
۱۰۵	"	"	مسماۃ بختاور بیوہ گاہرہ قوم رہو کا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۵
۱۰۶	"	بھونگہ بلوچاں	مسماۃ بیگاں بیوہ محمد حسن	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۶
۱۰۷	"	بھونگہ بلوچاں	مسماۃ ولائیت بی بی بیوہ اکبر خان	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۷
۱۰۸	"	بچیانوالی	مسماۃ سکینہ بیوہ شاہ محمد	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۸
۱۰۹	"	خیر شاہ اوتاڑ	مسماۃ جنداں بیوہ جلال قوم ملکانہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۰۹
۱۱۰	"	"	مسماۃ بشیراں بیوہ نذیر احمد قوم کمہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۰
۱۱۱	"	"	مسماۃ بیگم بی بی بیوہ شعبان قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۱
۱۱۲	"	بونگہ عالم شاہ	مسماۃ مریم بیوہ حیات قوم پاولی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۲

۱۱۳	"	کنڈ کالیخاں	غلام فاطمہ بیوہ شاہرہ قوم توگیکا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۳
۱۱۴	"	"	مسماۃ نجائی بیوہ ماجھی قوم توگیکا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۴
۱۱۵	"	جوبکا	مسماۃ کنیزاں بیوہ صادق	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۵
۱۱۶	"	خیر شاہ ہٹھاڑ	مسماۃ نذیراں بیوہ نیک محمد	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۶
۱۱۷	"	"	مسماۃ زیباں بیوہ بہادر قوم ملکانہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۷
۱۱۸	"	لالیکا	اللہ دتہ ولد مونیا قوم مئیں	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۸
۱۱۹	"	بھنڈلی لالیکا	مماں ولد باقر قوم وسلدیرہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۱۹
۱۲۰	"	پہلوانکا	مسماۃ جنداں بیوہ شیر محمد قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۰
۱۲۱	"	کپوری	محمد عباس ولد رحمت علی قوم پھلیرون	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۱
۱۲۲	"	بھائی خاں کھرل	بشیر احمد ولد نور دین قوم کمبوہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۲
۱۲۳	"	رحمونکا	احمد دین عرف بھدی ولد گھماں قوم کمہار	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۳
۱۲۴	"	جمائبہ	محمد امین ولد قاسم علی قوم جمانبہ وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۴
۱۲۵	"	بلاڑ بلوچ	وریام ولد دارا قوم جوکا وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۵
۱۲۶	"	چک عالم خاں	مسماۃ جنت بیوہ محمد حنیف قوم جمیل	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۶
۱۲۷	"	نبی بخش میانہ	مسماۃ رحمت زوجہ محمد حنیف	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۷

۱۲۸	"	دلاور جوکا	مسماۃ مہراں بیوہ مسلسل قوم بھٹی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۸	۳۱۴
۱۲۹	"	گینش پورہ	محمد اقبال ولد محمد امیر قوم چوہان	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۲۹	
۱۳۰	"	بہکا نوالہ	محمد اقبال ولد مماں قوم حجام	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۰	
۱۳۱	"	جگار بوچ	مسماۃ فاطمہ بیوہ ولی محمد قوم بلوچ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۱	
۱۳۲	"	نورن اہلوکا	مسماۃ کاکی بیوہ اعظم علی قوم بلوچ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۲	
۱۳۳	"	داود اہلوکا	قاسم علی ولد ساگر قوم شیخ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۳	صوبائی اسمبلی پنجاب
۱۳۴	"	بھرام کا	مسماۃ عظمت بی بی بیوہ رہانہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۴	
۱۳۵	"	کلروالہ	محمد سرور ولد لشکن قوم ساہی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۵	
۱۳۶	"	منشی ٹھاڑ	مسماۃ زینب بی بی بیوہ مماں قوم نوناری	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۶	
۱۳۷	"	اوپن واہ	محمد فیض ولد محمد شفیع قوم چرطھوا	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۷	
۱۳۸	"	مونیا نوالہ	گھاں ولد اسماعیل قوم شیخ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۸	
۱۳۹	"	رتن پورہ	مسماۃ زینب بی بی بیوہ عبدالرشید قوم ارائیں	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۳۹	
۱۴۰	"	باریکا اوتاڑ	مسماۃ زینب غلام محمد قوم ماچھی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۰	۵ مارچ ۱۹۸۹ء
۱۴۱	"	باریکا اوتاڑ	مسماۃ سیداں بانوں بیوہ فتح محمد قوم وٹو	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۱	
۱۴۲	"	دونہ جیون سارطھو	مسماۃ بشیراں بیوہ جلال دین قوم موچی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۲	

۱۴۳	"	نائیا نوالی	محمد طفیل ولد جلال دین قوم نائی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۳
۱۴۴	"	بونگہ نیجیکا	مسماۃ الٰہی یسین بیوہ محمد ابراہیم قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۴
۱۴۵	"	ہزارہ پنڈت جوفی	مسماۃ کرم نشاں بیوہ فاضل قوم بوہڑ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۵
۱۴۶	"	کامیل پور رتیکا	غلام فاطمہ بیوہ آصف قوم پادی	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۶
۱۴۷	"	بھونڈی	مسماۃ نور سین بیوہ محمد جہانگیر قوم بلوچ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۷
۱۴۸	"	باریکا ہٹھاڑ	مسماۃ حفیظاں بیوہ رحمٰن قوم کھوکھر	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۸
۱۴۹	"	نصرانہ	مسماۃ فاطمہ بیوہ لال محمد قوم راجپوت	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۴۹
۱۵۰	"	شمس والا	مسماۃ ذکراں بیوہ خوشی محمد قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۵۰
۱۵۱	"	گری آباد	مسماۃ جنت بی بی بیوہ نور جمال قوم جوئیہ	۲۵۰۰/-	۰۱۰۵۸۰۵۱

وہ آمدہ رقم بجانب جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہاولنگر برائے امداد متاثرین بوجہ بارش برائے چک ۱۶۸/۷۰R ۲۰۳/۸۰R
مبلغ ۵۰،۰۰۰/- روپے ہر دو چکوں نمبری ۱۶۸/۷۰R - ۲۰۳/۸۰R بمعہ برابر

نمبر شمار	چک نمبر	برائے ادائیگی رقم	امدادی رقم وصول کرنیوالے کا نام معہ پتہ	چیک نمبری	کل رقم چیک شدہ
۱	۱۶۸/۷۰R	برائے ڈوئے مٹی	محمد افضل چیئرمین یونین کونسل ۱۶۷/۷۰R	F۲۷۵۲۵۲ 8-11-88	۱۰،۰۰۰/- روپے
۲	"	برائے تعمیر مکان	فقیر محمد ولد ولی محمد قوم بھٹی چک ۱۶۸/۷۰R	F۲۷۵۲۵۳ 8-11-88	۲،۰۰۰/- روپے
۳	"	امداد تعمیر مکان	ولی محمد ولد نظام دین قوم بٹ " ۱۶۷/۷۰R	F۲۷۵۲۵۴ 8-11-88	۲،۰۰۰/- روپے
۴	"	"	محکم خاں ولد یار محمد قوم بلوچ "	F۲۷۵۲۶۲ 7-12-88	۱۴۸۰/- "

۵	"	"	مرجان ولد الٰہی بخش قوم مستری "	F۲۷۵۲۶۴ 19 -12 -88	"۷۲۰/- "
۶	"	"	برکت علی ولد نور محمد قوم کھرل چک "	F۲۷۵۲۶۵ 19 -12 -88	"۴۲۰/- "
۷	"	"	محمد نواز ولد غلام حیدر قوم بلوچ "	F۲۷۵۲۶۶ 19 -12 -88	"۴۲۰/- "
۸	"	"	محمد افضل ولد یار محمد قوم بلوچ "	F۲۷۵۲۶۷ 19 -12 -88	"۲۱۰۰/- "
۹	"	"	دوست محمد ولد گل محمد قوم بلوچ "	F۲۷۵۲۶۸ 19 -12 -88	"۶۴۰/- "
۱۰	"	"	یعقوب خاں ولد احمد خاں قوم بلوچ "	F۲۷۵۲۶۹ 19 -12 -88	"۱۰۲۰/- "
۱۱	"	"	محمد سید ولد محمد شریف چک "	F۲۷۵۲۷۰ 28 -12 - 88	"۳۰۰/- "
۱۲	"	"	محمد شریف ولد محمد حسن چک "	F۲۷۵۲۷۲ 28 -12 - 88	"۳۰۰/- "

۱۳	"	"	احمد سید ولد محمد شریف چک "	F۲۷۵۲۷۱ 28 -12 - 88	"۳۰۰/-	"
۱۴	"	"	سودن ولد پنو قوم جولاہا چک "	F۲۷۵۲۷۳ 28 -12 - 88	"۴۲۰/-	"
۱۵	"	"	سردار ولد نواب دین قوم ڈوگر چک "	F۲۷۵۲۷۴ 28 -12 - 88	"۴۲۰/-	"
۱۶	"	"	شاہ محمد ولد دلمیر حنیف چک "	F۲۷۵۲۷۵ 28 -12 - 88	"۴۲۰/-	"
۱۷	"	"	محمد شفیع ولد علی محمد چک "	F۲۷۵۲۷۶ 28 -12 - 88	"۳۰۰/-	"
۱۸	"	"	محمد حنیف ولد چراغ دین چک "	F۲۷۵۲۷۷ 28 -12 - 88	"۲۴۰/-	"
۱۹	"	"	اللہ دتہ ولد سردار چک "	F۲۷۵۲۷۸ 28 -12 - 88	"۳۰۰/-	"

۲۰	"	"	عبدالحمید ولد غلام محمد چک "	F۲۷۵۲۷۹ 28 -12 - 88	"۶۰۰/-	"
۲۱	"	"	بشیر احمد ولد دلمیر حسین چک "	F۲۷۵۲۸۰ 28 -12 - 88	"۶۰۰/-	"
۲۲	R۸۰/۲۰۳	امداد تعمیر مکان	۵ اشخاص ممبران فلڈ بارش کمیٹی ۱- حاجی شرف دین ولد محرم خاں قوم بھٹی ۲- نور محمد ولد عبداللہ ۳- کالے خاں ولد حاجی اکبر ۴- محمد صغیر ولد محمد خاں ۵- اللہ بخش ولد علی محمد	F۲۷۵۲۸۲ 11 -1 -89	۲۵،۰۰۰/- روپے	
			میزان		۵۰،۰۰۰/- روپے	

نوٹ: کل آمدہ رقم برائے گوشوارہ ہذا تقسیم ہو چکی ہے۔ بقایا کوئی رقم نہ ہے۔

وہ رقم جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہاولنگر برائے امداد متاثرین بوجہ فلڈ گھاگرہ برائے چکوک H.L/۲۴۰۔ H.L/۲۴۲ مبلغ ۔/۴۰،۰۰۰ روپے ہر دو چکوک نمبر H.L/۲۴۰۔ H.L/۲۴۲

نمبر شمار	چک نمبر	برائے ادائیگی رقم	امدادی رقم وصول کرنیوالے کا نام معہ پتہ	چیک نمبری	کل رقم چیک شدہ
۱	H.L/۲۴۰	امداد برائے تعمیر مکان	محمد حسین ولد رحمان قوم مے چک H.B/۲۴۰ شمالی	F۲۷۵۲۵۵ 8-11-88	۲۰۰۰/۔ روپے
۲	"	"	حسنہ بی بی بیوہ اللہ دتہ چک "	F۲۷۵۲۵۶ 8-11-88	۲۰۰۰/۔ "
۳	"	"	ولی محمد ولد عبدالغنی چک "	F۲۷۵۲۵۶ 8-11-88	۲۰۰۰/۔ "
۴	H.L/۲۴۲	"	محمد صدیق ولد رانا قوم بلوچ H.L/۲۴۲	F۲۷۵۲۵۹ 8-11-88	۲۰۰۰/۔ "

۵	"	"	محمد اقبال ولد سلیمان قوم لوہار چک "	F۲۷۵۲۶۰ 8 -11 -88	"۲۰۰۰/- "
۶	۲۴۰/H.L	"	مہتاب خاتون بیوہ امیر عبداللہ ۲۴۰/H.L	F۲۷۵۲۶۱ 8 -11 -88	"۲۰۰۰/- "
۷	۲۴۰/۲۴۲H.L	برائے ادائیگی رقم پٹرول ڈیزل وغیرہ جو کہ سرکاری گاڑیوں میں استعمال کیا گیا فلڈ ڈیوٹی۔	احباب پٹرولیم سروس فورٹ عباس	F۲۷۵۲۸۱ 1 -1 -89	"۶۶۸۴/۸۵ "
			کل خرچ		۱۸۶۸۴/۸۵ روپے

نوٹ: اب کھاتہ ہذا میں مبلغ ۲۱۳۱۵/۱۵ روپے بقایا موجود ہیں۔ دوسرے پٹرول پمپ کا بل ابھی تک ادا کرنا ہے۔

گوشوارہ تفصیل اشخاص جو سیلاب دریائے ستلج سال ۱۹۸۸ء تحصیل چشتیاں کے دوران سیلاب کے پانی میں ڈوب کر ہلاک ہوئے اور تفصیل ورثا جنکو امداد کی رقم دی گئی۔

نمبر شمار	نام متوفی معہ ولدیت سکونت	نام وارث متوفی جسکو رقم دی گئی	ادا شدہ رقم	چیک نمبری
۱	خواجی شاہ عرف غوری شاہ سکنہ موضع راجو شاہ	روشن شاہ ولد متوفی سکنہ راجو شاہ	۲۰،۰۰۰/- روپے	۲۱۱۶۰۶ ۸-۱۱-۸۸
۲	غلام عرف ملنگ سکنہ بی بی نور محمد لکھویرا موضع بونگہ جھیڈو	فیض الٰہی بیوہ غلام عرف ملنگ سکنہ برنگہ جھیڈو	۲۰،۰۰۰/- "	۲۱۱۶۰۵ ۸-۱۱-۸۸
۳	نذیر احمد عرف بھاگی ولد قبول قوم شیخ سکنہ شہر فرید	بشیراں بیوہ نذیر احمد عرف بھاگی سکنہ شہر فرید	۲۰،۰۰۰/- "	۲۱۱۶۰۷ ۸-۱۱-۸۸
۴	محمد سرور ولد خورشید احمد قوم بھٹہ راجپوت سکنہ موضع سوڈھا	سکینہ بی بی بیوہ محمد سرور مرحوم سکنہ موضع سوڈھا	۲۰،۰۰۰/- "	۲۱۱۶۱۶ ۷-۱-۸۹

صوبائی زکوۃ فنڈ سے مستحق سیلاب زدگان کی مدد کیلئے وصول شدہ رقم کی تفصیل، تحصیل چشتیاں

نمبر شمار	نام مقامی زکوۃ کمیٹی	کوڈ نمبر	صوبائی زکوۃ فنڈ سے وصول شدہ رقم	تعداد مستحقین جن کیلئے رقم موصول ہوئی	مقامی زکوۃ فنڈ سے ادا شدہ رقم	تعداد مستحقین جنہوں نے مقامی زکوۃ فنڈ سے وصول کرلی ہے	مقامی زکوۃ فنڈ میں بقایا رقم
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	موضع بلوکا	۱۲۰۲۰۰۱	۱،۲۴۰۰۰/-	۴۲	۳۰،۰۰۰/-	۱۰	۹۴،۰۰۰/-
۲	بونگہ بلوچاں+خیر محمد	۱۲۲۲۰۰۲	۹۶۰۰۰/-	۳۲	۹۶،۰۰۰/-	۳۲	Nil
۳	بونگہ جھیڈو	۱۲۰۲۰۰۸	۸۷۰۰۰/-	۲۹	-	-	۸۷۰۰۰/-
۴	دلہ ماکوکا	۱۲۰۲۱۶۰	۵۷۰۰۰/-	۱۹	-	-	۵۷۰۰۰/-
۵	موضع حام	۱۲۰۲۱۶۲	۵۱۰۰۰/-	۱۷	۵۱۰۰۰/-	۱۷	Nil
۶	کوٹ بابل	۱۲۰۲۱۶۷	۷۵۰۰۰/-	۲۵	-	-	۷۵۰۰۰/-
۷	منگھیراں شریف	۱۲۰۲۱۶۹	۱،۵۳۰۰۰/-	۵۱	۱،۴۱۰۰۰/-	۴۷	۱۲۰۰۰/-

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۸	عاشق محمد	۱۲۰۲۱۷۳	۴۲۰۰۰/-	۱۴	-	-	۴۲۰۰۰/-
۹	بیدانہ شرقی+شبلی شرقی	۱۲۰۲۱۷۵	۴،۲۹۰۰۰/-	۱۴۳	-	-	۴،۲۹۰۰۰/-
۱۰	جمن شاہ+الیاس+سونے خاں	۱۲۰۲۱۸۲	۱۵۰۱۰۰/-	۵۷	-	-	۱۵۰۱۰۰/-
۱۱	کمیراں	۱۲۰۲۱۸۵	۱،۰۵۰۰۰/-	۳۵	۱،۰۵۰۰۰/-	۳۵	—
۱۲	جھیڈواں	۱۲۶۲۱۸۳	۱،۴۱۰۰۰/-	۴۷	۱،۲۳۰۰۰/-	۴۱	۱۸۰۰۰/-
۱۳	کرانی+چندرانی+اعوان	۱۲۰۲۱۸۷	۱،۱۱۰۰۰/-	۳۷	۱،۱۱۰۰۰/-	۳۷	—
۱۴	میرد بلوچ	۱۲۰۲۱۹۱	۳،۳۶۰۰۰/-	۱۱۲	-	-	۳،۳۶۰۰۰/-
۱۵	شہر غرید	۱۲۰۲۱۹۹	۹،۶۰۰۰۰/-	۳۲۱	۲،۶۷۰۰۰/-	۸۹	۶،۹۳۰۰۰/-
۱۶	سیال+لنگر پڑا	۱۲۰۲۲۰۰	۲۱۹۰۰۰/-	۷۳	۱،۳۸۰۰۰/-	۴۶	۸۱،۰۰۰/-
۱۷	سکھا عبدالرحمٰن+عین لکھویرا	۱۲۰۲۲۰۳	۱،۲۰۰۰۰/-	۴۰	۹۰۰۰/-	۳	۱،۱۱۰۰۰/-
۱۸	مہتاب پور	۱۲۰۲۲۰۶	۸۱۰۰۰/-	۲۷	۸۱۰۰۰/-	۲۷	Nil
۱۹	میاراں شریف	۱۲۰۲۲۰۸	۴،۹۴۰۰۰/-	۱۶۶	۴،۳۴۰۰۰/-	۱۴۵	۶۰۰۰۰/-
۲۰	میرن ساہ+مذیر شاہ	۱۲۰۲۲۰۹	۱،۹۲۰۰۰/-	۶۴	-	-	۱،۹۲۰۰۰/-
۲۱	شادم لے+محبوب شاہ	۱۲۰۲۲۲۲	۵۴۰۰۰/-	۱۸	-	-	۵۴۰۰۰/-
۲۲	ٹھنگی بلوچاں	۱۲۰۲۲۵	۹۳۰۰۰/-	۳۱	۱۲۰۰۰/-	۴	۸۱۰۰۰/-

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۲۳	چک ۶ فورڈ	۱۲۰۲۰۹۲	۲۱۰۰۰/-	۷		-	۲۱۰۰۰/-
		کل میزان:	۴۱،۹۱۱۰۰/-	۱۴۰۷	۱۵،۹۸۰۰۰/-	۵۳۳	۲۵۹۳۱۰۰/-

سیلاب زدگان میں ریلیف کی تقسیم کی تفصیلات

*۲۲۹۔ ملک شاہ محمد محسن۔ کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ:

(الف) حالیہ سیلاب میں پنجاب کا کون کونسا علاقہ سیلاب کی زد میں آیا۔

(ب) اس سیلاب کی وجہ سے کون کونسا علاقہ آفت زدہ قرار دیا گیا۔

(ج) سیلاب زدگان میں کس قدر ریلیف فنڈ تقسیم کیا گیا۔

(د) ایسا ریلیف فنڈ کن کن اشخاص کو دیا گیا ایسے افراد کی فہرست بمعہ پتہ ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال:

(الف) فہرست اضلاع / علاقہ جات جو سیلاب ۱۹۸۸ء کی زد میں آئے منسلک کی جاتی ہیں۔

(ب) اس فہرست میں ہر ضلع میں جو مواضعات آفت زدہ قرار دیئے گئے ہیں ان کی تعداد بھی دے دی گئی ہے۔ (تتمہ الف)

(ج) رقم مبلغ -/۳،۳۲،۰۰،۰۰۰ روپے (تین کروڑ بتیس لاکھ روپیہ صرف) سیلاب سے متاثرہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو دی گئی تاکہ وہ متاثرہ لوگوں کو فوری طور پر خوراک، چارہ، ٹرانسپورٹ، عارضی رہائش وغیرہ کی سہولتیں فراہم کریں۔ اس میں وہ رقوم بھی شامل ہیں جو۔

I۔ سیلاب کی وجہ سے فوت ہونے والے اشخاص کے ورثا کو مجوزہ سکیل کے مطابق ادا کی گئی ہیں۔

II۔ بیس لاکھ روپیہ لاہور ڈویژن میں غریب مستحق متاثرہ خاندانوں میں تقسیم کے لئے دیا گیا۔

جن لوگوں کو یہ امداد دی گئی ہے ان کی فہرستیں متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان سے منگوائی گئی ہیں اور عنقریب پیش کر دی جائیں گی۔ اس کے علاوہ بیس لاکھ روپیہ صوبائی محکمہ خوراک کو خشک خوراک کے پیکٹ (DRY FOOD PACKETS) تیار کرنے کے لئے دیا گیا۔ یہ پیکٹ متاثرین میں ہوائی جہاز (HELICOPTERS) اور کشتیوں

وغیرہ کے ذریعہ تقسیم کئے گئے۔

سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو امداد محکمانہ قواعد وضوابط بشمول:۔

(i) PUNJAB NATIONAL CALAMITIES (PREVENTION - RELIEF) ACT, 1958

(ii) CALAMITIES PREVENTION OF RELIEF RULES - 1969

اور STANDING INSTRUCTION مجریہ ۱۹۸۶ء کے مطابق بذریعہ ضلع انتظامیہ دی جاتی ہے۔نقد رقوم صوبائی محکمہ زکوٰۃ نے بھی سیلاب سے متاثرہ افراد میں تقسیم کیں۔ ایسے افراد کی فہرست محکمہ زکوٰۃ براہ راست فراہم کر سکتا ہے۔

(اس سوال کی ایک نقل محکمہ صوبائی زکوٰۃ کو بھیجی جا چکی ہے)

AREA DECLARED AS CALAMITY AFFECTED DURING THE CURRENT FLOOD SEASON OF 1988

1ST PHASE (July & August 1988)

DISTRICT	TEHSILS	NUMBER OF VILLAGES/REVENUE ESTATES DECLARED AS CALAMITY AFFECTED.			DISTRICT-WISE TOTAL OF COLUMN
1	2	3			4
1. Multan	Multan	60	revenue	estates/villages	
	Shujabad	61		-do-	121
2. Khanewal	Kabirwala	36	revenue	estates/villages	36
3. Muzaffargarh	M/garh	121	revenue	estates/villages	
	Alipur	97		-do-	
	Kot Adu	9		-do-	227
4. Layyah	Layyah	16	revenue	estates/villages	16
5. Rajanpur	Rajanpur	165	revenue	estates/villages	165

6.	Khushab	Khushab	33	revenue	estates/villages	
		Noorpur	11		-do-	44
7.	Mianwali	Mianwali	25	revenue	estates/villages	
		Isakhel	11		-do-	36
8.	Jhang	Jhang	302	revenue	estates/villages	
		Chiniot	42		-do-	
		Shorkot	86		-do-	430
9.	Sialkot	Shakargarh	3	revenue	estates/villages	3
10.	Jhelum	Pind Dadan Khan	15	revenue	estates/villages	15
11.	Bahawalpur	B/Pur	23	revenue	estates/villages	23
12.	R. Y. Khan	R.Y. Khan	95	revenue	estates/villages	95
13.	Kasur	Kasur	31	revenue	estates/villages	31
						1242

2ND PHASE (25.9.88 onward)

1.	Bahawalpur	B/pur	39	revenue	estates/villages	
		Hasilpur	42		-do-	
		Ahmadpur East	23		-do-	104
2.	B/Nager	B/Nagar	44	revenue	estates/villages	
		Chishtian	49		-do-	
		Minchinabad	119		-do-	212
3.	Multan	Lodhran	67		-do-	
		Shujabad	11		-do-	78
4.	Sahiwal	Sahiwal	54	revenue	estates/villages	
		Chichawatni	12		-do-	
		Pakpattan	74		-do-	
		Arifwala	40		-do-	180
5.	Vehari	Vehari	56	revenue	estates/villages	
		Mailsi	50		-do-	
		Burewala	28		-do-	134

6.	Khanewal	Mian Channu	33	revenue	estates/villages	
		Kabirwala	83		-do-	116
7.	Gujranwala	G/wala	31	revenue	estates/villages	
		Wazirabad	17		-do-	
		Hafizabad	104		-do-	152
8.	Gujrat	Gujrat	86	revenue	estates/villages	
		Phalia	25		-do-	111
9.	Sialkot	Sialkot	42	revenue	estates/villages	
		Pasrur	6		-do-	
		Daska	17		-do-	
		Narowal	156		-do-	
		Shakargarh	127		-do-	348
10.	Lahore	Lahore	50	revenue	estates/villages	50
11.	Okara	Okara	91	revenue	estates/villages	
		Depalpur	152		-do-	243

12. Kasur	Kasur	75	revenue	estates/villages	
	Chunian	74		-do-	149
13. Sheikhupura	S/pura	2	revenue	estates/villages	
	Nankana	164		-do-	
	Ferozewala	291		-do-	
	F/Wala	103		-do-	
	Nankana	25		-do-	585
14. Sargodha	Bhalwal	58	revenue	estates/villages	
	Shahpur	38		-do-	96
15. Bhakkar	Bhakkar	5	revenue	estates/villages	
	Kallurkot	17		-do-	22
16. Faisalabad	Samundri	27	revenue	estates/villages	27
17. T.T.Singh	Kamalia	122	revenue	estates/villages	122

18. Jhang	Shorkot	5	revenue estates/villages	
	Chiniot	47	-do-	52
				2781

Total 1st Phase affected Villages	1242
Total 2nd Phase affected Villages	2781
GRAND TOTAL:-	4023

سیلاب سے متاثرین کی امداد کی تفصیلات

*۲۴۲- چوہدری منور حسین تارڑ- کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) موجودہ سیلاب کی تباہ کاریوں کے سبب جن غریب آدمیوں کا نقصان ہوا ہے ان کی آبادکاری کے لئے حکومت نے تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے علاقہ کے لئے کتنی رقم مہیا کی ہے اور موضع سعد اللہ پور سے بھیروال تک کتنی رقم تقسیم کی ہے۔
(ب) متذکرہ افراد جن کی امداد کی گئی ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مال:
(الف) رقم مبلغ- ۶،۵۰،۰۰۰/ روپیہ (چھ لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف) ڈپٹی کمشنر گجرات کو دی گئی تاکہ وہ ضلع گجرات میں سیلاب سے متاثرہ لوگوں کے لئے فوری طور پر امداد یعنی خوراک، چارہ، ٹرانسپورٹ، عارضی رہائش وغیرہ کی سہولتیں فراہم کرے۔ اس رقم میں سے ڈپٹی کمشنر گجرات نے مبلغ- ۲،۶۰،۰۰۰/ روپیہ تحصیل پھالیہ کے دیہات کے لئے مختص کیا۔
(ب) متاثرہ افراد کی فہرست جن کو ڈپٹی کمشنر نے مبلغ ایک ایک ہزار روپیہ فی کس بذریعہ چیک ادا کیا بطور تتمہ الف لف ہے۔ محکمہ زکوٰۃ کی طرف سے متاثرین کو جو امداد زکوٰۃ فنڈ سے فراہم کی گئی اس کی تفصیل محکمہ زکوٰۃ براہ راست مہیا کر سکتا ہے۔

فہرست مستحقین اشخاص جن کو حالیہ سیلاب میں ایک ایک ہزار کے چیک فوری امداد کیلئے دیئے گئے۔

نمبر شمار	نام موضع	نام معہ مستحقین معہ احوال
۱	کالاشادیاں	محمد منشاء ولد محمد دین قوم ملاح
۲	"	بشیر احمد ولد احمد دین قوم ملاح
۳	"	عنایت علی ولد جوت علی قوم فقیر
۴	"	فاطمہ بی بی زوجہ غلام محمد قوم کمہار
۵	"	اسلام ولد صدر دین قوم ملاح
۶	"	نواز ولد محمد دین قوم ملاح
۷	"	محمد نواز ولد جوت علی قوم فقیر
۸	"	محمد بخش ولد الہٰی بخش مسلم شیخ
۹	"	غلام رسول ولد غلام محمد قوم ماچھی
۱۰	"	منیر احمد ولد سعی محمد قوم جٹ تارڑ
۱۱	"	محمد نذیر ولد محمد خاں
۱۲	"	رسولاں بی بی زوجہ ولی محمد جٹ گوندل
۱۳	"	غلام رسول ولد محمد بخش جٹ گوندل
۱۴	"	محمد ریاض ولد احمد خاں قوم ماچھی
۱۵	"	منیر احمد ولد غلام محمد موچی
۱۶	"	غلام رسول ولد اللہ دتہ قوم کمہار
۱۷	"	غلام حیدر ولد فضل دین حجام
۱۸	"	خادم حسین ولد کرم شاہ سید
۱۹	"	رسولاں بی بی زوجہ غلام رسول تیلی
۲۰	"	مہدی ولد غلام علی قوم مسلم شیخ

۲۱	"	بہادر خاں ولد حسن محمد قوم گوندل
۲۲	"	غلام رسول ولد بہاول قوم گوندل
۲۳	"	عارف ولد محمد علی قوم جٹ بھٹی
۲۴	"	شاہ محمد ولد غلام محمد قوم جٹ رانجا
۲۵	"	بشیراں بی بی دختر شاہ محمد جٹ رانجا
۲۶	رنڈیالی	احمد دین ولد سردار علی قوم بٹر
۲۷	"	احمد یار ولد غلام حدر تارڑ
۲۸	"	نادر خاں ولد احمد خاں ملاح
۲۹	"	بہشتاں بی بی بیوہ محمد مسلم شیخ
۳۰	"	سلطان احمد ولد محمد دین قوم کمہار
۳۱	"	محمد حسین ولد شاہ محمد ماچھی
۳۲	"	خورشید بی بی بیوہ نور محمد قوم ماچھی
۳۳	"	شانہ ولد گاماں مسلم شیخ
۳۴	"	بالی ولد سردار خاں قوم حجام
۳۵	"	لالہ ولد ولی محمد مسلم شیخ
۳۶	"	رابعہ بیوہ صالحوں مسلم شیخ
۳۷	"	غلام رسول ولد بہاول کمہار
۳۸	"	غلام محمد ولد غلام قادر حجام
۳۹	"	غلام نبی ولد بہاول کمہار
۴۰	باہری	یارا ولد علی قوم مراثی
۴۱	"	لالہ ولد غلام محمد کمہار
۴۲	"	عنایت ولد غلام محمد کمہار
۴۳	"	ریاض احمد ولد خضر حیات تارڑ
۴۴	"	محمد یار ولد بہاول ماچھی
۴۵	"	محمد بوٹا ولد مراد قوم کمہار

۴۶	"	اللہ دتہ ولد پہلو قوم موچی
۴۷	"	اللہ بخش ولد شاہو موچی
۴۸	"	دین محمد ولد جیون موچی
۴۹	"	سلمان احمد ولد شاہو موچی
۵۰	"	سعی محمد ولد بہاول بخش ماچھی
۵۱	"	سلطان ولد صالحوں قوم جٹ تارڑ
۵۲	"	غلام رسول ولد غلام محمد ماچھی
۵۳	"	غلام عباس ولد مولو کمہار
۵۴	"	نواز ولد محرم قوم جٹ بھنڈر
۵۵	"	ہدایت ولد رحماں قوم مسلم شیخ
۵۶	"	صالحوں ولد اللہ دتہ کمہار
۵۷	"	سعی ولد گاماں قوم حجام
۵۸	"	بوٹا ولد خوشی محمد جٹ گھمن
۵۹	"	قادر ولد عبداللہ قوم ماچھی
۶۰	"	احمد یار ولد اللہ دتہ ترکھان
۶۱	باہری	علی ولد مولو قوم ترکھان
۶۲	"	نذر محمد ولد محمد قوم جٹ بھنڈر
۶۳	"	سلطان احمد ولد صالحوں
۶۴	چھٹی سیداں	سید ارشاد حسین شاہ ولد باغ حسین سید
۶۵	"	سید کفایت حسین شاہ ولد رکن عالم شاہ سید
۶۶	"	بشیر احمد ولد خوشی محمد قوم کاسبی
۶۷	"	صالحوں ولد پیر محمد قوم کمہار
۶۸	"	سردار شاہ ولد راجہ شاہ سید
۶۹	"	نور محمد ولد صاحبزادہ جٹ گوندل
۷۰	"	صالحوں ولد خوشی محمد جٹ گوندل

۷۱	"	پیر ذوالفقار ولد ولایت شاہ قوم سید
۷۲	مرید	صالحوں ولد بڈھا قوم مسلم شیخ
۷۳	"	علی بہادر ولد غلام رسول کمہار
۷۴	"	غلام عباس ولد نواب تارڑ
۷۵	"	انار ولد نذر محمد قوم جٹ تارڑ
۷۶	"	منظور احمد ولد علی محمد ترکھان
۷۷	"	عزیز احمد ولد سعی محمد جٹ تارڑ
۷۸	"	بشیر احمد ولد غلام رسول
۷۹	رتو	اسلم ولد غلام رسول جٹ مارتھ
۸۰	"	منظور احمد ولد غلام محمد قوم موچی
۸۱	"	شاہ محمد ولد اللہ بخش قوم موچی
۸۲	"	رابعہ بیوہ حاجی قوم موچی
۸۳	"	علی محمد ولد محمدہ قوم مسلم شیخ
۸۴	تن پور	فوادا ولد علی قوم جٹ تارڑ
۸۵	"	شاہنہ ولد بہادر قوم جٹ تارڑ
۸۶	"	خوشی ولد شاہ محمد جٹ تارڑ
۸۷	"	اکبر علی ولد بہاول قوم جٹ تارڑ
۸۸	"	غلام محمد ولد امیر جٹ تارڑ
۸۹	"	شہرا ولد مرزا قوم جٹ تارڑ
۹۰	"	غلام رسول ولد محکم قوم جٹ تارڑ
۹۱	"	علی محمد ولد امیر قوم جٹ تارڑ
۹۲	"	خان محمد ولد علی قوم جٹ تارڑ
۹۳	جاگو کلاں	محمد اشرف ولد صالحوں
۹۴	"	محمد لطیف ولد غلام احمد کشمیری
۹۵	"	صبالہ ولد غلام محمد جٹ تارڑ

۹۶	"	غلام رسول ولد باقری جٹ تارڑ
۹۷	"	محمد عباس ولد محمد حسین جٹ تارڑ
۹۸	"	محمد مجیدی ولد محمد حسین جٹ تارڑ
۹۹	"	ملکا ولد محرم قوم کمہار
۱۰۰	"	باقری ولد شیرا جٹ بھٹی
۱۰۱	"	احمد یار عرف محمد یار ولد ملکا بھٹی
۱۰۲	"	رحماں ولد گاماں بھٹی
۱۰۳	"	سعی ولد مرزا قوم راجپوت بھٹی
۱۰۴	"	انار ولد نبی بخش قوم راجپوت بھٹی
۱۰۵	"	شانہ ولد لالہ قوم راجپوت
۱۰۶	"	بخشا ولد لنا قوم راجپوت
۱۰۷	چوک کلاں	بشیر احمد ولد لالہ جٹ تارڑ
۱۰۸	"	فتہ ولد خوشی محمد قوم جٹ تارڑ
۱۰۹	"	محمد عنایت ولد بہاول جٹ گوندل
۱۱۰	"	غلام علی ولد خوشی جٹ تارڑ
۱۱۱	"	قدولی ولد قانون قوم جٹ تارڑ
۱۱۲	"	قدولی ولد علی محمد جٹ تارڑ
۱۱۳	"	نذر حسین ولد حسین علی قوم سید
۱۱۴	"	عباس ولد متعلی قوم جٹ تارڑ
۱۱۵	"	احمد ولد سردار جٹ تارڑ
۱۱۶	"	نذیر ولد مرزا جٹ تارڑ
۱۱۷	"	عنایت ولد سر بلند جٹ گوندل
۱۱۸	"	وزیر علی باہلہ مسلم شیخ
۱۱۹	"	محمد افضل ولد صالحوں جٹ تارڑ
۱۲۰	"	اسلم ولد متعلی جٹ تارڑ

۱۲۱	"	سردار اولد خانون جٹ تارڑ
۱۲۲	"	احمد دین ولد محمد دین جٹ تارڑ
۱۲۳	"	صالحوں ولد علی جٹ تارڑ
۱۲۴	"	محمد علی ولد سردارا جٹ تارڑ
۱۲۵	"	محمد اکرم ولد متعلی جٹ تارڑ
۱۲۶	"	محمد خاں ولد غلام محمد جٹ تارڑ
۱۲۷	ٹھٹھی شاد محمد	بشیر احمد ولد برکت علی قوم ارائیں
۱۲۸	"	ولی محمد ولد اللہ بخش ارائیں
۱۲۹	"	محمد عنایت ولد صالحوں جٹ تارڑ
۱۳۰	"	متعلی ولد علی محمد قوم جٹ تارڑ
۱۳۱	"	حیات ولد اللہ داد جٹ تارڑ
۱۳۲	"	غلام قادر ولد حیات جٹ تارڑ
۱۳۳	"	خلیل ولد عبداللہ قوم ارائیں
۱۳۴	"	اللہ دتہ ولد علی محمد جٹ تارڑ
۱۳۵	"	ریاض احمد ولد شیرا قوم جٹ تارڑ
۱۳۶	"	شیرا ولد حیات جٹ تارڑ
۱۳۷	"	محمد بخش ولد لالہ جٹ تارڑ
۱۳۸	"	بشیر احمد ولد صالحوں جٹ گوندل
۱۳۹	"	غلام حیدر ولد سردار جٹ گوندل
۱۴۰	"	غلام قادر ولد خواجہ مسلم شیخ
۱۴۱	"	خواجہ ولد پھیلا قوم مسلم شیخ
۱۴۲	"	سیف اللہ ولد رشید احمد قوم میانہ
۱۴۳	"	انور ولد عطاء محمد دیندار
۱۴۴	"	بشیر احمد ولد رحماں قوم کمہار
۱۴۵	"	محمد اعظم ولد محمد خاں قوم کمہار

۱۴۶	"	مختار احمد ولد صالحوں جٹ گوندل
۱۴۷	"	محمد نذیر ولد محمد قوم جٹ تارڑ
۱۴۸	"	لالہ ولد رحماں جٹ گوندل
۱۴۹	کوکارہ	راجہ بی بی بیوہ مولوما چھی
۱۵۰	"	محمد نذیر ولد مولوما چھی
۱۵۱	"	عبدالحمید ولد نواب قوم راجپوت
۱۵۲	"	اصغر علی ولد نواب راجپوت
۱۵۳	کھمب عالم	سارو ولد محمد نواز جٹ رانجھا
۱۵۴	"	مانک ولد علی قوم چوہان
۱۵۵	"	بوٹا ولد احمد مراثی
۱۵۶	"	پیر سلطان عباس ولد تجمل حسین سید
۱۵۷	"	علی عباس ولد محرم علی قوم سید
۱۵۸	"	راجہ ولد محرم قوم کمہار
۱۵۹	کھمب کلاں	غلام رسول ولد اللہ دتہ دیندار
۱۶۰	"	نورا ولد ملا قوم جٹ تارڑ
۱۶۱	"	غلام رسول ولد علی محمد مسلم شیخ
۱۶۲	"	رابعہ بیوہ متعلی قوم مسلم شیخ
۱۶۳	"	حافظ نور محمد ولد میاں ملا قوم مسلم شیخ
۱۶۴	"	عطا محمد ولد اللہ دتہ مسلم شیخ
۱۶۵	"	لالہ ولد جیون قوم کمہار
۱۶۶	"	محمد منشاء ولد شیرا قوم کاسبی
۱۶۷	"	جھانہ ولد سردارا قوم دیندار
۱۶۸	چھٹی مقلاں	محمد سراج ولد قربان قوم راجپوت
۱۶۹	"	امام دین ولد محمد خان
۱۷۰	"	محمد اصغر ولد نواب علی

۱۷۱	"	باسط علی ولد درویش راجپوت
۱۷۲	"	مرزا ولد خان محمد مسلم شیخ
۱۷۳	قادر آباد	رحمت ولد خاں قوم مسلم شیخ
۱۷۴	"	باغ علی ولد صباتہ مسلم شیخ عرف حمید
۱۷۵	"	بوٹا ولد کرم دین مسلم شیخ
۱۷۶	"	وارث ولد جھنڈا قوم مسلم شیخ
۱۷۷	"	عبدالمجید ولد سردارا مسلم شیخ
۱۷۸	"	غلام قادر ولد اللہ دتہ مسلم شیخ
۱۷۹	تن پور	سعی محمد ولد پہلو تارڑ
۱۸۰	کالاشادیاں	غلام علی ولد محمد بخش گوندل
۱۸۱	"	قباد علی ولد صدر دین فقیر
۱۸۲	"	کرم علی ولد صدر دین موچی
۱۸۳	"	سردارا ولد خدا بخش حجام
۱۸۴	"	اعجاز حسین شاہ ولد غلام حسین شاہ
۱۸۵	ٹھٹھی شاہ محمد	بشیر احمد ولد صالحوں
۱۸۶	"	محمد یار ولد عمر حیات
۱۸۷	رنڈیالی	محمد بخش ولد غلام حیدر، ارشاد بی بی زوجہ محمد بخش
۱۸۸	ٹھٹھی شاہ محمد	نذیر ولد صالحوں گوندل
۱۸۹	قلعہ سردار جوہر سنگھ	ملنگی ولد شیرا
۱۹۰	کھمب عالم	لالہ ولد مرزا
۱۹۱	مرید	پیر ذوالفقار ولد بہار شاہ
۱۹۲	کالاشادیاں	پنوں ولد رحمان
۱۹۳	"	غلام رسول ولد رحماں
۱۹۴	چوک کلاں	غلام رسول ولد خوشی تارڑ

۱۹۵	مرید	محمد نواز ولد انار خاں
۱۹۶	کالاشادیاں	غلام حیدر ولد علی قوم مسلم شیخ
۱۹۷	رتو	محمد خاں ولد متعلی قوم مارتھ
۱۹۸	چھٹی سیداں	اختر حسین شاہ ولد رکن عالم شاہ
۱۹۹	کالاشادیاں	محمد خاں ولد خان محمد مسلم شیخ

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

چک نمبر ۲/۵۴ تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ

۸- ملک نواب شیر وسیر: کیا وزیر مال ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر ۲/۵۴ تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے غیر مالکان کو سات مرلہ سکیم کے تحت تاحال پلاٹ الاٹ نہیں کئے گئے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ بالا دیہہ کے غیر مالکان کو سات مرلہ سکیم کے تحت کب تک رہائشی پلاٹ الاٹ کرنے کو تیار ہے۔ نیز اس تاخیر کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی)

(الف) یہ درست نہ ہے

(ب) چک ہذا میں کل ۳۷۱ اشخاص نے مقررہ تاریخ تک گاؤں کی سات مرلہ سکیم میں الاٹ

منٹ کے لئے درخواستیں دیں۔ الاٹمنٹ کمیٹی کی طرف سے جانچ پڑتال کے بعد ان میں سے ۳۴۸ درخواست دہندگان الاٹمنٹ کے لئے مستحق پائے گئے۔ ان سب کو پلاٹ ہائے الاٹ کئے جا چکے ہیں اور مستحق غیر مالکان دیہہ میں سے کوئی بھی الاٹمنٹ سے محروم نہ ہے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

سردار زادہ سید ظفر عباس۔ جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں!۔

کہ مسودہ قانون، ادارہ شاہرات پنجاب مصدرہ ۱۹۸۹ء (بل نمبر ۶ بابت ۱۹۸۹ء) کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

کہ "مسودہ قانون، ادارہ شاہرات، پنجاب مصدرہ ۱۹۸۹ء (بل نمبر ۶ بابت ۱۹۸۹ء)" کی رپورٹ ایوان پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار زادہ سید ظفر عباس۔ جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں!۔۔۔

کہ "مسودہ قانون، تنسیخ مارشل لاء آرڈر نمبر ۱۳۷۱ مصدرہ ۱۹۸۹ء" (بل ۷ بابت ۱۹۸۹ء) کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے!۔۔

کہ "مسودہ قانون، تنسیخ مارشل لاء آرڈر ۱۳۷۱ مصدرہ ۱۹۸۹ء" (بل نمبر ۷ بابت ۱۹۸۹ء کے بارے میں مجلسِ خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی

جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزدہ غضنفر علی گل۔ جناب والا یہ مسئلہ اس روز اٹھایا گیا تھا آج میں اٹھا رہا ہوں یہ آرڈیننس ۱۰ نومبر ۱۹۸۸ء میں ہوا تھا۔ اسکی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ THIS ORDINANCE WAS PROMULGATED FROM 10TH NOV88. اور اسکے بعد اسمبلی کا اجلاس ہوا تھا۔ اس میں ایوان کی میز پر نہیں رکھا گیا تھا۔ اسلئے یہ آرڈیننس ناکارہ ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اسکو آنے دیں۔ I GOT THE INFORMATION THAT THE AUTHORITY CAME INTO EXISTENCE A YEAR AGO.

یہ اتھارٹی ۱۰ نومبر سے قبل وجود میں آچکی تھی کیا کوئی اتھارٹی قانون یا آرڈیننس سے قبل وجود میں آسکتی ہے۔ آج کے اجلاس میں اس اتھارٹی کی آج تک یا قانونی حیثیت ہے۔ اور اس آرڈیننس کی کیا قانونی حیثیت ہے؟

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب! آج یہ رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ اس پر غور ہو گا اُس وقت آپ اس پر جو بھی نکات اٹھانے چاہیں گے اٹھائیں۔ ابھی تو یہ ایوان میں پیش کی گئی ہے۔ اس وقت یہ زیر غور نہیں آسکتی۔ اس میں جو خرابی ہے جو خامی ہے جو اچھائی ہے آپ اس وقت فرمائیے۔ اس وقت رپورٹ اس ایوان میں پیش ہوئی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سید محمد اکبر شاہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد اکبر شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ مورخہ ۲۶/۲/۸۹ بروز اتوار سائل ایک ضروری کام کے سلسلے میں اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا۔ براہ کرم سائل کی غیر حاضری معاف فرما کر چھٹی منظور کی جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک خلیل اللہ صاحب

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک خلیل اللہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ ۲۶/۲/۸۹ اور ۲۸/۲/۸۹ کو بوجہ ناسازی طبعت اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری خادم حسین

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری خادم حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ۲۶/۲/۸۹ کو یہاں لاہور میں موجود تھا۔ مگر اجلاس میں دیر سے حاضر ہوا۔ اور رجسٹر

میں حاضری نہ لگا سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

محمد اسلم گورداسپوری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست محمد اسلم گورداسپوری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۸۹ء کو مجھے وزیراعظم پاکستان کی دعوت پر راولپنڈی جانا پڑ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اسمبلی میں حاضر ہونے سے قاصر تھا۔ مہربانی فرما کر میری غیر حاضری کو رخصت تصور کیا جائے۔ اور مورخہ ۲۶ فروری کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

فضل حسین راہی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست فضل حسین راہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

DUE TO UNAVOIDABLE CIRCUMSTANCES I COULD NOT ATTEND THE SESSION ON 26TH OF THE FEBRUARY.

PLEASE GRANT ME LEAVE FOR THAT DAY.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

علی ہارون شاہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست علی ہارون شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I HAD TO LEAVE FOR ISLAMABAD OWING TO AN IMPORTANT ENGAGEMENT ON THE 26TH OF FEBRUARY 1989. I SHALL BE GRATEFUL IF YOU GRANTED LEAVE FROM ATTENDING THE SESSION ON THAT 26TH OF FEBRUARY 1989 .

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد صفدر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد صفدر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی۔ ہے۔

DUE TO MY PERSONAL ENGAGEMENTS I COULD NOT ATTEND THE ASSEMBLY SESSION HELD ON 26.2.89.

KINDLY GRANT ME LEAVE FOR ONE DAY.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

بابو محمد منیر چودھری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست بابو محمد منیر چودھری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

DUE TO UNAVOIDABLE CIRCUMSTANCES, I COULD NOT ATTEND THE SESSION ON 26TH FEBRUARY. SO PLEASE GRANT ME THE LEAVE OF ONE DAY ONLY.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

محمد اظہر لغاری

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست محمد اظہر لغاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

IT IS HUMBLY SUBMITTED THAT I COULD NOT ATTEND THE SESSION DUE TO SOME ENGAGEMENTS FROM 23RD TO 26TH FEBRUARY THEREFORE LEAVE MAY KINDLY BE GRANTED.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I VERY HUMBLY INFORM YOU THAT I WENT TO ISLAMABAD ON 26TH FEBRUARY TO SEE PRIME MINISTER OF PAKISTAN MRS. BENAZIR BHUTTO. I COULD NOT ATTEND SESSION ON 26TH FEBRUARY, 1989. KINDLY GRANT ME LEAVE FOR ONE DAY ON 26TH FEBRUARY, 1989.
THANKING YOU.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مجتبیٰ حیدر شیرازی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مجتبیٰ حیدر شیرازی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

MOST RESPECTFULLY I BEG TO SAY THAT I WAS BUSY IN MY DOMESTIC CONCERN SO I COULD NOT ATTEND THE SESSION ON 23.2.1989. KINDLY GRANT ME LEAVE FOR THE ABOVE MENTIONED DATE.

THANKING YOU

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

راؤ طارق محمود

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست راؤ طارق محمود صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ ۲۶ فروری کو وزیر اعظم پاکستان کی دعوت پر راولپنڈی چلا گیا تھا۔ اس لئے میری غیر حاضری کو حاضری میں تبدیل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ملک وزیر اعوان

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک وزیر احمد اعوان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ کو نہایت ضروری کام تھا۔ جس کی وجہ سے بندہ ۲۸/۲/۸۹ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

پیر عارف زمان قریشی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست پیر عارف زمان قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I, VERY HUMBLY INFORM YOU THAT I WENT TO ISLAMABAD ON 26TH FEBRUARY TO SEE PRIME MINISTER OF PAKISTAN MRS BENAZIR BHUTTO.
I COULD NOT ATTEND SESSION ON 26TH FEBRUARY, 1989.
KINDLY GRANT ME LEAVE FOR ONE DAY ON 26TH FEBRUARY, 1989.
THANKING YOU.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاقات

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب ہم تحریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر ۱۳۔
جناب محمد اسلم گورداسپوری۔

حلقہ نمبر پی پی ۱۱۶ کے ترقیاتی کاموں کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر ۱(۱۷)/آر۔او(اٹ ڈی پی)/پی اینڈ ڈی/۸۸ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۹ء کے

تحت میرے حلقہ نیابت میں نمبر ۱۱۶ کے علاقہ جات میں اے ڈی پی ۸۹-۱۹۸۸ء کے تحت واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں کے لئے ۶۵ لاکھ روپے کی رقم مختص کی تھی اور محکمہ ہاوسنگ، فزیکل اینڈ انوائرمنٹل پلاننگ کو ان سکیموں کی تکمیل اور محکمہ خزانہ کو فنڈز ریلیز کرنے کے لیے کہا۔ لیکن تاحال ان سکیموں کا جان بوجھ کر کام شروع نہیں کیا گیا کیونکہ میرا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔ اس وجہ سے میرے حلقہ کے تمام ترقیاتی کاموں کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے جو کہ حکومت کی بد نیتی پر مبنی ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ تمام ہاوس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ معاملے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی اگر آپ مختصر بیان دینا چاہتے ہیں تو فرمائیے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب سپیکر! یہ فنڈز ۶۵ لاکھ روپے میرے حلقے کے مختلف علاقوں کا ایک باقاعدہ پلاننگ سے، منصوبہ بندی سے طے ہوئے اور اس کے فنڈز ریلیز کئے گئے اور اس پر باقاعدہ ورک آرڈر جاری کیا گیا چونکہ میں نے اس کی نقل محکمہ سے حاصل کر کے ساتھ لگائی ہے۔ لیکن پہلے تو تمام کام انتخابات کی وجہ سے بند کر دیا گیا اور اس میں ایک ایسی غیر قانونی بات کی گئی جو پہلے تاریخ میں نہیں کی گئی۔ یہ تمام کام ایل ڈی اے اور واسا نے کرنے تھے۔ چونکہ انتخاب تھا اور انتخابات میں ووٹ لینے تھے اس کو ایک منفی انداز سے ایک انتہائی بددیانت طریقے سے لوکل باڈیز کا فنڈ بنا دیا گیا۔ لوکل کونسلوں کو فنڈز دئے گئے۔ اور اس فنڈ سے فوری طور پر راتوں رات کئی سڑکوں کئی گلیوں میں پتھر بچھا دئے گئے اور وہ پتھر اب تک ویسے ہی پڑے ہیں۔ ایک تو یہ حربہ اس فنڈ کے ساتھ استعمال کیا گیا اور دوسرا جب انتخابات ہو گئے تو وہ پتھر اسی طرح پڑے ہیں اور سڑکوں کے افتتاح کئے گئے۔ وہاں اب تک سابق کونسلروں کی اور سابق ایک ایم پی اے کی پھٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ وہاں کوئی سڑک موجود نہیں ہے۔ فرخ آباد کی کوئی سڑک نہیں ہے۔ شمس آباد کی کوئی سڑک نہیں ہے۔ اسی طرح چھیمیاں والا کھوہ کی کوئی سڑک نہیں ہے۔ اسی طرح قاضی پارک اور شجاع ٹاؤن کے علاقوں میں جو پتھر ڈالا گیا تھا وہ اسی طرح اسی شکل میں پڑا ہے اور اس فنڈ کو اب تک نہ ریلیز کیا جاتا ہے اور اسی طرح کبھی کونسلروں کو دیا جا رہا ہے اور کبھی لوکل کونسلوں کو اور کبھی پبلک ہیلتھ کو دے دیا گیا ہے۔ اس سے بڑی، میں سمجھتا ہوں بددیانتی اور کوئی نہیں۔

پنجاب میں اگر حکومت آئی جے آئی کی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں اور ہم پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں تو یہ صوبے کی سب سے بڑی ذمہ داری وزیر اعلیٰ کی ہے کہ وہ اپنے اس علاقے کے اپنے صوبے کے ترقیاتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں بلکہ جو علاقے حزب اختلاف کے ہیں جہاں ان کے نمائندے نہیں وہاں تمام فنڈز کو پوری طرح خرچ کر کے لوگوں کو مطمئن کرنا چاہیے۔ اپنی وہاں ساکھ بنانی چاہیے۔اس حکومت کو عوام میں ہر دلعزیز ہونا چاہیے۔ لیکن یہ حکومت ایک منفی حکومت ہے جس کا ہر اقدام، ہر عمل منفی ہے جو عوام میں

میاں محمود الرشید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہ مختصر بیان دے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا۔ میں مختصر بیان دے رہا ہوں۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا! اگر مختصر بیان تحریک استحقاق سے متعلقہ ہو پھر تو معزز رکن مختصر بیان دے سکتے ہیں لیکن یہ کہنا کہ حکومت منفی ہے یا مثبت ہے اس پر رولز کے تحت یہاں بات نہیں کر سکتے۔ میں گزارش کروں گا کہ رولز کے مطابق کہ آپ کی جو تحریک استحقاق ہے اس کے بارے میں بات کریں لیکن حکومت کے منفی اور مثبت رویے کے بارے میں بات نہ کریں۔ اس طرح بات اور لمبی ہو جائے گی اور اس طرح اور بھی بہت سی باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی میاں صاحب! فرمائیے۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا! پچھلے کافی عرصہ سے یہ موصوف کی مجھ پر ڈیوٹی لگی ہوئی ہے اور میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں مختصر بیان دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان سے عرض کی ہے۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا! یہ اسمبلی کے اندر اس انداز سے غلط بات نہ کریں۔ میرے فاضل دوست دانشور بھی ہیں۔ صحافی بھی ہیں۔ شاعر بھی ہیں اور اب ایم پی اے بھی ہیں۔ اس طرح کی غلط بات کسی سے منسوب کرنی کہ اس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ اپنے اس طرح کے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ دوسری طرف ۱۵۵ ایم پی اے حضرات ہیں اور میرے استحقاق پر جب بھی کبھی بولتے ہیں، اعتراض ہوتا ہے آپ ہی (میاں محمود الرشید صاحب) بولتے ہیں۔ پھر بھی آپ کی اگر دل شکنی ہوئی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح حکومتیں اور عوامی جماعتیں عوام میں مقبولیت حاصل کرتی ہیں جناب سپیکر! یہ حکومت اس طرح مقبولیت حاصل نہیں کرنا چاہتی۔ یہ حکومت ڈنڈے کے زور پر، ہنگامہ آرائی کے زور پر، اور قوت کے بل پر اس پنجاب میں قائم ہے۔ اگر یہ حکومت عوامی ہے تو میرے فرض کا حساب دیا جائے میں نے عرض کر دی ہے۔ میں نے آپ کو ایک ساتھ نوٹ دیا ہے جو کہ باقاعدہ سرکاری ہینڈ آؤٹ۔ ان ہی کا خط ہے۔ بتائیے یہ پیسہ کہاں ہے اور کس طرف جا رہا ہے اور کیوں اسے لوکل باڈیز کو دیا گیا؟ کیوں اسے پبلک ہیلتھ کو دیا گیا؟ جبکہ یہ ایل ڈی اے کا پیسہ تھا۔ یہ واسا کا پیسہ تھا؟ یہ میری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میں معذرت خواہ ہوں کہ میں فاضل ممبر کو اچھی طرح سے سن نہیں سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں بتاتا ہوں کہ فاضل ممبر نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اس تحریک استحقاق کا نمبر ۱۳ ہے۔

وزیر قانون۔ (سردار نصر اللہ دریشک) جناب والا۔ جہاں تک کسی ترقیاتی سکیم کا تعلق ہے اس سے پریویلج ایکٹ کے تحت کسی معزز رکن کا استحقاق نہیں بنتا۔ باقی بعض اوقات بعض سکیمیں منظور ہو جاتی ہیں لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے یا ناگہانی حالات کی وجہ سے ان کے فنڈز کسی دوسری مد میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں تو پھر اسی صورت میں اس سکیم پر عملدرآمد نہیں ہوتا ویسے جناب والا فنی لحاظ سے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور نہ ہی اس سے کسی معزز رکن کا کوئی استحقاق بنتا ہے کسی علاقے کی ترقیاتی سکیمیں اس علاقے کی ضرورت کے مطابق تیار ہوتی ہیں اور فنڈز کی دستیابی کے مطابق تیار ہوتی ہیں لیکن بعض اوقات فنڈز میں کمی بیشی

ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے ان سکیموں پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری۔ جناب والا! پھر میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جو منتخب نمائندے ہیں آخر ہمارا استحقاق کیا ہے اور ہمارا استحقاق متعین کیا جائے۔ جناب والا۔ میں نے یہ ثابت نہیں کیا کہ میں فنڈز مانگ رہا ہوں اور یہ بات شاید میرے استحقاق سے قریب تر نہ ہوتی لیکن میں تو ۸۹-۱۹۸۸ء کے جو پاس شدہ منصوبے ہیں اور جو انہوں نے منصوبہ بندی کی ہے اور جو ترقی کے منصوبے ہیں اور جن کے لیے انہوں نے فنڈ دیا اور جو انہوں نے فنڈ مختص کیا میں تو جناب والا اس کا حساب مانگ رہا ہوں وہ میرا حلقہ ہے میں نے وہاں سے ووٹ لیے ہیں لوگ میرے گھر آتے ہیں اور مجھ سے پوچھتے ہیں میرے پاس اور کوئی عدالت نہیں اور کوئی جگہ نہیں سوائے اس اسمبلی کے کہ جہاں میں اپنے استحقاق کو آپ کے سامنے پیش کر سکوں اور اپنے عوام کو مطمئن کر سکوں۔ جناب والا وزیر موصوف میرے استحقاق کو سمجھیں اور اس کا صحیح جواب دیں۔ بہتر یہ ہے کہ جو اس محکمہ سے متعلقہ وزیر ہیں وہ اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا وزیر قانون صاحب کچھ فرمانا پسند کریں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا۔ میں نے جو پہلے گزارش کی ہے اس کے بعد اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور جناب سپیکر کی اس پر رولنگز بھی موجود ہیں فنڈز کے معاملے میں اور ڈویلپمنٹ کے معاملے میں کسی معزز رکن کا کوئی استحقاق نہیں بنتا یہ محض انتظامی معاملہ ہوتا ہے اسی کے مطابق ترجیحات مقرر ہوتی ہیں پھر فنڈز کی دستیابی کے مطابق سکیمیں بنتی ہیں اور جو سکیم اہم ہوتی ہے اس کیلئے فنڈز منتقل کرنے پڑتے ہیں اس طرح سے پہلی سکیم کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے جناب والا میں اپنے معزز بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے پیپلز پارٹی میں یا حزب اختلاف میں ہونے کی وجہ سے یہ فنڈز واپس نہیں کئے گئے اور نہ ہی منتقل کئے گئے یہ انتظامی وجوہ پر کئے گئے ہیں اس لیے ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا اور میں انکو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ ان کے علاقے کی جو بھی سکیم ہوئی اور فنڈز دستیاب ہوئے ہم اس کے بنانے پر غور کریں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ (جناب شاہ محمود قریشی) جناب والا۔ میں وزیر قانون کی معاونت

کرتے ہوئے یہ گزارش کرونگا کہ گو یہ معاملہ ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ کے محکمہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کے متعلق کچھ معلومات ہیں۔ میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ ۶۵ لاکھ روپے واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیموں کیلئے ان کے حلقے کے علاقوں کے لیے اے ڈی پی ۸۹-۱۹۸۸ء میں مختص کئے گئے تھے اور اب ان پر عملدر آمد اس لئے نہیں ہورہا کہ ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ گزارش کرونگا کہ ایسا ہر گز نہیں ہے یہ ۶۵ لاکھ روپے واٹر سپلائی اور ڈرینج سکیموں کے لیے اے ڈی پی میں رکھے گئے ہیں۔ یہ آٹھ سکیمیں ہمارے اے ڈی پی کا حصہ ہیں اور ان پر عملدر آمد ہو گا چاہیے اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہو یا آئی جے آئی سے۔ قطع نظر یہ عوام کی ضرورت کو اور علاقے کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے رکھی گئی ہیں ان پر عملدر آمد ہو گا یہ رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے اور IT HAS BEEN PROVIDED FOR اور ان پر کام شروع ہو گا۔

اب جناب والا! بات یہ ہے کہ ان پر ابھی تک کام شروع کیوں نہیں ہوا میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اپنے فاضل دوست کے خدشات کو دور کرنے کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کام اس لئے شروع نہیں ہوا کہ پہلے یہ معاملہ رورل واٹر سپلائی کو بھیج دیا گیا کہ رورل واٹر سپلائی نے اس کام کی تکمیل کرنا ہے کیونکہ حلقے کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ کچھ اس میں دیہی علاقہ آتا تھا کچھ شہری علاقہ آتا تھا اب اسے شہری علاقہ تصور کرتے ہوئے اربن واٹر سپلائی کی سکیم میں بھیجا گیا ہے اور اسے واسا کو بھیجا گیا تھا۔ میرے دوست نے واسا کا ذکر کیا کچھ منصوبہ جات ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی نوعیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ حکومت بہتر سمجھتی ہے کہ ان کی تکمیل محکمہ لوکل گورنمنٹ بہتر طریقے سے کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا کام کچھ اس قسم کا ہوتا ہے تو اس لئے اب ان کو مارک کر دیئے گئے ہیں اور اس کے تخمینہ جات وغیرہ بن رہے ہیں اور چونکہ اس کا جو پروسیجر ہے وہ مکمل ہو جائیگا اس پر عملدر آمد ہو جائے گا اور ہمیں پوری امید ہے کہ انشاء اللہ اس مالی سال میں یہ منصوبہ جات پایہ تکمیل کو ضرور پہنچیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں؟
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ نہیں جناب۔ اس تحریک استحقاق کے سلسلے میں۔ تو جناب والا ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔۔۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ نوابزادہ صاحب۔ ابھی تو اس کی ADMISSIBILITY پر بات ہو رہی ہے۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ تو جناب والا مجھے ADMISSIBILITY پر بات کر لینے دیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا آپ ایک منٹ تشریف رکھیں گے۔ جب اس پر بحث ہو گی تو آپ اس وقت بات کریں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا آپ میری بات تو سن لیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی فرمائیے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ میں اس کی ADMISSIBILITY پر آ رہا ہوں۔ اور آپ کی وساطت سے کل وزراء کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ شاہ محمود قریشی صاحب سے سیکھیں کیونکہ انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں مدلل اور بڑا پر اثر جواب دیا ہے کہ اس سے اطمینان کی کیفیت محسوس ہوتی ہے اور میں وزیر قانون سے یہ عرض کرونگا کہ وہ شاہ محمود قریشی صاحب سے جواب دینا سیکھیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ عرض ہے کہ اگر ان کے حلقے میں کوئی بھی بے ضابطگی ہو تو اس سے استحقاق بنتا ہے اور اگر وزیر موصوف ان کی یقین دھانی کرائیں کہ اس کا ازالہ ہو جائیگا تو میں فاضل ممبر سے عرض کرونگا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر۔ نوابزادہ صاحب۔ میں آپ سے عرض کرونگا کہ آپ پریویلج ایکٹ کا مطالعہ کیجیئے۔
THE MATTER DOES NOT RELATE TO THE PRIVILEGE GRANTED BY THE CONSTITUTION AND RULES AND LAW ACCORDING TO RULE 55.
میں آپ سے یہ عرض کرونگا کیونکہ آپ نے کہا ہے کہ یہ استحقاق بنتا ہے تو میں آپ سے یہ عرض کرونگا کہ جو معاملات ایسے ہوتے ہیں ان میں استحقاق نہیں بنتا تو فنی لحاظ سے یہ بات

صحیح نہیں ہے اور یہ استحقاق نہیں بنتا اس لئے میں اس کو DISPOSE OF کرتا ہوں۔

جناب محمد اسلم گرداسپوری۔ جناب والا۔ یہ میرا سب سے بڑا استحقاق ہے کہ میں اس ایوان کے سامنے بددیانتی کو ننگا کروں اور بدعنوانیاں بتاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گرداسپوری صاحب۔ تشریف رکھیں۔ آپ نے بات کر دی تھی۔

جناب محمد اسلم گرداسپوری۔ جناب والا۔ میں ان کے بیان سے مطمئن نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ دیکھیئے۔ میں نے فنی پہلوؤں پر بات کی ہے۔ آپ نے بات کر دی تھی اور وہ اس ایوان نے سن لی۔ آپ نے اپنا فرض پورا کر لیا۔

جناب محمد اسلم گرداسپوری۔ جناب والا۔ میں وہاں کا ایم پی اے ہوں لیکن وہاں پر کونسلروں کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں کیونکہ کونسلر ان کے ہیں یہ بددیانتی ہے میرا استحقاق کیسے نہیں بنتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب تحریک استحقاق نمبر ۱۵ ہے چودھری محمد وصی ظفر

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا فاضل ممبر اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں لہذا آپ اسے اگلے دن کے لیے رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک استحقاق نمبر ۱۶۔ بیگم عفیفہ ممدوٹ صاحبہ۔

(معزز رکن ایوان میں موجود نہ تھیں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک استحقاق نمبر ۱۷، راجہ صفدر حسین صاحب۔۔۔۔۔

(معزز رکن ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک استحقاق نمبر ۱۸، سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب۔۔۔۔۔۔

(معزز رکن ایوان میں موجود نہ تھے)

سوال نمبر ۲۵۵ کے غلط جواب کی فراہمی

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تحریک استحقاق نمبر ۱۹، جناب علی اکبر مظہر وینس صاحب۔۔۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ

کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ ۲۸۔ فروری ۱۹۸۹ء کے اسمبلی کے اجلاس میں میرے ایک سوال نمبر ۲۵۵ کے جواب میں فرمایا کہ ہارون آباد کالج برائے خواتین میں صرف ایک انگریزی لیکچرار کی آسامی خالی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ کالج ہذا میں ایک ریاضی اور ایک سوشل سائنسز کی لیکچرار کی آسامیاں بھی خالی ہیں۔ مگر ایوان میں غلط بیانی سے کام لے کر معزز ایوان اور میرا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ لہذا اس پر بحث کرنے اور استحقاق، کمیٹی کے سپرد کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی مختصر بیان دیں۔۔۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ ہمارے اس کالج میں پچھلے دو سال سے انگریزی کی، کوئی ڈیڑھ سال سے ریاضی کی، کوئی ایک سال سے کیمسٹری کی اور اتنے ہی عرصے سے سوشل سٹڈیز کی لیکچررز نہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو مجھے اب پتا چلا ہے کہ وہاں پچھلے تین چار سال سے پرنسپل کی آسامی بھی خالی ہے اور وہاں پر پرنسپل کے گریڈ کی کوئی لیکچرز یا پروفیسر پرنسپل تعینات نہیں ہے۔ ان تمام لیکچررز کی آسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے صورتحال یہ ہے کہ میرے اس حلقہ کی ہارون آباد کی بچیاں وہاں تعلیم حاصل نہ کر سکتی ہیں اور وہ حصول تعلیم کے لئے دوسرے شہروں کی طرف رخ کرتی ہیں۔ جس سے طالبات کو بہت سی تکلیف کا سامنا ہے اور اس کالج کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پھر یہ کہ جو اس ایوان میں سوال کیا جاتا ہے وہ اس ایوان کی ملکیت ہوا کرتا ہے اور ہم اس امید پر وہ سوال کرتے ہیں کہ اس ایوان میں معزز وزیر صاحبان اس کا ہمیں صحیح جواب دیں گے اور اس کا کوئی تدارک ہمیں بتائیں گے لیکن یہ کیس صورتحال ہے کہ مکھی پر مکھی ماردی گئی۔ میرا سوال یہ تھا کہ جناب وہاں انگریزی کی ایک لیکچرر نہیں ہے اور اس کے ساتھ اور بھی لیکچررز نہیں ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ کن کن مضامین میں وہاں لیکچررز نہیں ہیں اور ان مضامین کی لیکچررز کب تک اس کالج میں بھیج دی جائیں گی لیکن اس کے جواب میں صرف یہ فرمادیا گیا کہ صرف انگریزی کی لیکچرر نہیں ہے جو کہ بہت جلد پر کر دی جائے گی۔ جناب والا۔ اس سے میرا اور اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ایک غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے

سپرد کر کے اس پر تفصیلی طور پر بحث کی جائے اور اس معاملے کو حل کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب۔۔۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔ آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے کچھ گزارشات کروں گا کہ معزز رکن نے جو فرمایا ہے کہ سوشیالوجی یا سوشل ورک کی اس قسم کی کوئی آسامی اس کالج میں منظور نہیں ہے البتہ اگر ان کی مراد سوکس تھی تو سوکس کی وہاں آسامی ہے اور اس آسامی پر ۱۱ فروری کو تقرری کر دی گئی ہے اس کے علاوہ انہوں نے جو ریاضی کا ذکر فرمایا ہے تو ایک خاتون طویل رخصت پر گئی ہوئی تھی جو یہاں تعینات تھی اور ان کی ۳۰ اپریل کو چھٹی ختم ہو رہی ہے۔ اس قلیل مدت کے لئے ایک نئی خاتون کو وہاں تعینات کرنا کوئی مناسب نہ تھا۔ ریاضی کی لیکچرر ۳۰ اپریل کو حاضر ہو جائیں گی اور انہوں نے اب تک چھٹی کی توسیع کی کوئی درخواست بھی نہیں کی تو اس ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ کے لیے کس اور خاتون کو تعینات کرنا مناسب نہ تھا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا! وہاں کیمسٹری کی بھی لیکچرر نہ ہے۔ مجھے جب پتا چلا میں وہاں گیا ہوں۔ میں نے تو صرف سوشل سائنسز کی لیکچرر کا لکھا تھا لیکن مجھے وہاں موقع پر جا کر پتا چلا کہ وہاں پرنسپل بھی چار سال سے موجود نہیں ہے۔ وہاں دو سال سے ریاضی کی لیکچرر بھی موجود نہیں ہے۔ دو سال سے جو وہاں خاتون لیکچرر تھی وہ رخصت پر گئی ہوئی ہے اور وہ بغیر تنخواہ کے گئی ہوئی ہے۔ ان کے واپس آنے کا کسی کو علم نہیں ہے کہ وہ رخصت میں مزید توسیع کروائیں گی یا آئیں گی۔ انگریزی کی لیکچرر وہاں شروع سے ہی موجود نہیں ہے، کیمسٹری کی لیکچرر نہیں ہے، سوشل سائنسز کی لیکچرر نہیں ہے تو یہ ساری آسامیوں جو خالی تھیں میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ میرے اس کالج میں لیکچررز کی کتنی آسامیاں خالی ہیں؟ تو جواب میں یہ کہا گیا کہ صرف انگریزی لیکچرر کی آسامی خالی ہے۔ اب وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ فلاں فلاں آسامیاں بھی خالی ہیں۔ تو اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ جواب درست ہے کہ اتنی ساری آسامیاں خالی ہونے کے باوجود یہ کہہ دیا جائے کہ صرف ایک انگریزی کی آسامی خالی ہے وہ بھی وہ جو میں نے نشاندہی کی تھی اور باقی میں نے پوچھا تھا کہ مزید یہ بتایا جائے کہ کتنی آسامیاں خالی ہیں اور اب بتایا جا رہا ہے جب

میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ وہ لیکچرر چھٹی پر گئی تھی اور فلاں لیکچرر تعینات ہوئی ہے لیکن تعیناتی سے کیا فرق پڑتا ہے جب وہ وہاں جا ہی نہیں رہی اور ایک ایسی لیکچرر ہے جو سالہا سال سے وہاں اپنا طبی تصدیق نامہ بھیج رہی ہے۔ وہ آسامی خالی پڑی ہے اور لوگوں کو اس سے تکلیف ہو رہی ہے۔ اس کا فائدہ کیا ہے کہ ہر گاؤں اور شہر میں کالج کھول دیئے جائیں لیکن وہاں آسامیاں خالی رہیں اور وہاں تعلیم نہ ہو۔ وہاں کی جو بچیاں ہیں ان کو دور دراز کالجوں میں جا کر پڑھنا پڑے اور لوگوں کو مصیبت پڑی رہے۔ پھر یہ ہے کہ جب ہم تحریک استحقاق پیش کریں تو پھر آ کر یہ بتا دیا جائے کہ وہ رخصت پر گئی تھی اور وہ وہاں آ رہی ہے یا نہیں آ رہی ہے۔

جناب والا! اس کے لیے میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ آسامیاں جو ہیں ان کو خدا کے لیے پر کر دیں اور وہاں لیکچررز کو بھیج دیں ورنہ کالج بند کر دیں۔ ایسا لکھنے کی کیا ضرورت ہے کہ ہم نے سارے صوبے میں اتنے سکول اور اتنے کالج کھول دیئے ہیں۔ نامکمل سکولز اور نامکمل کالجز جہاں کوئی استاد نہیں ہے اور استانیاں نہیں ہیں۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔ جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ایک ماہ یا ڈیڑھ ماہ کے لئے کسی خاتون کو وہاں تعینات کرنا مناسب نہ ہوگا۔ جیسے یہ فرما رہے ہیں کہ ان کی چھٹی در چھٹی کی درخواست آ رہی ہے۔ اس قسم کی کوئی درخواست ہمارے پاس موصول نہیں ہوئی۔ ۳۰۔ اپریل کو انہوں نے حاضر ہونا ہے اور اگر وہ حاضر نہ ہوئیں تو میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی جگہ خالی تصور کر کے وہاں کسی لیکچرر کو تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف ہمارے بزرگ ہیں میں ان سے ایک تاریخ چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں وہ ہمیں بتائیں کہ کس تاریخ تک تمام آسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔ میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ ان کی رخصت کی آخری تاریخ ۳۰۔اپریل ہے اور اگر وہ ۳۰۔اپریل تک نہ حاضر ہوئیں تو اس آسامی کو کسی اور لیکچرر کے ذریعے پُر کر دیا جائے گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ ۳۰۔اپریل کے کتنے دن بعد پر کر دیا جائے گا اور دوسری جو

آسامیاں خالی ہیں ان پر کب تک لیکچررز آجائیں گی؟

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ) جناب والا میں ایک آسامی کے بارے میں تو ۳۰-اپریل کی تاریخ مقرر کر چکا ہوں اس کے بعد اگر وہ حاضر نہ ہوئیں تو وہاں تقرری کر دی جائے گی اور اگر یہ انگریزی مضمون کا کہہ رہے ہیں تو وہ جس وقت بھی نامزدگی ہو جائے گی اور جس وقت بھی لیڈی لیکچرر دستیاب ہوں گی اسی وقت ہم ان کی تعیناتیں وہاں کر دیں گے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب کیمسٹری کی بھی آسامی خالی ہے۔ انگلش کی آسامی بھی خالی ہے اور وہ عرصے سے خالی ہے۔ خدا کے لئے کچھ کریں۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔ پھر ایسے ہی ہمیں جل دے رہے ہیں کہ وہ کر لی جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ) جناب سپیکر انگلش لیکچرر کی آسامی خالی ہے اور اس کے لئے نامزدگی کا عمل جاری ہے جونہی یہ نامزدگی ہو جاتی ہے تو وہاں پر فوراً ان کی تعیناتی کر دی جائے گی۔ کیمسٹری کا یہ فرما رہے ہیں۔ کیمسٹری کی میرے خیال میں اس وقت وہاں آسامی خالی نہیں ہے۔

جناب محمود الحسن ڈار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر بات یہ ہے کہ یہ وزیر موصوف کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ چیف منسٹر کے اختیار میں ہے اور چونکہ چیف منسٹر پنجاب وہاں عمرہ کرنے گئے ہوئے ہیں جب وہ آئیں گے تو پھر وہ آرڈر جاری کریں گے۔ صاف کہہ دیں کہ بھئی میرے اختیار میں نہیں ہے۔ میں آسامیاں پر نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب کیا آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ نہیں ہے کہ یہ آسامیاں کب پر کی جائیں گی کب نہیں پر کی جائیں گی۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک سوال پوچھا گیا تھا اور اس کا جواب جو ہے وہ ہاؤس کو غلط آیا ہے اس لئے تمام معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا اور اس ہاؤس کا استحقاق بھی مجروح ہوا۔ اب بات یہ ہے کہ کیا وہ جواب صحیح تھا یا غلط تھا اگر وہ جواب غلط تھا تو ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے تحریک استحقاق منظور ہونی چاہیئے اور یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہونی چاہیے یہ تحقیق کرنے کے لئے کہ جواب صحیح تھا یا غلط تھا۔ بات ساری

اتنی ہے۔ اب یہ آسامیاں کب پر کرنی ہیں۔ کب پر ہوں گی، کب پر نہیں ہوں گی۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ بات صرف آئینی اور قانونی ہے اور پروسیجر کے مطابق ہے۔ آیا اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے ؟ کیا اس معزز ایوان کے معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے؟ اگر پہلے جواب غلط دیا گیا ہے تو پھر یہ استحقاق مجروح ہوا ہے، اس لئے یہ تحریک ADMISSIBILITY کے قابل ہے، اس لئے اس کو ADMIT کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے اور اس کے متعلق استحقاق کمیٹی کی رپورٹ آنے کے بعد پھر وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس کا جواب غلط کیوں آیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب علی اکبر وینس صاحب، آپ نے وزیر موصوف سے جو دریافت کیا تھا، اس کے متعلق وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ آسامیاں ۳۰ اپریل کے بعد پر ہو جائیں گی۔ آپ ان کی اس بات کے بعد بھی اب اپنی اس تحریک استحقاق پر زور دیتے ہیں یا اب آپ معاملہ ختم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا، یہ بات تو میری واقعتاً درست ہے ، یہ بات وزیر صاحب مان رہے ہیں کہ ان کے محکمے نے جو جواب انہیں بھیجا وہ درست نہ تھا۔ یہ بات تو اب وزیر صاحب تسلیم کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں؟

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر، چونکہ وہ رخصتی آسامی تھی، یہ نہیں تھا کہ وہاں پر کسی کی تعیناتی کے احکامات نہیں ہوئے تھے۔ رخصت کی آسامی کو خالی آسامی نہ سمجھتے ہوئے اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اور اب تک وہ محترمہ اس آسامی پر تعینات ہیں۔ صرف یہ ہے کہ وہ رخصت پر ہیں۔ ان کی آسامی کو خالی نہیں کہا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب وینس صاحب اس کو پریس نہیں کرینگے یا کرینگے۔ یا اس کی ADMISSIBILITY پر فیصلہ ہو جائے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا، میں تو اس کو پریس کرنا چاہتا ہوں وزیر موصوف تو اب بھی ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی۔ انہوں نے تو فرمایا ہے کہ اس وقت آسامی دوران رخصت کو ہم خالی

آسامی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ وہاں پر چونکہ وہ معلمہ رخصت پر تھیں۔ اس لئے اس کو خالی نہیں کہا گیا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب سپیکر، وزیر موصوف نے صرف ایک آسامی کے بارے میں فرمایا ہے۔ وہ ریاضی کی ہے۔ باقی جو آسامیاں خالی ہیں، ان کے لئے کیا فرماتے ہیں، اور وہ بھی آسامیاں دو سال سے خالی پڑی ہوئی ہیں۔ اب ایک آدمی پندرہ سال کی رخصت پر چلا جائے۔ تو کیا وہ آسامی خالی نہیں ہو سکتی ہے، پندرہ سال کے لئے اس کالج کے طلباء بچارے وہاں اس مضمون کو پڑھنا چھوڑ دیں گے؟ وہ کسی دیگر جگہ جا کر پڑھیں گے یا وہاں سے بھاگ جائیں گے یا کیا کریں؟

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر۔ یہ سوال دو سال پہلے نہیں اٹھایا گیا تھا۔ یہ سوال اب اٹھایا گیا ہے اور جیسے ہی میرے علم میں یہ بات آئی ہے۔ میں نے آپ کے سامنے آپ کی وساطت سے فاضل رکن کو یہ یقین دھانی کروائی ہے کہ ۳۰ اپریل کے بعد یہ آسامی ہر حال میں پر کر دی جائے گی۔ اگر وہ خاتون رخصت سے واپس نہ آئیں تو بھی اور اگر وہ حاضر ہو گئیں تب بھی۔ میرے خیال میں اس میں باقی کوئی بات رہ نہیں گی۔ انگلش کی آسامی کے خالی ہونے کے بارے میں انہوں نے فرمایا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں یہ عرض کیا ہے کہ اس وقت بھی SELECTION BOARD کا عمل جاری ہے اور ہمیں جونہی انگلش کی لیکچرر نامزد ہو کر مہیا ہو جاتی ہے۔ ہم اس کی وہاں پر تعیناتی کر دیں گے۔

MR. KHALID LATIF KARDAR. WITH YOUR PERMISSION MR. SPEAKER, I WOULD SAY .....

MR. DEPUTY SPEAKER. ARE YOU ON A POINT OF ORDER ?

MR. KHALID LATIF KARDAR. YES, I AM ON A POINT OF ORDER. WITH YOUR PERMISSION I WOULD SUBMIT THAT I ENDORSE THE VIEWS OF MR. SHAH MUHAMMAD MOHSIN. HE IS ABSOLUTELY CORRECT

BECAUSE THE POINT BEFORE THE HOUSE IS WHETHER THIS PRIVILEGE MOTION SHOULD BE ADMITTED OR NOT. THE MINISTER FOR EDUCATION HAS HIMSELF ADMITTED THAT HIS STATEMENT WAS INCORRECT.

NOW, YOU HAVE TO GIVE RULING WHETHER THIS PRIVILEGE MOTION SHOULD BE REFERRED TO THE PRIVILEGES COMMITTEE IN ORDER TO ASCERTAIN WHETHER PRIVILEGE HAS BEEN BROKEN OR NOT.

وزیر تعلیم۔ میں نے کبھی ایسا ADMISSION اس ایوان میں نہیں کیا ہے کہ یہ غلط اطلاع تھی۔ میں نے یہ ضرور تسلیم کیا ہے کہ وہ اس معلمہ کے رخصت پر جانے کی وجہ سے آسامی خالی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہاں پر کسی کی تعیناتی نہیں ہے آج ہی وہاں پر اسی خاتون کے آرڈر ہیں۔ وہ اس وقت رخصت پر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی! جناب علی اکبر وینس صاحب۔ آپ اب کیا فرماتے ہیں؟ یہ معاملہ تو واضح ہے وہ فرما رہے ہیں کہ یہ خاتون رخصت پر ہیں۔ آج بھی اس کے احکامات اس آسامی پر ہیں۔ اس لئے اب آپ اس کو خالی تو نہیں کہہ سکتے ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے وزیر تعلیم ایک آسامی کے متعلق فرما رہے ہیں۔ یہ ریاضی کی لیکچرر کے بارے میں ہے۔ کہ وہ رخصت پر تھیں اس لئے وہ آسامی خالی تصور نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ بھی دو ایسی آسامیاں ہیں، جن پر تعینات نہیں ہیں، وہ خالی ہیں، وہ معلمات وہاں پر حاضر نہیں ہیں، عرصہ سے وہ آسامیاں خالی ہیں، ان مضامین کی لیکچررز وہاں پر نہیں ہیں اور میں نے اپنے سوال میں یہی پوچھا تھا کہ کتنے مضامین ایسے ہیں جن کی لیکچررز وہاں اس کالج میں نہیں ہیں، ایک تو انگریزی کی معلمہ نہیں ہے جو کہ میرے علم میں ہے اور اس کے علاوہ باقی کتنے مضامین کی معلمات نہیں ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ صرف انگریزی کی ہی معلمہ نہیں ہیں اور اب تین یا چار آسامیاں ایسی نکلی ہیں جو کہ خالی ہیں اور ان کا تذکرہ نہیں ہے میری استدعا یہ تھی کہ اور یہ ہے کہ اس لحاظ سے میرے

سوال کا جواب غلط آیا ہے اور اس لحاظ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ وہ جواب غلط تھا اور اب آپ نے خود سن لیا ہے اور یہ ایوان سن رہا ہے کہ وزیر موصوف انگریزی کے علاوہ دیگر کئی آسامیوں کا ذکر کر رہے ہیں کہ وہ نہیں ہیں۔ کس کے احکام ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے ہیں وہ جارہی ہے یا نہیں جارہی ہے وہ وہاں پر نہیں ہیں۔ اس لحاظ سے جواب صحیح نہیں تھا۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! فاضل رکن کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، میں نے کیا تسلیم کیا ہے کونسی دیگر آسامیاں خالی ہیں، انگلش کا انہوں نے کہا، میں نے اس کو تسلیم کیا اور وہ اس سوال کے جواب میں موجود ہے، ریاضی کا وہ فرمارہے ہیں اور میں نے ایوان کے سامنے یہی کہا ہے کہ اب تک ایک خاتون کی تعیناتی وہاں پر ہے لیکن وہ رخصت پر ہیں اور اگر وہ رخصت کے اختتام پر حاضر نہیں ہوتی ہیں تو کسی اور کو ان کی جگہ پر تعینات کر دیا جائے گا، اس کے علاوہ میں نے کیا اور تسلیم کیا ہے؟

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ کیمسٹری کی معلمہ نہیں ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا، معزز رکن آپ سے مخاطب ہوں مجھ سے براہ راست مخاطب نہ ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ سوشل سٹڈیز کی آسامی خالی کیمسٹری کی خالی ہے سوکس کی آسامی خالی ہے، میں نے اپنے سوال میں یہی پوچھا تھا کہ ایک تو انگریزی کی لیکچررز نہیں ہے، دیگر کن مضامین کی لیکچررز نہیں ہیں، یہ مجھے بتایا جائے اور جتنی لیکچررز نہیں ہیں، ان آسامیوں کو کب پر کیا جائے گا؟ یہی میرا سوال تھا، آپ جواب نکال کر دیکھ لیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب سپیکر! یہ بار بار وہی چیز دہرا رہے ہیں، جو میں آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں اور آپ کی وساطت سے معزز ممبر اور ایوان کو بتا چکا ہوں سوکس کی آسامی وہاں پر موجود ہے اور دیگر جن مضامین کا وہ تذکرہ کر رہے ہیں ان مضامین کی کوئی آسامی اس کالج کے لئے منظور نہیں ہے۔ اور سوکس کی لیکچررز گیارہ فروری کو وہاں پر تعینات ہو چکی ہیں۔ غالباً فاضل رکن اس وقت تک میری بات نہیں سمجھ سکے ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب کیمسٹری کی وہاں آسامی خالی ہے اور وہاں پر آسامی منظور ہے اور وہاں پر پہلے کیمسٹری کی لیکچرار رہی ہے، سوکس کی آسامی ہے وہاں لیکچرر نہیں ہے، ریاضی کی آسامی پر نہیں ہے، انگریزی کی آسامی ہے،

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ بات کافی مرتبہ سامنے آچکی ہے کہ وہاں پر رخصتی آسامی ہے اور اس کو خالی تصور نہیں کیا جاسکتا ہے، اس کی ADJUSTMENT وہی ہے یا تو وہ لیکچرر حاضر نہ ہو تو پھر اس کو آسامی تصور کرتے ہیں اس پر کسی کی تقرری ہو جائے گی، آپ رخصت والی آسامی کو خالی آسامی سمجھ رہے ہیں۔ فنی نقطہ نظر سے یہ بات نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے پہلے بھی آپ نے بات کی، آپ نے سوشل سائنسز کا ذکر کیا۔ سوشل سائنسز کی وہاں پر آسامی نہیں ہے وزیر موصوف فرما رہے ہیں، سوکس کی بات تو ہو سکتی ہے سوشل سائنسز کی نہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا میرا سوال یہ تھا میں بار بار کوشش کر رہا ہوں کہ میری بات وزیر موصوف اور آپ سمجھیں، میں نے عرض کیا تھا کہ ایک تو انگریزی کی معلمہ نہیں ہے دوسرے بتایا جائے کہ کتنی دیگر لیکچررز نہیں ہیں اور جن جن مضامین کی معلمات نہیں ہیں وہ آسامیاں کب پر کی جائینگی۔ یہی میرا سوال تھا، اس کا جواب یہ تھا کہ صرف انگریزی کی لیکچرر نہیں ہے اور وہ پر کر دی جائیں گی۔ آپ جواب دیکھ لیں۔ جو پہلے ایوان کی میز پر رکھا گیا تھا، اب دیگر آسامیاں آ گئی ہیں، ریاضی نہیں ہے، کیمسٹری نہیں ہے سوکس نہیں ہے سوشل سائنسز کو آپ چھوڑیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ کتنی اور خالی ہیں اور وہ کب پر کر دی جائینگی؟

وزیر تعلیم۔ جناب والا! سوکس کے بارے میں میں چار مرتبہ ایوان کو آپ کی وساطت سے عرض کر چکا ہوں کہ ۸۹۔ ۲۔ ۱۱ کو تعیناتی ہو چکی ہے، اسی طرح ریاضی کے بارے میں چار سے زیادہ مرتبہ عرض کر چکا ہوں۔ کہ ۳۰۔اپریل تک وہ خاتون چھٹی پر ہیں، اسلئے وہ آسامی خالی نہیں ہے بلکہ ان کی چھٹی کی وجہ سے وہ آسامی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور فاضل رکن شاید توجہ نہیں فرما رہے، معاشرتی علوم وغیرہ وغیرہ مضامین کے جو وہ نام لے رہے ہیں۔ ان مضامین کی ان کالجوں میں اسامیاں ہی نہیں ہیں۔ میں VACANCY کی بات نہیں کر رہا۔ اس کالج میں SEATS نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں اور کس طرح تسلی کروا سکتا ہوں۔ انگریزی کے بارے میں نے عرض کیا کہ جوں ہی کوئی خاتون نامزد ہو کر آتی ہیں ہم فوراً انگریزی کی لیکچرار بھی تعینات کر دیں گے کیونکہ واقعی

وہ آسامی خالی پڑی ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! وزیر موصوف کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ سوال کب کیا گیا۔ یہ ۱۱ فروری کی بات کر رہے ہیں اس وقت انہوں نے کیوں نہیں بتایا؟ سوال تو انہوں نے ۲۶ کو کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ وزیر موصوف کو تو یہ بھی علم نہیں ہے کہ سوال کس تاریخ کو آیا اور اس وقت انہوں نے اس کا کیا جواب دیا تھا۔؟ آپ ۱۱ فروری کی بات کرتے ہیں۔ اس وقت کہاں تھے جب یہ سوال کیا گیا۔ سوال تو انہوں نے ۲۶ کو دیا ہے۔

میاں محمود الرشید۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گذارش کروں گا کہ اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔ اور فاضل وزیر کی طرف سے بھی بڑے دو ٹوک الفاظ میں اور بار بار یہ بات دہرائی گئی ہے کہ جن آسامیوں کے بارے میں وہ بات کر رہے ہیں وہاں پر وہ EXIST نہیں کرتیں۔ اور جو ایک سیٹ خالی تھی اس کو پر کیا جا چکا ہے۔ اور بقایا جو ایک سیٹ خالی ہے اسے ۳۰ اپریل تک پر کر دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ LEAVE VACANCY ہے اور اس وجہ سے خالی پڑی ہوئی ہے۔ اب اس پر آپ کی رولنگ آجانی چاہیے کیونکہ یہ مسئلہ کافی دیر سے زیر بحث ہے۔

میاں محمود الحسن ڈار۔ جناب سپیکر! وزیر صاحب یا تو یہ کہیں کہ ان کو محکمے نے صحیح اطلاعات نہیں دیں اور ان کا اپنے محکمے پر کنٹرول نہیں ہے۔ یہ بات تو ہو سکتی ہے کہ محکمے نے اطلاع نہیں دی اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ یہ بات نہیں ہے کہ انہوں نے جو کہہ دیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ وہ ایوان کو صحیح اطلاع تو دے ہی نہیں رہے۔ اسلئے یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ انہوں نے صحیح طرح سے جواب نہیں دیا ہے۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: SIR, I WOULD LIKE TO DRAW YOUR KIND ATTENTION TO RULE 58. I READ WITH YOUR PERMISSION:

RULE 58. IF THE SPEAKER HOLDS THE MOTION TO

BE IN ORDER, THE ASSEMBLY MAY CONSIDER AND DECIDE A QUESTION OF PRIVILEGE OR MAY, ON A MOTION EITHER BY THE MEMBER WHO RAISED THE QUESTION OR BY ANY OTHER MEMBER, REFER IT TO THE COMMITTEE ON PRIVILEGES FOR REPORT.
IF YOUR HONOUR DECIDES THAT THE MOTION IS IN ORDER THEN IT SHOULD BE REFERRED TO THE COMMITTEE, TO FIND OUT WHETHER THERE WAS BREACH OF PRIVILEGE OR NOT. THIS IS THE ONLY POINT.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وزیر تعلیم مزید کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ جن جن مضامین کے بارے میں جن VACANCIES کے بارے میں فاضل رکن نے ذکر کیا ہے ان کے بارے میں، آپ کی وساطت سے میں بار بار ایوان میں اس کی وضاحت کر چکا ہوں۔ جن مضامین کا وہ ذکر کر رہے ہیں۔ ان مضامین کی آسامیاں وہاں پر منظور نہیں ہیں۔ اسلئے میں یہ کیسے تسلیم کر لوں کہ وہ خالی پڑی ہیں۔ جب سرے سے اس مضمون کی آسامی ہی نہیں ہے تو وہ خالی کیسے ہو سکتی ہے۔ ایک آسامی انگریزی کے مضمون کی خالی پڑی ہے جو ہم نے بھی تسلیم کی ہے اور دوسری ریاضی کی آسامی ہے جس کو LEAVE VACANCY کی وجہ سے وہ خالی سمجھ رہے ہیں وہ خالی نہیں ہے بلکہ وہاں پر ایک خاتون تعینات ہیں لیکن وہ رخصت پر ہیں اور ۳۰ اپریل تک ان کی رخصت ختم ہوتی ہے اور میں یہ بھی بار بار یقین دلا چکا ہوں کہ اگر وہ ۳۰ اپریل کو حاضر نہ ہوئی تو ہم ان کی جگہ کسی اور معلمہ کی تعیناتی کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بجا فرمایا ہے آپ نے۔۔۔۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے پیش ہو جانے کے بعد اب ہماری دو آسامیاں بھی غائب ہو گئی ہیں۔ یعنی جو معلمہ جس مضمون کی، وہاں کام کرتی رہی ہے۔ کیا وہ آسامی وہاں پر موجود تھی تو وہ کام کر رہی تھی یا وہ ویسے اعزازی طور پر کام کر

رہی تھی-------

جناب ڈپٹی سپیکر- چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں اس پر کافی بحث ہو چکی ہے-----

چودھری اصغر علی گجر- پوائنٹ آف انفارمیشن-

جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا- ہمارے ساتھی جو تحریک استحقاق کے محرک ہیں ان کے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے تو وہ یہاں پیش کر دیں- یعنی یہ آسامیاں ہیں اور یہ اس کا ثبوت ہے- اگر یہ ثابت کر دیں گے تو ظاہر بات ہے ان کی تحریک بھی درست ثابت ہو گی- اگر ان کے پاس اس کا ثبوت نہیں ہے تو پھر------(قطع کلامیاں)

نوابزادہ غضنفر علی گل- پوائنٹ آف انفارمیشن-

جناب والا پوائنٹ آف انفارمیشن تو استحقاق کمیٹی میں پیش ہو گی اور آپ کی اطلاع کیلئے انفارمیشن یہ ہے کہ ڈپٹی سپیکر بھی وزیر کے خلاف رولنگ دے سکتا ہے- (قہقہے)-

جناب ڈپٹی سپیکر- بات بڑی سیدھی سی ہے کہ جن VACANCY کی بات جناب علی اکبر وینس صاحب فرما رہے ہیں اس کے مطابق وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ان مضامین کی وہاں پر آسامیاں منظور نہیں ہیں- پھر اس پر بات کیا ہو گی- بات تو اس پر تب چلے گی اگر وہاں پر ان مضمونوں کی آسامیاں ہوں اس کے بعد اگر جواب غلط آتا تو اس پر بات ہو سکتی ہے- لیکن جب وہاں پر ان مضامین کی آسامیاں منظور نہیں ہیں تو پھر اس کے غلط یا صحیح کا مسئلہ ہی پیدا نہیں ہوتا- اسلئے میں اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں-

نوابزادہ غضنفر علی گل- جناب والا ابھی تحریک التوائے کار پیش ہو گی اس میں ایک تحریک التوائے کار نمبر ۴۲ ہے- جناب سپیکر یہ انتہائی اہم نوعیت کی ہے----------

جناب ڈپٹی سپیکر- آپ ذرا تشریف رکھیں پہلے دو منٹ میں تحریک استحقاق کو ختم کر لینے دیں- اس کے بعد تحریک التوائے کار پر بات کر لیں گے-

نوابزادہ غضنفر علی گل- جناب والا ابھی رہتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر- آپ تشریف رکھیں- آخری تحریک استحقاق ہے اور اس کا نمبر ۲۱ ہے کرنل ریٹائرڈ محمد یامین صاحب کی ہے-

کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین۔ جناب والا میں یہ تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا تھا لیکن وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہ کہا ہے کہ جس سرکاری افسر کے خلاف میں نے تحریک پیش کی ہے۔ اس سے وزیر موصوف کا غالباً رابطہ نہیں ہو سکا اسلئے میں اسے کل تک مؤخر کرنے کیلئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ لہذا اسے کل تک کیلئے مؤخر کر دیا جائے؟

کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین۔ کل تک کیلئے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔

میاں محمود الرشید۔ جناب سپیکر میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے اور اسے آج ہی پیش ہو جانا چاہیے۔ اور مجھے اسے پیش کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔

جناب رانا شوکت محمود۔ جناب والا آج میاں منظور احمد موہل صاحب کی ایک تحریک استحقاق تھی اور وہ غالباً کسی اخبار میں پریس کانفرنس کے بارے میں تھی۔ میں نے موہل صاحب کو بھی وضاحت کی ہے کہ وہ ساری بات ایک غلط فہمی پر مبنی ہے غالباً پریس کانفرنس میں جو بات کی گئی اس کی بنیاد پریس کانفرنس کے محرک کو صحیح طور پر معلوم نہ تھی۔ میری گذارش یہ ہے کہ موہل صاحب میری اس وضاحت کو قبول کریں اور اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔ بڑی مہربانی ہو گی۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا مسئلہ صرف یہ تھا کہ راؤ رشید صاحب نے پریس کانفرنس کی تھی اور اس میں میرے بارے میں کچھ ذکر کیا تھا۔ لہذا میں رول ۱۷۸ کے تحت ذاتی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ لیڈر آف اپوزیشن نے کہا تھا کہ میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے میرے بارے میں کہا کہ میرے خلاف مقدمات قائم ہیں اور میں نے وہ مقدمات واپس کروائے ہیں۔ قطعاً ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اس ایوان میں یہ بات کہتا ہوں کہ میرے خلاف حال ہی میں پولیس نے ایک غلط مقدمہ درج کیا تھا جو کہ ابھی تک اسی طرح ہے نہ میں نے اس کیلئے کوئی تحرک کیا اور نہ ہی کوئی مقدمہ واپس ہوا ہے۔ میں نے اس لئے یہ تحریک پیش کی تھی اور اگر وہ CATEGORICALLY کہہ دیتے ہیں کہ یہ بات غلط فہمی کی بنیاد پر ہوئی ہے پھر تو میں اس کی وضاحت نہیں کروں گا۔

جناب رانا شوکت محمود۔ جناب میں نے یہی کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں یہ عرض کرنے لگا ہوں کہ ۵۸ کے قریب تحریک التوائے کار ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ فیصلہ کرلیں کہ ان تحاریک التوائے کار کو لیا جائے یا امن عامہ پر بحث کرنا آپ پسند فرمائیں گے؟

میاں محمود الرشید۔ جناب والا، میں نے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ گذارش کی ہے کہ تحریک استحقاق کو سب سے پہلے نپٹایا جاتا ہے۔ ۲۱ تحاریک استحقاق آپ نے نپٹا دی ہیں اور میری تحریک استحقاق نمبر ۲۲ ہے۔ میرا اور میرے اسلامی جمہوری اتحاد کے دوسرے ساتھیوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ آپ کی ۲۲ نمبر تحریک کہاں ہے۔ میرے پاس تو نہیں ہے۔

میاں محمود الرشید۔ یہ سیکرٹری صاحب کے پاس ہے۔ اس کی ایک کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اس کو میں چند منٹ میں پیش کر دیتا ہوں اس کے بعد ایجنڈے کے مطابق آپ اگلی کارروائی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب، یہ کل نہ شروع کریں۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا، اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو دو منٹ کی بات ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس پہ آج ہی بحث ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میری گذارش یہ تھی کہ اب وقت بھی تھوڑا رہ گیا ہے۔ اس لیے اسے کل پیش کر دیں۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا، میری گزارش یہ ہے کہ شاید میں کل نہ آسکوں اور میں اسی لیے یہاں بیٹھا ہوا ہوں کہ میری تحریک استحقاق آج پیش ہونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ بجا فرماتے ہیں کہ میں تو ویسے ہی آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ کل پیش ہو جائے تو آج تھوڑا سا دوسرا کام جیسے تحریک التوائے کار یا امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو جائے۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا، گذارش یہ ہے کہ استحقاق سب سے اہم ایجنڈے کا نکتہ ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مجھے آپ کی اس بات سے انکار نہیں ہے۔ میں تو آپ سے ویسے عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ صبح آجائے تو اس میں حرج بھی کوئی نہیں ہے۔ میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ تحریک استحقاق اہم نہیں ہے۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا، میں یہ گذارش کر رہا ہوں کہ صبح شاید میں اسمبلی نہ آسکوں اس لیے مجھے اجازت دی جائے۔ بس دو منٹ کی بات ہے۔ میں اسے نپٹائے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میاں صاحب، میرا ذاتی خیال ہے کہ آپ اسے صبح تک یا پرسوں تک ملتوی کر دیں۔

میاں محمود الرشید۔ جناب والا، یا تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر کل میں آیا تو سب سے پہلے اس کو لیا جائے گا۔ اگر آپ یہ دیتے ہیں تو میں اس پہ زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو صبح انشاء اللہ بشرط زندگی ہم اسے نپٹائیں گے

---------- تو میں حاوس سے یہ عرض کر رہا تھا کہ تحریک التوائے کار کو نپٹا لیں یا امن عامہ کی صورت حال پر بحث کرنا آپ پسند فرمائیں گے۔

جناب غلام سرور خاں۔ جناب والا، حسب معمول پہلے تحریک التوائے کار لینی چاہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، تحریک التوائے کار نمبر ۴۲ نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ یہ صوبے کے پی سی ایس افسران سے متعلقہ ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تو حاوس نے یہ فیصلہ دے دیا کہ تحریک التوائے کار لینی چاہیں۔ اب دوسری بات جو نوابزادہ صاحب کہہ رہے ہیں میں حاوس کے سامنے یہ بات رکھوں گا کہ ان تحاریک التوائے کار کو ترتیب سے چلانا چاہیے یا----------

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، مجھے ایک بات کر لینے دیں کہ میں وزیر قانون سے عرض کروں گا کہ اگر وہ متوجہ ہوں، کہ تحریک التوائے کار نمبر ۴۲ کو لے لیا جائے۔ یہ انتہائی اہم ہے۔ میرا اس سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نوابزادہ صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ حاوس سے پوچھ لیتے ہیں۔ جو

ھاوس فیصلہ کرے گا۔ اس کے مطابق کر لیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، پہلے میری بات تو سن لیں کہ اس کی اہمیت کیا ہے۔ یہ صوبہ پنجاب کے پی سی ایس افسران سے متعلقہ ہے اور یہ انتہائی اہم تحریک التوا ہے۔ صوبہ کے سابق پی سی ایس افسران کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس زیادتی پر روشنی ڈالنے کے لیے یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ اور اس بات کا امکان نہیں ہے کہ یہ اجلاس میں آسکے۔ یہ انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے۔ میری وزیر قانون سے یہ درخواست ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ میرا مسئلہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میری آپ دونوں سے گذارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔ یہ مسئلہ ھاوس کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ جو ایوان فیصلہ کرے گا اس کے مطابق ہم چلیں گے۔

میاں محمود الرشید۔ نوابزادہ صاحب سابق پی سی ایس افسران کی بات کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے افسران کی تعداد تو بہت تھوڑی ہے۔ اسی طرح ہم سی ایس پی افسران اور ان کے مسائل پر بات کریں گے۔ ان افسران کو ایک طرف رکھتے ہوئے بہت سی تحاریک التوائے کار ایسی ہیں۔ جو پنجاب کے کروڑوں عوام سے متعلق ہیں۔ اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ افسران کی بجائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر، آرڈر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ مسئلہ ایوان کے سامنے رکھا جاتا ہے کہ تحاریک التوائے کار کو نمبر وار لیا جائے۔۔۔۔۔۔۔

میاں محمود الحسن ڈار۔ جناب والا، میں نے جو تحریک التوا کار دی ہوئی ہے جو کہ عوامی مفاد کے تحت بہت اہم ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تمام تحاریک التوائے کار کو مؤخر کر کے میری تحریک التوائے کار کو لیا جائے۔ اگر آپ چاہیں تو اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈال دیتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار کس مسئلے سے متعلق ہے۔ مفاد عامہ میں ہے یا نہیں ہے۔ جناب سپیکر! آج آٹے کی گرانی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ایک بات ھاوس کے سامنے پیش کی اور ھاوس نے یہ فیصلہ دے دیا کہ یہ تحاریک التوائے کار نمبر وار لائی جائیں۔ اب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔ ھاوس نے جو فیصلہ دیا ہے اس کا احترام

کریں۔

میاں محمود الحسن ڈار۔ جناب سپیکر! میں ایوان کے فیصلے کا احترام کرتا ہوں۔ لیکن میں ہاؤس سے آپ کی وساطت سے درخواست کر سکتا ہوں کہ میری تحریک بہت اہم ہے اور مفاد عامہ میں ہے۔ گرانی کی حالت یہ ہے کہ آٹے کی قیمتیں اتنی بڑھ گئی ہیں باوجود اس کے کہ حکومت فلور ملوں کو گندم سپلائی کرتی ہے۔ فلور ملوں والوں نے خود نرخ بڑھا دیے ہیں۔ غریب آدمی اس میں خاص طور پر پریشان ہے۔ اور ہمارے عوام بہت پریشان ہیں۔ یہ عوامی مسئلہ ہے اس لیے برائے مہربانی میری تحریک التوائے کار زیر بحث لاتے ہوئے تمام تحاریک التوائے کار کو مؤخر کر دیں۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب سپیکر! آپ کے قواعد و ضوابط کے مطابق سوالوں کے لیے، تحریک التوائے کار کے لیے، تحریک استحقاق کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور اگر وہ وقت گزر جائے تو جب تک آپ وہ وقت بڑھا نہ دیں اس وقت تک آپ کو اختیار نہیں ہے کہ آپ کسی تحریک التوائے کار یا سوال کو زیر غور لائیں۔ اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اجلاس کتنے بجے شروع ہوا کتنے گھنٹے گزر گئے اور کیا اب تحریک التوائے کار کا وقت ہے یا کتنا باقی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آدھا گھنٹہ تحریک التوائے کار کے لیے ہے۔ جب سے یہ وقت شروع ہوا اب صرف بیس منٹ باقی ہیں۔ اب آپ بحث میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا، آپ یہ فرمائیں کہ کوئی تحریک التوائے کار پڑھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی، میں نے تو شروع کیا تھا، میں نے آپ سے پوچھا کہ ایوان نے فیصلہ دے دیا کہ نمبر وار شروع کریں------ تو سب سے پہلے یہ تحریک التوائے کار نمبر ا چودھری اصغر علی گجر کی طرف سے۔

میاں محمود الحسن ڈار۔ جناب والا، میری تحریک پہلے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میرے قابل احترام دوست، ہاؤس نے فیصلہ دے دیا ہے اب یہ تحاریک التوائے کار نمبر وار ہی آئیں گی۔ ہاؤس کے فیصلے کا احترام آپ بھی کریں۔ میں

بھی کرتا ہوں۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں چودھری اصغر علی گجر صاحب کو فلور دے چکا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر وزیراعظم پاکستان بے نظیر بھٹو اور وزیراعظم راجیو گاندی کے درمیان جو مذاکرات ہوئے اس میں وزیراعظم پاکستان نے مسئلہ کشمیر کا ذکر تک نہیں کیا اور مسئلہ کشمیر کو حل کئے بغیر بھارت سے ثقافتی اور معاشی معاہدے شروع کر دیئے۔ حالانکہ یہ بات مسلّم ہے کہ ہندوستان ہمیشہ اپنے معاہدوں کی آڑ میں ہماری معیشت اور ثقافت کو تباہ کرنے کی تلاش میں رہا ہے۔ وزیراعظم پاکستان مذاکرات کی میز پر دو طرفہ۔۔۔۔۔۔ آرام سے سنیں اور غور سے سنیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر،

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھئے اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ تشریف رکھیں ابھی وہ پڑھ رہے ہیں اس پر آپ پوائنٹ آف آرڈر دیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ آپ تشریف رکھیں، میں ابھی پڑھوں گا۔ سر انہیں آپ ہی فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا میں آئینی اور قانونی طور پر بتاؤں گا، یہ پھر پڑھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ کی بات ضرور سنی جائے گی آپ تشریف تو رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! میں آپ کو آپ کے اختیارات کے حوالے سے عرض کرتا ہوں۔ قواعد کے مطابق آپ پر یہ پابندی ہے کہ جب بھی کوئی رکن پوائنٹ آف آرڈر کہتا ہے تو آپ اس کا پوائنٹ آف آرڈر سنیں گے اور اس کے بارے میں فوراً فیصلہ کریں گے اگر وہ غلط ہے تب بھی اگر وہ صحیح ہے تب بھی، یہ میرا حق ہے اور قواعد کے مطابق ہے، میں کوئی مداخلت نہیں کر رہا ہوں۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! سابقہ یہ روایات رہی ہیں کہ جب کوئی ممبر پڑھ رہا ہو تو اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائے۔ وہ تمام ارکان کی مشترکہ ہے، ہمیں افہام و تفہیم کے

ساتھ، صبر و شکر کے ساتھ، بردباری کے ساتھ اس ہاؤس کو چلانا چاہیئے۔ اگر ایسی ہی روایت پڑ گئی تو پھر آپ بھی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار پیش نہیں کر سکیں گے، ہم بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھیں، راہی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

چودہری اصغر علی گجر۔ جناب والا مجھے پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

میری تحریک التوائے کار یہ ہے کہ

مسئلہ یہ ہے کہ سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر وزیراعظم پاکستان بے نظیر بھٹو اور وزیراعظم راجیو گاندھی کے درمیان جو مذاکرات ہوئے اس میں وزیراعظم پاکستان نے مسئلہ کشمیر کا ذکر تک نہیں کیا اور مسئلہ کشمیر کو حل کئے بغیر بھارت سے ثقافتی اور معاشی معاہدے شروع کر دیئے حالانکہ یہ بات مسلم ہے کہ ہندوستان ہمیشہ اپنے معاہدوں کی آڑ میں ہماری معیشت اور ثقافت کو تباہ کرنے کے موقعوں کی تلاش میں رہا ہے وزیراعظم پاکستان مذاکرات کی میز پر دو طرفہ مسکراہٹوں کی رنگین فضا میں۔۔۔۔۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر ان سے کہیں کہ خاموشی اختیار کریں اور بات سنیں، بڑا اہم مسئلہ ہے، امت مسلمہ کا مسئلہ ہے، جناب والا انتہائی اہم مسئلہ ہے، انہیں بڑے غور سے سننے کیلئے حکم فرمائیں۔ جناب والا بہت ہی اہم مسئلہ ہے جسے اب یہ لوگ الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں آپ کی تمام باتیں سنوں گا، آپ دو منٹ تشریف تو رکھیں۔

(مداخلتیں)

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا انتہائی اہم مسئلہ ہے، یہ امت مسلمہ کا مسئلہ ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! آپ سنیں تو سہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی راہی صاحب چلئے آپ ہی فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا! اب یہ بنیادی بات ہے کہ جب کوئی شخص پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے، وہ اس ایوان کا رکن ہے، آپ پر قواعد کے مطابق یہ پابندی ہے کہ آپ اس کے پوائنٹ آف آرڈر کو ENTERTAIN کریں اور اس کے غلط یا صحیح

ہونے کا فیصلہ دیں۔ اب بات یہ ہے کہ جو چیز صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے وہ یہاں پر کس طرح سے زیر بحث لائی جا سکتی ہے، اب یہاں پر خارجہ پالیسی کی بات ہے، سارک کانفرنس ہوئی تو اس میں مسئلہ کشمیر کو نہیں چھیڑا گیا۔ ہم نہیں کہتے کہ آپ نے اس سے پہلے تین سارک کانفرنسیں کی ہیں یہ چوتھی ہے اور تین سارک کانفرنسوں میں آپ نے اگر مسئلہ کشمیر کا مسئلہ نہیں چھیڑا تو یہ اور بات ہے لیکن میرا پوائنٹ یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی تحریک اس اسمبلی میں نہیں آسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب آپ چیئر کی رولنگ کا انتظار تو کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ کیوں، ایک چیز غلط طریقے سے اسمبلی میں آرہی ہے۔ تو مجھے پوائنٹ آؤٹ کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں اور چیئر کی رولنگ کا انتظار کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ خارجہ پالیسی کی بات یہاں اسمبلی میں کیسے آسکتی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر۔ کونسی بات، ہمیں تو بات کا ہی پتہ نہیں وہ کون سی بات ہے۔ راہی صاحب سے کہیں کہ تشریف رکھیں اور بڑے آرام اور تحمل سے سنیں۔ ابھی تو بات ہی نہیں آئی اور معاملہ پیش ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب ایک منٹ کیلئے تشریف رکھیں، آپ کی بات بالکل بجا ہے، وہ مسئلے جو صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار میں نہیں، ان پر بحث نہیں کی جا سکتی، میری عرض تو سن لیں، میں نے شروع میں اس لئے کہا تھا کہ آپ ذرا انتظار فرمائیں کہ چیئر اس پر کیا رولنگ دیتی ہے وہ اس کے متعلق کیا کہتی ہے، میری آپ سے گذارش ہے کہ میری یہ بات جو بڑے احسن طریقے سے قواعد کے مطابق چل سکتی ہے، تو اس پر اتنا شور ہوگا اور پھر مزا نہیں رہتا، میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ دو منٹ کیلئے تشریف رکھیں اور رولنگ آلینے دیں اس کے بعد آپ جو بات بھی کریں گے، آپ کو حق ہے، آپ کو تمام باتوں کا حق ہے جن کی قواعد اجازت دیتے ہیں اور آپ کی یہ تمام باتیں HONOUR ہوں گی جو قواعد کے مطابق ہوں گی۔ اب آپ تشریف رکھیں اور چیئر کی رولنگ سن لیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ آپ ایک چیز کو ریکارڈ پر لا رہے ہیں، اور یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ

پر آرہی ہے اور آپ یہاں پر اسے خارجہ پالیسی کے بارے میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کو آپ چیمبر میں کیوں ختم نہیں کرتے، میں آپ کو عرض کروں گا کہ یہ ایک سازش ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ راہی صاحب میں نے آپ کی بات کتنے تحمل سے سنی ہے، اب آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ اسمبلی کے قواعد کے مطابق چل رہی ہے، آپ تشریف رکھیں اور چیئر کی رولنگ کا انتظار کریں۔ جب رولنگ آئے گی آپ اس وقت بات کریں۔ جی چودھری صاحب۔ راہی صاحب تشریف رکھیں، آپ لوگ چار پانچ کھڑے ہیں کسی کی بات بھی نہیں سنی جائے گی۔ رانا پھول آپ فرمائیے۔

رانا پھول محمد خاں۔ جناب والا! جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے، اس ملک کے آئین کے تحت اگر کوئی وزیر اعظم کسی دشمن ملک کے ہاتھوں ملک کو بیچ رہا ہو، یہ تو صوبائی اسمبلی ہے بلکہ اس کو تو ایک معمولی کانفرنس بھی زیر بحث لا سکتی ہے، اپنے ملک کی بربادی کو دیکھتے ہوئے صوبائی اسمبلی کو آئین یہ حق دیتا ہے کہ وہ اس پر بحث کریں۔۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ براہ مہربانی آپ میری بات تو سن لیں۔

آپ تشریف رکھیں۔ نہ آپ کی بات مجھے سمجھ آرہی ہے نہ میری بات آپ کو سمجھ آئے گی۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آپ میری بات سن لیجیے اسکے بعد جو آپ کا دل چاہے فرمائیں۔ راہی صاحب۔ کاردار صاحب کیانی صاحب جب آپ چیئر کو کچھ سننے ہی نہیں دیں گے چیئر اپنا فیصلہ کیسے کرے گی کہ یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے۔ میری گذارش ہے کہ آپ تحمل سے ان کو پڑھنے تو دیں۔ میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں اس طرح ہر فاضل ممبر جو بات کرے گا وہ سمجھ آئے گی۔ اس طرح تو کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ دیکھئے بات یہ ہے کہ میں آپ سے یہی عرض کر رہا تھا کہ ایک بات جب تک سامنے نہیں آئے گی چیئر اس پر اپنی رولنگ نہیں دے سکے گی۔ میرے محترم فاضل رکن کاردار صاحب میں یہی عرض کر رہا تھا کہ ایک بات جب تک کہی نہیں جائے گی۔ چیئر اس کو سنے گی نہیں چیئر اسکے متعلق کیا رولنگ دے گی۔

نوابزادہ صاحب آپ میری بات تو سنیں مجھے تھوڑی سی بات مکمل کر لینے دیجئے۔ چیمہ صاحب میری بات تو سن لیجیے۔

بابو محمد منیر۔ جناب سپیکر۔ اس بات کو وہی ختم ہو جانا چاہیئے تھا جب قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ایسی تحریکیں پیش نہیں کی جائیں گی۔ گجر صاحب نے یہ تحریک پیش کر کے ہمارے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ ہم ان کو یہ کہیں گے کہ مارشل لاء کی ٹیم ہے۔ اور اپنے ضمیر کو بیچتے ہیں۔ کسی کو تحصیلدار بھرتی کرواتے ہیں۔ کسی کو انسپکٹر بھرتی کرواتے ہیں۔ اس معاہدے کے مطابق ایسی تحریک کو پیش نہیں ہونے دینا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آپ صبر و تحمل سے کام لیجئے۔ آپ چیئر کی رولنگ بھی سنیے۔ ایک بات جب تک پیش نہیں ہو گی چیئر اپنی رولنگ کیا دے گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا چاہیئے۔

جناب خالد لطیف کاردار۔ جناب والا رانا صاحب کوئی ایسی بات کر دیتے ہیں جس سے ایوان میں کھلبلی مچ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میری اس بات پر آپ دوست غور فرمائیے کہ جب اتنے شور میں اتنے دوست کھڑے ہوں گے تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کس نے کیا بات کی اس کے خلاف چیئر کیا رولنگ دے۔ میری صرف آپ سے گذارش ہے آپ تحمل سے ایک بات سامنے آنے دیجیے جب اس پہ چیئر کی رولنگ آئے گی پھر آپ غور فرمائیے۔

(قطع کلامیاں)

نوابزادہ صاحب مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ آپ اس پر کیا رولنگ دیں گے جب ہم نے آپ سے وہ بات نہیں پوچھنی ہے۔ سیدھا سا سوال یہ ہے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اسکو اس ایوان میں آلینے دیں اور آپ رولنگ دیں۔ ہمارا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایسی تحریک التوا ایوان میں آ ہی نہیں سکتی۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب والا میرے بھائیوں کو میرا پیغام پہنچا دو میں اس کو پڑھنے سے پہلے ایک بات کرتا ہوں کہ اس تحریک میں ایک لفظ غلط ہو تو میں پیپلز پارٹی کے اپنے معزز

بھائیوں سے معذرت کر لوں گا۔ اگر اس کا ہر لفظ سچا اور درست ہو تو پھر ہم سب کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ میں سے پوائنٹ آف آرڈر پر کون بولنا چاہے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو ایسی تحاریک ہوتی ہیں ان کو ایوان میں پڑھ کر رولنگ نہیں دی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نوابزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔ مجھے ذرا تھوڑا سا سمجھ لینے دیجیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ ان کو پڑھ لینے دیں پھر آپ رولنگ دیں۔ ہمارا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایسی تحریک جو اس ایوان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے اور ہم نے آپس میں یہ طے بھی کیا ہوا ہے کہ یہاں کوئی متنازعہ بات نہیں آئے گی اور دوسرے یہ کہ جو بات اس ایوان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے اس کو آپکے چیمبر میں ختم کر دیا جائے گا۔ ہمارا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ ریکارڈ پر آ ہی نہیں سکتی اس لئے آپ اسے بغیر پڑھے ختم کریں۔

رانا پھول محمد خان۔ میں گذارش کروں گا کہ وہ حالات کا جائزہ لیں۔ افہام و تفہیم کا جذبہ پیدا کریں اور ہم بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہ کہہ کر اس ایوان کے دائرہ کار کو محدود نہ کریں کہ یہاں خارجہ پالیسی کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہمارا حق ہے۔ ملکی معاملات کو کسی بھی منتخب ادارے میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے ہاں، ہمارا یہ اختیار نہیں کہ ہم اس پر کوئی فیصلہ دیں۔ مرکزی حکومت سے استدعا کر سکتے ہیں۔ ہمارا استدعا کا حق ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ وقت ختم ہونے والا ہے۔ میری بات سن لیجیے۔ دیکھیے، ایک بات صاف ہے کہ:

RULING

ALL MATTERS WHICH ARE NOT CONCERNED WITH THE PROVINCIAL GOVERNMENT AND WHICH DO NOT FALL WITHIN ITS JURISDICTION CANNOT BE DISCUSSED IN THE PROVINCIAL ASSEMBLY.

اب وقت ختم ہونے والا ہے۔ میں وقت میں توسیع نہیں کر رہا۔ اس کے ساتھ ہی یہ پڑھ رہا ہوں۔۔۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر۔ مجھے تحریک مکمل پڑھنے کی اجازت تو دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چودھری صاحب! آپ نے تو پڑھ لی تھی۔

چودھری اصغر علی گجر۔ پڑھ لی تھی صرف آخری لائن رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ نے پڑھ لی تھی اور اس پر میں نے رولنگ دے دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب وقت ختم ہو رہا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا فرمان

IN EXERCISE OF THE POWERS CONFERRED ON ME BY CLAUSE (3) OF ARTICLE 54 READ WITH ARTICLE 127 OF THE CONSTITUTION OF THE ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN, I, MIAN MANZOOR AHMAD WATTTOO, SPEAKER, PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB, HEREBY PROROGUE THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB WITH EFFECT ON AND FROM 5TH MARCH, 1989, AFTER THE TERMINATION OF THE SITTING OF THAT DAY, SINCE THERE IS NO BUSINESS LEFT.

(اس مرحلہ پر ایوان کا اجلاس برخاست کر دیا گیا)